وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ

اور تم پر ہم نے نگراں مقرر کر رکھے ہیں، جو تمہارے عمل کو لکھ رہے ہیں

ملفوظات حبیب الامت
جلدسوم

یعنی

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی چرتھاولی حفظہ اللہ

خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامت پرنامبٹ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامت جلال آبادی) بانی ومہتمم دارالعلوم محمدیہ وخانقاہ رحیمیہ بنگلور

کے ملفوظات وارشادات

مرتب

مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدار قاسمی

رحیمی شفا خانہ بنگلور کرناٹک

مدینہ بک ڈپو اردو بازار جامع مسجد دہلی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : ملفوظات حبیب الامت (جلدسوم)

ملفوظات : حبیب الامت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی حفظہ اللہ

مرتب : مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدار قاسمی

اشاعت : جنوری ۲۰۱۱ء

کتابت : مولانا فہیم احمد قاسمی سرسی سیتامڑھی حبان گرافکس بنگلور

تعداد : ۱۱۰۰

ناشر : جناب حماد مصطفیٰ شیروانی، مدینہ بک ڈپو اردو بازار جامع مسجد دہلی

مرتب کا مکمل پتہ

RAHEEMI SHIFA KHANA

#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,

Nayandhalli Post, Maysore Road

BANGALORE - 560039 (INDIA)

Ph.: 080-23180000, 23397836/72

E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحات
	انتساب اور ثواب	19
	خلوصِ رضی	20
	حروفِ دلدار	23
	اخلاقی بیماریاں	25
	نکاح میں سادگی سنت ہے	25
	شادی نہیں مطالبات کی فہرست	26
	آج ملاوٹ عروج پر ہے	26
	سفید بال ویزا ہیں	27
	مسلمان کا اصل سرمایہ حب رسول	28
	عمل اور محبت دونوں الگ الگ شئے ہیں	29
	اپنے اعمال کا جائزہ لیں	30
	آج فتنے کیوں رونما ہیں	30
	ایمان کی شرطِ اوّل	31
	سچے مسلمان کی مثال	32
	جھوٹ حرام ہے	32
	پڑوسی کی فضیلت	33
	پریشانیوں میں بھی خیر ہے	33
	مسلمان کو ہر جگہ مسلمان نظر آنا چاہیے	34
	زندگی اللہ تعالیٰ کی امانت ہے	34

مضامین	صفحات
سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے	35
تکبر خاک میں ملا دیتا ہے	35
اولاد کو دودھ پلانے کا ثواب	36
ماں بچے کو اپنا دودھ پلائے	37
پوتوں اور نواسوں سے محبت	37
حکیم الامت کی ایک بڑی صفت	38
قسم کھانے سے مال کی برکت ختم ہو جاتی ہے	38
اللہ تعالیٰ کی لعنت	39
ہمارے قلوب میں بخل آ گیا	39
تقویٰ کا مطلب قلب خوف خدا سے لبریز	40
رمضان المبارک حق کو باطل سے ممتاز کرتا ہے	41
حضورؐ نے ایک بدو کی حرکت کا برا نہیں مانا	41
عورتوں کو کثرت سے دوزخ میں دیکھا	41
اللہ تعالیٰ شکر کے محتاج نہیں	42
مغربی اقوام کی نقالی	42
اتنا خرچ کرنے کے بعد بھی مستقبل کی گارنٹی نہیں	43
بچے سے لاڈ پیار شریعت کے حدود میں	44
نوجوانوں کی بے راہ روی	45
بچوں کی حفاظت کریں	45
اسلامی تعلیمات کو ہم نے چھوڑ دیا	46
قربانی کی کھال کا مصرف	47
جانور کی قربانی کے ساتھ اپنے نفس کی قربانی دو	47
خاموشی کی وجہ سے آدمی کا مقام بلند ہوتا ہے	48
فحش گو پر جنت حرام ہے	48
لایعنی گفتگو اکثر آفتوں کی جڑ ہے	49
قرآن میں تدبر کیجئے	49
قرآن سے دوری امت کے زوال کا سبب	50

کبائر گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں	50
ناکامی ونامرادی کی سب سے بڑی وجہ	51
آج ہم دین سے دور ہورہے ہیں	52
کیا یہی تمہارا آخرت کا توشہ ہے؟	53
دنیا سے دل لگانا دین سے دوری پیدا کرنا ہے	53
حسد انتہائی خطرناک اور مہلک مرض	54
باقی رہنے والے اعمال	54
کف افسوس ملنے کے علاوہ کچھ نہ ہوگا	55
روزی مقدر سے ملتی ہے	55
اہل علم اور بے علم برابر نہیں	56
نیت میں اخلاص ہے تو چھوٹا عمل بھی بڑا ہے	56
اتحاد ایسی قوت ہے جو بڑی سے بڑی طاقتوں کا مقابلہ کرسکتی ہے	57
اسلام اجتماعیت کا نام ہے	58
ٹکڑیوں میں بٹنے کا انجام	58
اتحاد واتفاق کا فائدہ	59
رسول اللہ ﷺ نے پوری امت کو ایک جسم قرار دیا	59
ہمارے آپسی اختلافات ہی ہماری بربادی کا سبب	60
آہ! ایک زمانہ ایسا بھی تھا	60
روح بلالی نہ رہی	61
مسلمان کا قرآن سے وابستہ ہونا لازم ہے	62
دنیا کی قیمت مچھر کے برابر بھی نہیں!	62
علم وقلم بڑی طاقت ہے	63
جتنا دباؤ گے اتنا ہی ابھرے گا	63
حج مقبول ومبرور کی علامت	65
انسان سے قبل دنیا میں جنات آباد تھے	65
اللہ تعالیٰ آزماتے ہیں!	65
مسلمان کا سب سے بڑا قصور	66

آج ہمارے معاملات اور معمولات بالکل بدل گئے	66
غیروں کی شباہت!	67
زبان کو قابو میں رکھو	67
اللہ تعالیٰ کے وفادار بن کر رہو	68
افسوس مومن کو نماز کی فرصت نہیں	69
ایمان افروز واقعات کا ہمارے دلوں پر اثر ہی نہیں ہوتا	69
سنتوں کو زندہ رکھنے کی تحریک چلائیں	69
غلطی اور گناہ کرنا انسانی فطرت	71
گناہوں پر ندامت اور افسوس	71
خوش گوار ماحول کیسے بنتا ہے؟	71
شوہر کی نظر میں قابل قدر بیوی کون؟	72
بناؤ سنگار عورت کا فطری حق	73
بے پردگی کا انجام	73
مغرب کی پرفریب تہذیب	74
مغربی دنیا میں عورتوں کی تباہی اور پستی	75
عورتوں کا حال کتے اور بلیوں سے بھی بدتر	76
اسلام میں عورت کی عزت اور ناموس کی حفاظت	76
چار چیزیں دنیا وآخرت کی بڑی نعمت	77
مغربی تہذیب نے بدکاری اور حرام کاری کی فضا پیدا کردی	77
شوہر کا اپنی بیوی پر عظیم حق ہے	78
شوہر کی عزت اور احترام	78
نفاست اور پاکیزگی عورت کی خوبی	79
یہ ملک ہمارا ہے ہم اس کے مالک ہیں	79
اولاد سے محبت	80
آج ہم نے ٹی وی کو اندر اور بیوی کو باہر کردیا	81
آج عورتوں کو برہنہ کردیا گیا	81
برقع سادا استعمال کریں	82

عورت سے تنہائی میں نہ ملے	82
مغرب کی پردے سے بغاوت کا انجام	82
بے حیائی سے عصمت کا حصار ٹوٹ جاتا ہے	83
گھر والوں کو عبادت کی تاکید	83
عورتوں کو نصیحتیں	84
آج بھی عورتیں قوم وملت کی خادمہ بن سکتی ہیں	84
عورتوں کیلئے خوشی کی بات	85
مغربی طرز حیات عورتوں کیلئے عذاب	85
انسانیت کا جنازہ نکل گیا	86
ہماری تخلیق کا مقصد	86
خواتین مشورہ دینے کا حق رکھتی ہیں	87
اسلام کا نمونہ بنیں	88
اپنی حالت کو خود سدھارنے کی ضرورت	88
بچوں کی تعلیم پر سزا کے اثرات	89
تعلیمی ماحول خاص محبت وشفقت کا ہے	89
بچے کا دل سفید کاغذ کے مانند ہے	90
بیوی میں پاکیزہ صفات کا ہونا ضروری ہے	90
شوہر کا بیوی کے ساتھ برتاؤ کیسا ہو؟	91
مرد گھر والوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرے	91
بیوی کو مارنے والے لوگ اچھے نہیں ہیں	92
صحابیاتؓ کے طرزِ عمل کو اپنائیں	92
قرابت داروں اور رشتہ داروں کا خیال رکھنا ضروری	93
عورت گھر کی رونق ہے، شمع محفل نہیں	93
دیور موت ہے	94
اسلام میں عورت کا مرتبہ	95
چار ہی عورتوں سے نکاح	95
لڑکی کی تربیت دخول جنت کا ذریعہ	96

حضرت سکینہؓ کا واقعہ	96
اورنگ زیب بادشاہ کی بیٹی سے عبرت حاصل کریں!	97
برقعہ حجاب کا بہترین ذریعہ ہے	97
آخر ہمیں کیا ہوگیا ہے	98
پوری انسانیت کے لئے نمونہ بنیں	99
جہیز کو سب برا سمجھتے ہیں مگر......	99
دکھاوا اور ریاکاری	100
جہیز ایک کینسر کے وائرس کی شکل میں	100
عفت و پاکدامنی کا حصول بھی ایک لازمی امر	101
عورت جس قدر پردے میں ہو اسی قدر اللہ تعالی کو پسند	101
عورت یا مرد ہونا، نہ کوئی خوبی ہے نہ عیب	102
اسلام کی سربلندی کے لئے کام کرو	102
قرآن کے واقعات سبق آموز ہیں	103
شادی بیاہ کے وقت بیٹی کو نصیحت	103
شوہر بیوی ایک دوسرے کا خیال رکھیں	104
اسلام نے پاکی کا درس دیا	105
اسلام عورت کو زیب و زینت سے نہیں روکتا	105
حجاب شریف اور پاکیزہ عورتوں کا طریقہ	106
آزادی کے نام پر عورتوں کی تذلیل	107
مردوں کے لئے سب سے بڑا فتنہ عورت ہے	107
معاشرے کی اصلاح میں عورت کا اہم رول	108
اپنے گھروں کو نماز اور تلاوت سے روشن رکھو	108
جس دل میں قرآن نہیں وہ ویران ہے	109
قرآن پر عمل کرکے ہی نجات مل سکتی ہے	109
نیک لڑکیوں کو گھر میں بہو بنا کر لانے کی ضرورت	110
نئی نسل میں دینی شعور بیدار کیا جائے	110
آج پڑوسی کی اہمیت نہیں ہے	111

حضرت امام حسین ؓ کا پڑوسی سے حسن سلوک 111
زمانۂ جاہلیت میں عورتیں حسن کی نمائش کرتی تھیں 112
ننانوے قتل کرنے والے کی مغفرت 113
اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں 114
اسلام نے ہر جانب سے عورت کا مقام بلند کیا ہے! 114
عزت کا اصل معیار تقویٰ ہے 115
گناہوں کی جڑ اور بنیاد 116
ترقی کا دعویٰ کرنے والے حیوانی خصائل کے حامل ہیں 116
واویلا کیوں؟ 117
حکمرانوں کی ذمہ داری 118
خود بھی اپنی اصلاح کی فکر کریں 118
اصلاح کیلئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ضرورت 119
ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں 120
آزادیٔ نسواں کا نعرہ دھوکہ ہے 120
اسلام کا مہذب قانون دشمنان اسلام کو نہیں بھاتا 121
شادی ایک فیشن بن کر رہ گئی 121
نہ جا ظاہر پرستی پر اگر کچھ.......... 122
جنسی تعلیم کا مقصد بے حیائی کو فروغ دینا 123
کامیابی صرف اسلام کے طریقہ میں 123
انسان کا سب سے پہلا خون اور اس کا سبب 124
عورتوں کے روحانی امراض 125
اسلام انسان کے لئے سراپا رحمت ہے 125
لمحہ فکریہ 125
مصیبت کے وقت صبر وشکر ضروری 126
ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے 127
اسلام نے حق تلفی کو ختم کیا 127
اسلام نے عورتوں پر ہونے والے مظالم کو ختم کیا 128

جہیز لینا حرام ہے 128
عورت کا اعزاز 129
عورت کو اسلام نے ملکہ اور یورپ نے بے حیا بنایا 129
عورت کی ملازمت کے برے نتائج 129
اسلام میں عورت کی قدر ومنزلت 130
کامیابی شوہر کی خوشنودی ہی میں ہے 131
دین صرف اسلام ہے 131
رشتہ دار سے پردہ زیادہ ضروری 132
بن بیاہی لڑکی اور لڑکے 133
نکاح طویل عبادت ہے 133
صحابہ اور صحابیات کی سیرت کو اپنائیں 134
صنف نازک پر اسلام کی رحمت بے پایاں 135
یہ کس درجہ احسان ہے عورتوں پر 135
پردے کا اصل مقصد 136
اجنبی عورت سے خلوت میں گفتگو حرام 137
اللہ تعالیٰ لباس ستر پوشی کے لئے اتارہ 137
اب تو معاملہ ہی الٹا ہو گیا 138
ہمسائے کی حقوق کی فکر کریں 138
دین کے شعبوں میں عورتیں مردوں کے مساوی 139
قرآن کریم سمجھنے کیلئے حدیث کا پڑھنا بھی ضروری 140
اللہ تعالیٰ ڈھیل دیتے ہیں 141
انسان کی غلط فہمی 141
حالات سے گھبرانا نہیں چاہیے 142
مومن کی آزمائش ضروری ہے 142
تلخ حقیقت 143
دنیا وآخرت میں نجات کا مدار سیرت رسول ﷺ ہی ہے 143
اللہ کا دین غالب ہو کر رہے گا 144

نکاح سنت ہے اور ضرورت بھی	144
جہیز اور مہر کی زیادتی رکاوٹ بنی ہوئی ہے	145
نکاح، جنسی بیماری کا صحیح علاج ہے	145
اولاد سے محبت کریں مگر.............!	146
ہر کام کو معمول کے مطابق کیا جائے	146
زندگی بہت تھوڑی ہے	147
مرنے کے بعد زندہ ہونے پر یقین رکھنا ایمان ہے	147
ہمت مرداں مددِ خدا	148
تہجد صلحاء کا طریقہ رہا ہے	148
اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے	149
اسلام میں عدل وانصاف ہے	149
یہود ونصاریٰ کی غلط فہمی کا ازالہ	149
رمضان سے رمضان تک کا کفارہ	150
علم کے ساتھ عمل بھی ہونا چاہیے	150
آخرت کی تیاری کر لینی چاہیے	151
رشتہ داری کو قائم رکھنے کے احکام	151
رشتہ داروں کی خوشی کے مقابلہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی فضل ہے	151
صحت وبیماری اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے	152
عیادت کے متعلق اسلام کی تعلیم	152
بیمار پرسی کا انداز	153
مریض سے کیسے بات کی جائے؟	153
مریض سے دعا کی درخواست کرنا	153
احکام شریعت میں مادی فوائد بھی ہیں	154
بیماری بھی خیر کا باعث ہے	154
صنف نازک کے ساتھ کھلواڑ	155
عورتوں پر دوہری ذمہ داری	155
استخارہ کو لازم پکڑیں	156

نیکی اور بدی کا فرق اضافی اور ناقابل اعتبار ہے	156
حقیقی سکون اولیاء اللہ کو	157
کفار کی خوشحالی پر رشک مت کرو	157
مخرب اخلاق آلات سے بچوں کو بچائیں	158
صرف اسکول کی تعلیم کافی نہیں	159
اپنے ساتھ اولاد کی تربیت بھی ضروری	159
دنیا دھوکہ کا گھر ہے	160
دنیا فنا کا گھر ہے	160
دنیا آخرت کی کھیتی ہے	160
پیغمبر اسلام پر ایمان لائے بغیر کامیابی نہیں	161
آپ ﷺ کی صحبت کا اثر	161
دنیا کی بہترین عورت کون ہے؟	162
عورتوں کیلئے عفت وپاکدامنی سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں	163
عورت شعلہ بھی ہے اور شبنم بھی	163
مسواک عظیم سنت ہے	163
حضور ﷺ کی سنتوں کو زندہ کریں	164
فضول خرچی سے اجتناب کریں	164
ساتر لباس پہنیں	165
اخلاص وللّٰہیت والے ہی دوسروں کی فکر کرتے ہیں	166
اخلاص کے بغیر کوششیں ناکام	166
تعلیمات نبوی ﷺ ہی امن وامان کی ضامن	166
عالم کیلئے اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق مغفرت کی دعاء کرتی ہے	167
اولاد کے تعلق سے والدین سے باز پرس ہوگی	168
ہم دنیا کے طرف راغب ہو رہے ہیں	168
قرآن سے بے اعتنائی	169
دل کو سنوارنے کی ضرورت	169
تلاوت قرآن صرف ایک عبادت ہی نہیں	170

روزانہ کا معمول 170
نفاق ایک مہلک مرض ہے 171
حسد نیکیوں کو کھا جانے والی آگ ہے 171
حسد کی حقیقت 172
حسد کے درجات 172
علم دین حاصل کرنے والوں کیلئے بشارتیں 173
ہر مخلوق اللہ کے وجود پر شاہد 173
ہنر اور پیشہ سیکھنے کی ضرورت 174
عزم و حوصلہ کی ضرورت 175
ہدایت و گمراہی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں 175
والدین کی نافرمانی کا وبال دنیا ہی میں 176
نبی کریم ﷺ کے اخلاقی تعلیمات کے ساتھ عملی اقدامات 176
انگریزوں کا ہندوستان پر قبضہ 176
جنگ آزادی میں علماء کرام کا کردار 177
تونگری کسے کہتے ہیں؟ 177
زیادہ ہنسی دل کو مردہ کر دیتی ہے 178
عاریۃً چیز دینے سے بھی معاشی ضرورتوں کی تکمیل 178
قرض صدقہ سے بھی افضل ہے 178
خوش بختی کا تعلق انسان کی اندر کی دنیا سے ہے 179
ہمیشہ صبر کا دامن تھامے رہیں 179
غیبت کرنا مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے 180
دوزخ کی آگ اور اندھیری 180
عذاب دوزخ کا اندزاہ 180
دوزخ کا عذاب بڑا ہی سخت ہے 181
دین میں بگاڑ پیدا کرنے والوں کا انجام 181
بیٹی قیمتی چیز ہے اسے ناپسند نہ کرو 181
اولاد کے درمیان عطیات میں برابری کا حکم 182

بُروں کی صحبت کا انجام 182
متقی اور منافق کی پہچان 183
وقت پر شادی نہ کرنا فتنہ کو دعوت دیتا ہے 183
چھوٹی نیکیوں کو بھی چھوٹی سمجھ کر نہ چھوڑیں 183
ذکر سے دل مطمئن ہوتے ہیں 184
ذکر اللہ سب سے بڑی چیز ہے 184
نیک لوگوں کا موجود ہونا دنیا کیلئے باعث خیر ہے 184
غفلت و سستی کا لبادہ اتار کر اپنی نسلوں کی فکر کریں 185
نیک اولاد ذخیرۂ آخرت ہے 185
اپنی اولاد کو نیک و صالح بنائیں 185
گانا عام ہوتا جا رہا ہے 186
انسان کبیر بادی کے اسباب 186
بے ادب محروم گشت از فضلِ رب 187
اخلاق درست رکھنے چاہیے 187
احسان کا دائرہ وسیع ہے 188
جھوٹا شخص ہر گناہ کر سکتا ہے 188
جھوٹ بولنے سے نجات حاصل کرنے کا ذریعہ 188
جان اور مال اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں 189
اسلامی جہاد امن و امان قائم کرنے کیلئے ہے 189
مسلم قوم کے زوال کا سبب بزدل ہونا ہے 189
غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا 190
اللہ تعالیٰ کی قربت اختیار کرو 190
گداگری کا مرض بھی دن بدن بڑھ رہا ہے 191
مشقت کی روزی میں برکت 191
اپنی مجبوری اللہ کے سامنے پیش کرے 192
غفلت اور سستی بہت بڑی بیماری ہے 192
تحصیل علم ہر ایک کیلئے ضروری 192

آج مسلمان کو جن حالات کا سامنا ہے وہ اعمال کا نتیجہ ہے 193
غفلت جہنم میں جانے کا سبب ہے 193
اولاد کی تربیت کا نتیجہ 193
سورہ یٰسین کی فضیلت 194
ناچنے گانے والے کی آمدنی حرام ہے 194
کانوں میں میوزک اور گانے کی آواز جانے نہ دیں 194
موبائیل اور انٹرنیٹ کی تباہ کاریاں 195
غیرت مند شوہر عورت کی ملازمت کو پسند نہیں کرسکتا 195
آج مسلم لڑکیاں غیروں کی تعلیم سے متاثر 196
ماں کا کردار اولاد کی تربیت میں اہم 196
عصری علوم ضروری ہے 197
علم دین کی قدر دلوں سے نکل گئی 197
تواضع بیش قیمت سرمایہ ہے 197
جو آدمی بڑا بننا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ چھوٹا بن کر رہے 198
قناعت ایک بیش قیمت دولت ہے 198
کینہ انسان کو گھن کی طرح کھاتا ہے 198
ملازمت کے اوقات امانت ہیں 199
دین سے دوری مسلمانوں کے زوال کا سبب 199
ہر چیز کا علاج قرآن میں موجود ہے 200
بغیر اخلاص کے بڑا کام بھی بیکار 200
ریاکاری کا نتیجہ 200
نفس کی اتباع کرنیوالا کبھی قرب الٰہی حاصل نہیں کرسکتا 201
نفس کی اصلاح پیرومرشد سے کریں 201
خاوند کی نافرمان بیویاں 201
سچائی تمام فضائل کی جڑ ہے 202
شرم وحیا کا جنازہ نکل رہا ہے 202
دوستوں کو گالیوں کے ذریعہ مخاطب کرنا فیشن بن گیا ہے 203

لایعنی گفتگو اکثر آفتوں کی جڑ ہے 203
علم محنت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا 204
علم ہی سے اچھا انسانی معاشرہ وسوسائٹی کی تشکیل ممکن 204
دنیا اولیاء اللہ کی برکت سے قائم ہے 205
مدارس سے مسلمانوں کو گہرا تعلق 205
جب تک یہ مدارس محفوظ ہیں ہم بھی محفوظ ہیں 206
مومن کے دو دشمن ہمیشہ ساتھ رہتے ہیں 206
آج گناہوں پر لوگ ڈھیٹ ہوگئے ہیں 207
ہر تنگی کے ساتھ آسانی 207
محنت وجفاکشی کامیابی کی کنجی ہے 208
بغیر محنت کے کچھ حاصل نہیں ہوتا 208
چھوٹے گناہوں کی نحوست سے بڑے گناہوں کی جرأت 209
بدنگاہی برائیوں کی جڑ ہے 209
آرام وراحت قیامت کے دن کام نہ آئے گا 209
حکمت مومن کی گم شدہ متاع ہے 210
آج مسلم بچوں کو صحیح سے کلمہ بھی یاد نہیں 210
اسلام ہی اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے 211
مسلمان ہر سطح پر پست ترین نظر آتا ہے 211
زنگ آلود اور سیاہ دل پر بھلائی کی بات اثر نہیں کرتی 212
گناہوں میں کمی تو آہی آجاتی ہے 212
ماہ رمضان بڑا مقدس ہے 212
رمضان کی خصوصیات 213
تین شخصوں کی دعا رد نہیں ہوتی 213
عام انسانوں کے حقوق 213
روزہ باطنی عبادت ہے 214
روزہ ڈھال ہے 214
روزہ دار کو آگ نہ جلائے گی 214

رمضان گناہ گاروں کو پاک کر دیتا ہے	215
حقوق العباد کا معاملہ بڑا ہی سخت ہے	215
داعی کی ذمہ داری	215
رمضان میں وفات پانے کی فضیلت	216
تراویح مسلمانوں کے لئے ایک تحفہ ہے	216
حُب مال روحانی بیماری ہے	216
زکوٰۃ دینے کے فوائد	217
یہ مقدس رات ہر سال آتی ہے	217
عید کی رات عبادت کرنے کی فضیلت	218
مسلمان ان مقدس راتوں کی فضیلت واہمیت سے غافل	218
شیطان مخلص مسلمان پر غلبہ نہیں پاسکتا	219
اخلاص کےبھی درجے ہیں	219
عمل میں پختگی کی ضرورت	220
جو فساد کا ذریعہ بنے اسلام کی نظر میں وہ حرام ہے	220
سویرے اٹھ کر کام کاج میں لگ جائیں	221
اللہ تعالیٰ راضی ہے تو بیڑہ پار ہے	221
روزے کا مقصد اصلی دلوں کا تقویٰ ہے	222
رمضان کے فوائد مکمل طور پر حاصل کریں	222
خوب سے خوب تر کی تلاش	223
عورتوں کو مال سے زیادہ محبت ہوتی ہے	223
رمضان میں رحمتوں کی بارش ہوتی ہے	224
قرآن تمہارا سفارشی بنے گا مگر......!	224
روزہ کا بدلہ اللہ ہی دیتے ہیں	225
روزہ صرف اللہ ہی کے لئے ہے	225
کام کے لئے خود آگے بڑھیں	226
اپنے لوگوں پر خرچ کرنے کا دہرا ثواب	226
روزہ دار کا سانس شیطان کے لئے تلوار	226

روزوں کے سبب قبر سے مشک کی خوشبو	227
دعا میں حد سے تجاوز نہ کیا جائے	227
دعا کرنے والا اپنی ذات سے شروع کرے	228
جامع اور بہتر کلام سے دعا کی جائے	228
دعا پورے عزم اور طلب کے ساتھ کی جائے	229
مسجد بنانے اور صاف رکھنے کا حکم	229
اپنی آوازوں کو قرآن کریم سے حسین بناؤ	230
اہل خیر حضرات سے گذارش	230
بہت سے لوگ فاقوں پر ہیں لیکن ہاتھ نہیں پھیلاتے	231
رحمت کی کوئی حد نہیں	231
شب قدر میں عبادت کہاں کریں؟	232
لڑائی سے دین جاتا رہتا ہے	232
ترقی یافتہ دور میں عبادت کی زیادہ ضرورت	233
قرآن وحدیث کی روشنی میں اپنا جائزہ لیں	233
ختم قرآن کے وقت دعا کی قبولیت	234
ختم قرآن اور ہمارا اقرار	234
توبہ کرنے والوں کے لئے تین انعامات	235
قرآن کریم کا اصل مقصد اصلاح وتربیت	235
جس گھر میں تصویر ہو فرشتے داخل نہیں ہوتے	236
عید الفطر کا دن مومن کے انعام الٰہی کا دن	236
عید کس طرح منائیں؟	237
عید خرافات کا دن نہیں	238
انسانی زندگی خوشی اور غم دونوں سے عبارت ہے	238
عید اور بیہودہ رسم ورواج	239
عید کی روح کو سمجھیں	240
سائنس وٹکنالوجی اسلام کی دین	240

''ملفوظاتِ حبیب الامت'' جلد سوم کا

انتساب وثواب

اس اجلہ شخصیت کے نام جس کی آغوشِ تربیت نے ہم جیسے خاکساروں کو بزرگوں کے حضور دوزانو بیٹھنا سکھایا، جنہوں نے اپنے خاوند شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی حفظہ اللہ کے شانہ بشانہ اور قدم بقدم چل کر مرکزی جامع مسجد اور دارالعلوم محمدیہ کی تعمیر واقامت میں بھرپور ساتھ دیا، جنہوں نے والد محترم کی غیر موجودگی میں ہماری تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی۔ یعنی پیار ومحبت، الفت وشفقت اور صبر وتحمل کی پیکرہ تقویٰ وحق گوئی کی علمبردار ہماری والدۂ محترمہ شاہ جہاں سیماء بانی مدرسہ الحسنات الباقیات جانسٹھ جنہیں ہم پیار سے ''امی جان'' کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو خوب خوب صحت وتندرستی اور شفائے کاملہ عطا فرمائے اور ان مشفق ومکرم والدین کا سایۂ رحمت ہم تمام برادران، ہمشیرہ اور اہل خاندان پر تادیر قائم ودائم رکھے، آمین!

محمد عثمان حبان ولد آر قاسمی

خانقاہ رحیمی احاطہ دارالعلوم محمدیہ بنگلور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلوصِ رضی

تأثرات محترم المقام ڈاکٹر حکیم رضی الدین احمد صاحب مدظلہ العالی

خلف الرشید حکیم زماں حضرت مولانا حکیم زکی الدین احمد صاحبؒ

صدر شعبۂ طب یونانی اناگورنمنٹ ہاسپٹل چنئی تمل ناڈو

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

شیخ الطریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی حفظہ اللہ انتہائی ادب واحترام، محبت وخلوص کے ساتھ قبلہ والد بزرگوار حاذق الامت حضرت مولانا حکیم محمد ذکی الدین احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لئے بنگلور سے پرنامبٹ تشریف لاتے تو والد محترم بھی بڑا اکرام فرمایا کرتے تھے، اباجان رحمۃ اللہ علیہ کو فون پر اطلاع ہوتی تو بہت خوش ہوتے اور بار بار معلوم فرماتے کہ معلوم کرو حبان صاحب کہاں تک پہونچے ہیں؟

شیوخ وخلفاء کے درمیان اس طرح کی محبت والفت اور روحانی وجذباتی لگاؤ آج کے اس قحط الرجال میں بہت کم دیکھنے کو ملتا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ والد محترم کے خلفاء میں جس قدر ادب واحترام حضرت حکیم صاحب فرمایا کرتے اور جیسی شفقت والد محترم رحمۃ اللہ علیہ حضرت حکیم صاحب حفظہ اللہ کے ساتھ فرماتے وہ ہمارے لئے مثالی ہوا کرتی تھی۔ آج بھی پرنامبٹ یا مدراس حضرت حکیم صاحب تشریف لاتے ہیں تو وہی تواضع

وانکساری، محبت ومودت اور وہی خلوص وللّٰہیت ہمارے لئے آپ میں نظر آتی ہے جو والد بزرگوار حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں ہوا کرتی تھی۔

مجھے یاد آرہا ہے کہ ایک مرتبہ جب حضرت حکیم صاحب پرنامبٹ تشریف لائے تو دورانِ گفتگو ایک صاحب نے کہا: حضرت! اس شیروانی میں آپ بہت اچھے لگ رہے ہیں۔ قبلہ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حبان صاحب! آپ کیا کہتے ہیں؟ حضرت حکیم صاحب نے کہا: حضرت! یہ شیروانی آپ پر بہت اچھی لگ رہی ہے۔ حضرت حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: بڑوں اور بزرگوں سے گفتگو کا انداز انتہائی باادب ہونا چاہئے، حکیم صاحب نے جو کہا اس میں ادب ہے، اور ادب سے انسان کو مقامِ اعلیٰ نصیب ہوتا ہے۔ پھر تبسم فرماتے ہوئے تواضع سے کہا: یہ بڑھاپا اور یہ شیروانی؟ شیروانی نہیں بیل کی جھول ہے۔

حضرت حکیم صاحب حفظہ اللہ کا اکابر وشیوخ کے ساتھ یہ ادب ہی تھا جس نے آپ کو ہندوبیرون ہند امتیاز بخشا اور آج ساری دنیا میں آپ کی تصانیف کو قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھا اور پڑھا جاتا ہے، آپ کی مجالس رحیمی میں لوگوں جوق درجوق آتے اور اپنی تشنہ لبی کو سیرابی بخشتے ہیں، آپ سے علم وعمل اور اصلاحِ قلب کے گوہر پاتے ہیں، لاکھوں افراد نے تزکیہ نفس اور سلوک کے منازل طے کرکے اپنی زندگی کو سنتِ نبوی کے مطابق ڈھال لیا ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور حضرت حکیم صاحب حفظہ اللہ کی محنت اور خلوص وللّٰہیت کی بدولت ہے۔

''ملفوظاتِ حبیب الامت'' جلد سوم حضرت حبیب الامت حفظہ اللہ کے وہ ارشادات ہیں جو آپ وقتاً فوقتاً آنے والے حضرات اور مجلس رحیمی میں لوگوں کی اصلاح کے لئے ارشاد فرماتے ہیں، اس سے قبل جلد اول اور جلد دوم میں نمونۂ سلف وصالحین محبوب العلماء فضیلت الشیخ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب مدنی قاسمی حفظہ اللہ

(استاذ تحفیظ القرآن مسجد نبوی مدینہ منورہ) اور مفکرِ اسلام صاحبِ حسنِ کلام حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی صاحب قاسمی مدنی حفظہ اللہ نے حضرت حکیم صاحب مدظلہ العالی کے متعلق بہت کچھ لکھا اور بیان کیا ہے، ان کی اس علمی گفتگو کے آگے میرے یہ چند الفاظ حقیقتاً کچھ کہنے اور لکھنے کے لائق نہیں، لیکن مرتب عزیزم مولوی حکیم محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی سلمہ کی فرمائش اور حضرت حکیم صاحب حفظہ اللہ کے حکم پر چند سطور تحریر کردی ہیں اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اس کارِ خیر میں شامل فرمائے اور دیگر تمام معاونین کے ہمراہ میرے لئے بھی اس کتاب کو ذخیرۂ آخرت بنائے، آمین یارب العالمین!

ڈاکٹر رضی الدین احمد
خانقاہِ ذکیہ پرنامبٹ چنئی
وصدر شعبۂ طب یونانی انا گورنمنٹ ہاسپٹل چنئی تمل ناڈو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حروفِ دلدار

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے ”العلماء ورثة الانبياء“ علمائے کرام انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ یہ وراثتِ علمی ہے، چاہے ”علمِ قال“ کے ذریعہ ہو یا ”علمِ حال“ کے ذریعہ۔ عموماً علمِ قال کو ہی علم حقیقی تصور کیا جاتا ہے، حالانکہ علم حال نفس کشی اور تعلق مع اللہ کے علاوہ حقوق العباد کی خاص تلقین کرتا ہے، علم حال میں بغیر حقوق العباد کے سلوک کی منازل طے نہیں کی جاسکتے۔

پہلے تعلیم گاہیں خانقاہ ہوا کرتی تھیں، جہاں طالب علم کی اصلاح وتربیت اچھی طرح ہوجایا کرتی تھی، لیکن اب اکثر تعلیم گاہیں خانقاہوں سے علیحدہ ہیں جس کی بدولت علم تو حاصل ہوتا ہے لیکن تربیت نہیں ہوپاتی، یہی وجہ ہے کہ معاشرہ بے لگامی کی طرف گامزن ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

کورس تو لفظ ہی سکھاتے ہیں
آدمی ہی ”آدمی“ بناتے ہیں

سلوک وتزکیہ نفس کے لئے کسی مردِ صالح کی نظر، کسی مصلحِ صادق کی تربیت اور کسی پیرِ طریقت کے سامنے زانوئے تلمیذ اختیار کرنا ضروری ہے، تاکہ دنیا وآخرت کی کامیابی میسر ہو۔ خانقاہِ رحیمی احاطہ دارالعلوم محمدیہ گنگونڈناہلی بنگلور میں بروز جمعہ مجلسِ

رحیمی کا انعقاد ہوا کرتا ہے جہاں مرشدی ومولائی شیخِ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی مدظلہ العالی آنے والے مریدین ومتوسلین کے مختلف سوالات کے جوابات اور ان کی ضرورت کے مطابق مختصر پند ونصائح ارشاد فرمایا کرتے ہیں، جنہیں وقتاً فوقتاً جمع کرکے ایک کتاب بعنوان ”ملفوظاتِ حبیب الامت“ شائع ہوچکی، کتاب کی خواص وعام میں مقبولیت اور افادیت کے پیش نظر دوبارہ ملفوظات وارشادات کو قلمبند کرکے دوسری اور تیسری جلد کی شکل میں ترتیب دیا ہے، جس میں برادرِ کبیر ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی زید مجدہم اور مولانا فہیم احمد قاسمی نے بھرپور تعاون پیش کیا، اللہ تعالیٰ ان حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین!

ملفوظات حبیب الامت جلد اول میں جلدی شائع کرنے کی وجہ سے پیش لفظ اور انتساب طبع ہونے سے رہ گیا تھا، جس کی تلافی دوسری اور تیسری جلد میں کی جارہی ہے، اللہ تعالیٰ ”ملفوظاتِ حبیب الامت“ کو مقبولِ عام وتام فرمائے اور ہم سبھی کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے، نیز حضرت والا مدظلہ العالی کو خوب صحت وتندرستی کے ساتھ عمرِ خضر عطا فرمائے، آمین!

العارض
محمد عثمان حبان دلدارؔ
خانقاہ رحیمی احاطہ دارالعلوم محمدیہ بنگلور
۲۲؍محرم الحرام ۱۴۳۸ھ
مطابق ۲۴؍نومبر ۲۰۱۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخلاقی بیماریاں

فرمایا: اخلاقی بیماریوں میں سے غیبت جس قدر بری بیماری ہے، بدقسمتی سے معاشرہ میں اسی قدر عام ہے، یہ برائی معاشرہ میں بہت زیادہ جڑ پکڑ چکی ہے، اور اس کا اتنا رواج ہو چکا ہے کہ اب اس قبیح فعل کو کوئی برا نہیں سمجھتا، بہت کم لوگ ہوں گے جو اس بیماری سے محفوظ ہوں گے۔ دانستہ یا نادانستہ طور پر، تقریباً ہر شخص اس بیماری کا شکار ہو جاتا ہے۔

خاص طور پر عورتیں اس مرض میں کثیر تعداد میں مبتلا ہیں۔ عام طور پر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جہاں کہیں دو عورتیں اکٹھی ہوئیں فوراً کسی نہ کسی کی غیبت شروع ہوگئی۔ اگر کسی کو منع کیا جائے کہ آپ غیبت نہ کریں تو فوراً جواب ملتا ہے کہ میں اس سے چھپ کر تھوڑے ہی کہہ رہا ہوں، میں تو یہ بات اس کے سامنے کہنے پر تیار ہوں۔ اگر اس کے منہ پر کہہ دے تب بھی ایک مسلمان کی دل آزاری ہوگی اور کسی کی دل آزاری کرنا کیا کم گناہ ہے؟

نکاح میں سادگی سنت ہے

فرمایا: صحابیٔ رسول حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے حضور ﷺ سے عرض کیا یارسول ﷺ میرے چہرے پر اور ہاتھوں پر ابٹن ملی ہوئی ہے، کیوں کہ میں نے نکاح کیا ہے تو حضور ﷺ نے کوئی شکایت نہیں کی، ناراض نہیں ہوئے اور ہمارے یہاں اگر کسی سے تھوڑا سا تعلق ہے اور وہ شادی میں نہ پوچھے تو سینکڑوں قسم کی اس سے شکایت پیدا ہو جاتی ہے کہ کیسا آدمی ہے شادی کر لی اور ہمیں پوچھا نہیں۔ اتنے بڑے صحابی

نکاح کرتے ہیں تو حضور کو بلاتے نہیں ہیں، لیکن ہمارے یہاں آج عجیب وغریب حالات ہیں کہ آج ہمیں سادگی سے نکاح کرنے میں عار آتی ہے، شرم آتی ہے توہین محسوس ہوتی ہے، ہماری عورتیں اور ہم یہ کہتے ہیں کیا ہم اپنے بچوں کی شادی اس طرح کریں جس طرح لاوارث اور یتیم بچوں کی شادی ہوتی ہے ہم ایسی شادی نہیں کریں گے اور حضور ﷺ کی شادی بھی عجیب وغریب ہوئی وہ ہمارے لئے نمونہ عمل ہے۔

شادی نہیں مطالبات کی فہرست

فرمایا: یہ رسم ہے کہ جب تک لڑکی کے گھر والوں کی طرف سے اچھی طرح یہ معلوم نہ ہو جائے کہ ہمیں فلاں فلاں چیزیں دیں گے جب تک ہماری ڈیمانڈ پوری نہیں کرتے، اس وقت تک ہم رشتے میں ہاں نہیں کرتے عربوں میں آج یہ رسم ہوگئی ہے، والد اپنی بیٹی کے نکاح سے پہلے یہ طے کرتا ہے کہ بتاؤ مہر میں کیا دو گے؟ دو لاکھ تین لاکھ چار لاکھ ریال اتنا مہر لے کر اس میں سے تھوڑا سا پیسہ خرچ کر کے باقی رقم باپ اپنے پاس رکھ لیتا ہے، یہاں لڑکی والے پریشان ہیں وہاں لڑکے والے پریشان، اسلئے کہ وہ بھی سنت کے خلاف اور یہ بھی سنت کے خلاف لیکن عربوں میں آج بھی یہ دستور ہے کہ اگر کوئی ان کی بیٹی کو پوچھتا ہے نکاح کے لئے تو وہ فوراً ہاں کہتے ہیں اور آج بھی ان کے یہاں کوئی رسم نہیں ہے، ہمارے یہاں نہ معلوم عورتیں کیسی کیسی رسمیں نکالتی ہیں، آج ہم اپنے معاشرے کو صحیح کر سکتے ہیں ضروری ہے کہ ہر آدمی نیت کرے کہ میں اپنے بیٹے کی شادی سنت کے مطابق کروں گا۔ تو الحمد للہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

آج ملاوٹ عروج پر ہے

فرمایا: آج دنیا بڑی ہنر مند ہوگئی ہے کھانے کی چیزوں میں ملاوٹ اس قدر ہے کہ آج سے پہلے کوئی مثال دنیا میں نہیں ملتی ہے، ہر چیز میں ملاوٹ ہے یہاں تک

کہ آٹے میں ملاوٹ، گھی میں اور تیل میں ملاوٹ، یہ تو آدمی کے کھانے کی چیز ہے، ابھی دو تین سال پہلے کی بات ہے تحقیقات سے پتہ چلا کہ بھینس کے چمڑے سے چائے کا پتہ تیار کیا جارہا ہے، بتایئے یہ کساد بازاریاں اور دھوکہ بازیاں جس زمانے میں اس عروج کو پہنچ جائے کہ آدمی کو چاہتے ہوئے بھی اصلی چیز نہ ملے، نہ اس کی صحت باقی رہے گی، نہ اس کا ایمان باقی رہے گا۔قرآن پاک کی آیت ابھی آپ کے سامنے پڑھی۔انَّ اللہَ یغفرُ الذُّنوبَ جمیعاً انهُ هوَ الغفوُ رُ الرَّحیم. اس سے پہلے کا جوٹکڑا ہے لَا تَقْنَطُوْا مِن رَّحْمَۃِ اللّٰہِ. کہ اللہ کی رحمت سے انسان کو مایوس نہیں ہونا چاہئے۔آدمی سے جتنا عمل ہوسکتا ہے صحیح صحیح عمل کرتا رہے اور دعا مانگے کہ الہٰ العالمین مجھ میں اتنی ہی ہمت ہے، اس سے زیادہ ہمت عطا کرنیوالے آپ ہیں اگر ہوگئی تو اس سے زیادہ عمل کروں گا۔

سفید بال ویزا ہیں

فرمایا: بوڑھے ہوجاتے ہیں، سفید بال خدا کی طرف سے ویزا ہے۔ویزا کا مطلب ہے کہ اب اللہ کے حضور حاضر ہونا آپ کا طے ہے، ٹکٹ بن کر آرہا ہے، سفر آخرت پر آپ کو جانا پڑے گا۔خوب ڈانس کرلو خوب فیشن کرلو، وہاں تھوڑے ہی یہ سب دیکھا جائے گا قبر میں جب درّے لگیں گے، تو پتہ چلے گا کہ میں بنگلور کا صدر تھا، چیئر مین پرسیڈنٹ تھا، گورنر تھا، وہاں کوئی رعایت نہیں ہوگی۔وہاں تو اعمال کی بنیاد پر معاملہ ہوگا۔

دوستو! اللہ کی طرف ذرا سا بڑھ کر دیکھو کتنی رحمتیں آتی ہیں اللہ کی طرف ایک قدم بڑھاؤ تو سہی چھوٹا سا قدم بڑھاؤ مرتے وقت ایک آدمی کو احساس ہوا، افسوس میں نے زندگی ختم کرلی لیکن داڑھی کبھی نہیں رکھی بوڑھا ہوگیا ہوں اب کیا ہوگا اللہ کے دربار میں حاضر ہوں گا، تو اللہ تعالیٰ کیا فرمائیں گے؟ جیسے انسان کے مزاج میں تقویٰ پرہیز

گاری ہے۔ویسے ہی مکاری بھی ہے مرتے وقت اپنے گھر والوں سے کہنے لگا، گناہ تو اتنا بڑا ہوا کہ اس کا کوئی کفارہ نہیں ڈاڑھی پہلے سے رکھنی چاہئے تھی، اب موت کے وقت حسرت کررہا ہوں، اب کوئی فائدہ نہیں ہے، مگر ہاں تم لوگ اتنا تو کر سکتے ہو کہ جب مجھے نہلا دو اور کفنا دو تو میری داڑھی کی جگہ تھوڑا سے آٹا لگا دو تا کہ دور سے معلوم ہو کہ ڈاڑھی ہے گھر والوں نے وصیت کے مطابق آٹا لگا دیا کسی اللہ والے نے خواب میں دیکھا، تو پوچھا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا، کہا جب قبر میں منکر نکیر آئے اور سوالات شروع کئے تو میں نے کہا کہ تم کو شرم نہیں آتی حالانکہ اللہ تعالیٰ سفید ڈاڑھی والوں سے شرماتے ہیں تم میری ڈاڑھی نہیں دیکھ رہے ہو تو فرشتے ہنسنے لگے ان کو معلوم تھا کہ یہ مکاری کررہا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ میرا بندہ رحمت کی امید لے کرآیا ہے، ڈاڑھی تو نہیں ہے لیکن ڈاڑھی والوں جیسا بن کرآگیا، میں نے اس کو قبول کرلیا، اس کی مغفرت کردی، لیکن دوستو! شیطان ہمارے کان میں ایک ہی بات کہتا ہے کہ ابھی تو جوان ہو، ابھی تو بہت عمر ہے، ابھی تو بیٹے کی بیٹی کی شادی بھی نہیں ہوئی۔ ابھی کیا رکھتے ہو، ذرا عمر ڈھلنے دو، بوڑھا ہو جانے دو، اور بوڑھا ہونے سے پہلے ہی ملک الموت آجاتے ہیں کہ چلو صاحب آپ کا ٹکٹ آگیا، اور آپ کو جانا ہے۔

مسلمان کا اصل سرمایہ حب رسول

فرمایا: اسلام کے ماننے والے ایمانی اعتبار سے کمزور ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مسلمان اپنی دنیا کو سنوارنے کیلئے نعوذ باللہ حضور اکرم ﷺ کی توہین برداشت کرے گا، ایسا کبھی نہیں ہوسکتا، اس لئے کہ مسلمان کی زندگی کا سب سے پہلا اور آخری سرمایہ محبت رسول ﷺ ہے، ایک آدمی بے نمازی ہے، بے روزہ ہے، شرابی کبابی ہے، زنا کار رہے، دھوکہ باز ہے، اس میں سب کے سب عیوب ہیں لیکن دوستو!

اس کے باوجود اس کے دل میں حضور اکرم ﷺ کی محبت موجود ہے۔ مسلمان نے آج اپنا بہت سا ایمانی سرمایہ کھو دیا ہے اس کے پاس جو سرمایہ تھا وہ سرمایہ اب نہیں ہے راتوں کو جاگنا اللہ کی عبادت کرنا جہاد کرنا اور اسلام کو زندہ رکھنے کیلئے ہر ممکن سعی عمل کرنا صحابہ کے اعمال اور اقوال پر آج مسلمان کے لئے سو فی صد عمل کرنا اس لئے مشکل ہو گیا، ایمان کمزور ہو چکا ہے لیکن اس کے باوجود ہمارے دل حضور اکرم ﷺ کی محبت سے سرشار ہیں۔ ہم کتنے ہی گئے گزرے ہو جائیں، کتنے ہی کمینے اور مکار ہو جائیں لیکن حضور ﷺ کی محبت ہمارے دلوں میں کبھی کم نہیں ہو سکتی۔

عمل اور محبت دونوں الگ الگ شئے ہیں

آج دنیا میں اس بات کا چرچا ہے اور یہ شیطان کی ذریات مسلمانوں کو سمجھانے کی کوشش میں ہیں کہ تم جلوس مت نکالو، جلسے مت کرو، کانفرنس مت کرو، احتجاج مت کرو، لیکن اسلام دشمنوں کو معلوم نہیں کہ مسلمان اس دور میں بھی جبکہ اس کا ایمان اتنا مضمحل ہو چکا ہے کہ وہ دشمنان اسلام سے ٹکر لینے کی پوزیشن میں نہیں ہیں اپنی جان نچھاور کرنا بہت آسان ہے، مسلمان اپنی جان دے سکتا ہے، بیوی اور بچوں کو بیوہ اور یتیم بنا سکتا ہے، لیکن حضور ﷺ کی ناموس پر کوئی آنچ آجائے یہ کسی بھی مسلمان کو برداشت نہیں، کیونکہ اعمال اور محبت دو الگ الگ شئے ہیں، حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اتنی زیادہ عبادتیں کہ زمین سے لے کر آسمان تک کا خلاء بھر جائے، اور ایک رائی کے برابر اللہ کی محبت ہو، وہ رائی کے دانے کے برابر محبت اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے، اللہ تعالیٰ کو وہ مومن زیادہ پسند ہے جس کا دل محبت سے سرشار ہو، جب مومن کو محبت الٰہی حاصل ہو جاتی ہے اس کے لئے سارے اعمال آسان ہو جاتے ہیں، جان دینا آسان ہو جاتا ہے، مال لٹانا آسان ہو جاتا ہے، یاد رکھئے، عشق و محبت کیلئے کچھ خاص دل مخصوص ہوتے ہیں۔ ایسے قلوب پر رحمتِ الٰہی متوجہ رہتی ہے۔

اپنے اعمال کا جائزہ لیں

فرمایا: ہمیں اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہئے کہ ہمارے اخلاق کس قدر انسانیت سے گر چکے ہیں، ایک پڑوسی دوسرے پڑوسی کو دیکھنے کیلئے تیار نہیں۔ محبت اور رواداری سے پیش آنے کیلئے تیار نہیں خود نمازی ہے، آدمی گھر کا ذمہ دار ہے لیکن بیوی اور بچوں کو نمازی بنانے کیلئے تیار نہیں گھر سے باہر سیاست چلتی ہے، دوستوں اور آشناؤں میں رعب و دبدبہ ہے لیکن گھر میں جا کر گیدڑ بن جاتا ہے، بیوی بچوں کو کچھ نصیحت کرنے کیلئے تیار نہیں، زبان بالکل بند ہو جاتی ہیں، دین کے خلاف، اسلام کے خلاف، اللہ اور اس کے رسول کے خلاف سارے اعمال گھر میں ہو رہے ہیں اور مسلمان اسے درست کرنے کیلئے تیار نہیں، گھر سے باہر تک مسلمان کا ماحول بے معنی ہو کر رہ گیا ہے، جو لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں وہ محض کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ کو پڑھ کر مومن بن رہے ہیں، آج غیر ممالک میں قرآن کریم شان و شوکت سے فروخت ہو رہا ہے، پچھلے دنوں بتایا گیا تھا کہ کتب خانے اور بڑی بڑی دکانیں آرڈر بک کر رہی ہیں، ایک ایک دو دو مہینہ پہلے آرڈر بک کر کے قرآن کریم حاصل کر رہے ہیں، وہ لوگ عیسائی ہیں، نصرانی ہیں، مجوسی ہیں، یہودی ہیں، پارسی ہیں، ہندو ہیں، مسلمان صرف قرآن کے ادب ہی میں رہ گیا کہ بغیر وضو نہیں چھونا، اس کو خوشنما جزدان میں بند کر کے اوپر رکھ دینا ہی مسلمان نے کافی سمجھا ہے، قرآن مجید میں کیا لکھا ہے، اس میں انسانوں کیلئے کیا ہدایات اور احکامات ہیں؟ اس سے مسلمان کو کوئی سروکار نہیں!

آج فتنے کیوں رونما ہیں

فرمایا: آج سارے فتنے جو رونما ہو رہے ہیں حضور ﷺ کے متعلق جو نازیبا مضامین شائع ہو رہے ہیں اور غیر مسلم اسلام کا مذاق اڑا رہے ہیں حضور اکرم ﷺ کی

ناموسِ مبارک پر کوئی اثر ہونے والا نہیں ہے، میرے بھائیو! ہم نے اپنی تصویر ان کے سامنے بگاڑ کر پیش کی ہیں، مسلمان نے اپنے آپ کو ان کے سامنے صحیح پیش نہیں کیا، ہاں تصویر کا دوسرا بدنام رخ ضرور غیر اقوام کے سامنے ہے کہ مسلمان وعدہ کبھی پورا نہیں کرتا، اس کے معاملات کبھی صحیح نہیں ہوتے، نمازیں بعض کی بڑی لمبی لمبی ہیں، کوئی آدمی بے نمازی ہے لیکن دین کے بہت سے احکام پر عمل پیرا ہے، کوئی نمازی ہے تو دین کے بہت سے احکام چھوڑ رہا ہے، حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ آہستہ آہستہ اسلام کا شیرازہ بکھر جائے گا، پہلے معاشرت ختم ہوگی، اسلامی تہذیب اور طور طریقے، گھروں سے ختم ہو جائیں گی، پھر زکوٰۃ دینا بند کر دیں گے، جہاد کرنا ترک کر دیں گے، یہاں تک کہ اسلام میں آخری درجہ نماز کا ہے، نماز کا شیرازہ بھی بکھر جائے گا دیکھئے کہ سات آٹھ فیصد مسلمان نمازی ہیں، جس قوم کے نوے فیصد آدمی مسجد سے باہر ہوں، وہ قوم کب کامیاب ہو سکتی ہے، کب فلاح پا سکتی ہے؟

ایمان کی شرطِ اوّل

فرمایا: سوچنا ہے کہ دنیا میں جو طاقتیں اور شیاطین کی جو جماعتیں حضور ﷺ کے خلاف مختلف انداز میں سرگرم عمل ہیں ان کے سامنے اپنی محبت کا اظہار اس انداز میں کرنا چاہئے کہ ان کو واضح ہو جائے کہ مسلمان محمد ﷺ سے واقعی محبت رکھتے ہیں۔ ہم لوگ مسلمان ملک میں نہیں رہتے، یہ ہندوستان ہے یہاں مختلف مذاہب کے لوگ ہیں ہم کسی کو اپنی بات زبردستی نہیں منوا سکتے۔ لیکن اتنا تو ہم کر سکتے ہیں کہ ان کو بتا دیں ہم سب کچھ برداشت کرتے ہیں، لیکن حضور اکرم ﷺ کی شان میں کوئی گستاخی برداشت نہیں کر سکتے، اس کیلئے علماء نے آواز دی کہ آج کاروبار بند رکھے جائیں، غیر مسلم سوال کرتے ہیں آپ کی دکان کے برابر میں رہتے ہیں، تو ان سے کہا جائے کہ یہ ہمارے

ایمان کی شرط اول ہے۔ کہ ہم حضور ﷺ سے سچی محبت کرتے ہیں، الحمدللہ اپنی جان سے بھی زیادہ چاہتے ہیں، ناموسِ رسول کے خلاف ڈنمارک میں جو کارٹون شائع ہوئے ہیں اس کے خلاف آج ہم کاروبار بند رکھیں گے، انشاء اللہ اس پر بھی اللہ کے یہاں اجر عظیم ہے۔

سچے مسلمان کی مثال

دوستو! آج ہمارے پاس کچھ ہو یا نہ ہو لیکن جھوٹ کے پلندے بہت ہیں۔ گھروں میں، بازاروں میں، دکانوں میں، سوسائٹی میں، دوستوں میں اور جہاں بھی موقع ملتا ہے جھوٹ بولنے سے نہیں کتراتے اور اس کا احساس بھی نہیں، حالانکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے اگر کوئی یہ کہے کہ پہاڑ اپنی جگہ سے چل کر دوسری جگہ چلا گیا، تو اس بات کا یقین کر لینا کہ ایسا ممکن ہے ہو سکتا ہے، ابھی حال ہی میں کشمیر میں زلزلہ آیا پاکستان کے پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ گئے، اور دس دس پندرہ پندرہ گز کے فاصلے پر پہاڑ اپنی جگہ سے دوسری جگہ چلے گئے اور جس جگہ پہاڑ تھے وہاں سے پانی نکل گیا اور بڑے بڑے تالاب بن گئے اگرچہ یہ مشکل ہے کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائے کوئی یہ کہے کہ مسلمان جھوٹ بولتا ہے تو اس پر یقین نہیں کرنا کیوں کہ مسلمان کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔

جھوٹ حرام ہے

فرمایا: آج نہ غیبت سے ڈرتے ہیں، نہ بہتان سے اور جھوٹ کا ہمارے یہاں کوئی مسئلہ ہی نہیں جب چاہے بولو، جتنا چاہو بولو جیسے چاہو بولو؟ دو آدمی آپس میں بیٹھ کر تیسرے آدمی کے تعلق سے بلا تحقیق بات بیان کریں؟ سارے جھوٹ حرام ہیں جھوٹ بولنے والے پر اللہ کی لعنت ہے؟ آپ سوچئے کہ جس پر اللہ کی لعنت ہو وہ زندگی میں کیسے پھل سکتا ہے اور کیسے خوش رہ سکتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ لعنت کرتے ہیں، اس پر

فرشتے بھی لعنت کرتے ہیں سمندر کی مچھلیاں بھی لعنت کرتی ہیں چوپائے اور پرندے اور زمین کے اندر رہنے والے چھوٹے چھوٹے حشرت الارض بھی لعنت کرتے ہیں کائنات کی ساری مخلوقات جس پر لعنت بھیجتی ہوں تو اس سے بدتر آدمی کون ہوسکتا ہے؟

پڑوسی کی فضیلت

فرمایا: آج کا شیوہ ہے کہ اپنے فائدہ کی خاطر اپنی عزت کی خاطر اپنے آپ کو اونچا کرنے کی خاطر ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالتے ہیں، برا بھلا کہتے ہیں۔آج تو پڑوسی بھی اپنے پڑوسی سے محفوظ نہیں، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پڑوسی کو تکلیف پہونچانا مجھے تکلیف دینا ہے، آج پڑوسی اپنے پڑوسی سے کوئی چیز مانگتا ہے تو اس کو حقیر سمجھتے ہیں، ماضی میں پڑوسی چاقو، آگ، ماچس، نمک یا اور کوئی چیز مانگ لیتے تھے آج تو مانگنا عیب ہے اور اگر کوئی مانگ لے تو دیتے نہیں اَلَّذِیْنَ هُمْ يُرَاؤُنَ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ. کی تفسیر میں علماء نے لکھا ہے کہ آگ کا دینا، چاقو اور قینچی کا دینا اسی طرح نمک کا دینا اور گھریلو استعمال کی چیزیں پڑوسی کو دینا ضروری ہے اتنا ضروری ہے جتنا اپنے لئے، کبھی پڑوسی کوئی چیز مانگنے کے لئے آتا ہے تو کہتے ہیں کہ نہیں ہے، اس لئے کہ آج اگر دیدی تو پھر کل بھی مانگنے آئیں گے اور روزانہ کون اٹھا کر دے گا، عادت خراب ہوجائے گی، حضور ﷺ کا طریقہ تھا کہ گھر میں جب کوئی خاص سالن پکتا پڑوسی کے یہاں بھی اس کو بھیجتے اور پڑوسی بھی شکریہ ادا کرتا کہ آپ نے ہمیں اپنے کھانے میں شریک کیا۔

پریشانیوں میں بھی خیر ہے

فرمایا: میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تباہی، بربادی اور پریشانیاں بھی بہت ساری خیر لے کر آتی ہیں، اس پر صبر کرنا چاہئے اور ہمیشہ یہ سوچنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے

ہمارے لئے جو چیزیں رکھی ہیں یقیناً اس میں کہیں نہ کہیں بھلائی ہے اور اپنی برائیوں کو تلاش کر کے ختم کرنا چاہئے اس سے توبہ واستغفار کرنا چاہئے۔

مسلمان کو ہر جگہ مسلمان نظر آنا چاہیے

فرمایا: میں نے دیکھا ہے کہ کچھ مسلم نوجوان جب غیر مسلم لوگوں سے ملتے ہیں تو اپنا مسلم نام بتلانے سے کتراتے ہیں۔افسوس جب تک اپنے آپ کو اندر سے مسلمان نہیں بنائیں گے اور اپنے آپ کو یہ نہیں کہیں گے کہ الحمدللہ میں مسلمان ہوں، اس وقت تک اللہ اور اس کے رسول سے محبت کا دعویٰ بے اثر ہے۔جو آدمی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر نہ کرتا ہو اس کے اندر ایمان کس درجے کا ہوگا ہم سوچ سکتے ہیں؟ مسلمان کا مطلب ہے کہ مسلّم ایمان یعنی سر سے پاؤں تک نور ہی نور۔اس کے ایمان سے، ہر کام سے اسلام چھلکتا ہو۔جب گھڑا بھرا ہوا ہوتا ہے چاہے وہ پانی سے بھرا ہو یا شراب سے، جو چیز اندر ہوگی وہی چھلکے گی، ایسے ہی مسلمان ہر جگہ مسلمان نظر آتا ہے الحمدللہ چاہے وہ کہیں بھی چلا جائے۔

زندگی اللہ تعالیٰ کی امانت ہے

فرمایا: دراصل یہ زندگی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یہ انسان کی اپنی ملکیت نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے امانتاً عطا فرمائی ہے تو زندگی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے، اور یہ انسان کے پاس بطور امانت ہے، امین کبھی امانت کا مالک نہیں ہوا کرتا، بلکہ وہ اس کا محافظ ہوا کرتا ہے ایک آدمی کسی کے پاس امانت رکھ دے کہ یہ میری امانت آپ کے پاس رکھی ہے وہ اس کو اپنی ملکیت سمجھنے لگے اپنا مال سمجھنے لگے تو سننے والا کہے گا اس کی عقل میں فتور ہے یا یہ بے ایمان ہے اس لئے کہ امین کبھی مالک نہیں ہوتا بلکہ محافظ ہوتا ہے۔

سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے یہ ضابطہ رکھا ہے کہ انسان سے نہیں پوچھتے کہ میں تجھے دنیا میں بھیج رہا ہوں اور جب دنیا سے بلاتے ہیں تو بھی یہ نہیں پوچھا جاتا کہ تجھے دنیا سے واپس بلا رہا ہوں تیری کیا رائے ہے؟ بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی مرضی سے دنیا میں بھیجتے ہیں اور جب واپس بلاتے ہیں تو بھی اپنی مرضی سے بلاتے ہیں، نہ آنے کیلئے پوچھا جاتا ہے اور نہ جانے کیلئے، معلوم ہوا کہ زندگی اپنی نہیں، بلکہ اللہ کی امانت ہے اور اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہے۔

یہی وہ نکتہ ہے جو نبی کریم ﷺ نے سمجھایا ہے، انسان اگر یہ سمجھ لے کہ یہ زندگی میری اپنی نہیں ہے تو پھر زندگی میں اس کو کوئی تکلیف یا کوئی مصیبت آجائے تو رنج والم نہیں ہوگا یعنی خیر وشر اللہ کی طرف سے ہے، راحت بھی اللہ کی طرف سے ہے، مصیبت بھی اللہ کی طرف سے، خوشی بھی اللہ کی طرف سے، مال میں بڑھوتری بھی اللہ کی طرف سے، مال میں نقصان بھی اللہ کی طرف سے ہے، خدانخواستہ عزت میں کمی آجائے یہ بھی اللہ کی طرف سے ہے اور عزت میں اضافہ بھی اللہ کی طرف سے، اولاد نہ ہو یہ بھی اللہ کی طرف سے ہے اور اولاد ہو تو یہ بھی اللہ کی طرف سے ہے، معلوم ہوا کہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔ اگر انسان کو اس کا ادراک ہوجائے اور اس کی تمیز آجائے تو پھر وہ نہ خوشی میں آپے سے باہر ہوسکتا ہے اور نہ رنج وغم میں پریشان اور غیر متحمل ہوسکتا ہے، پس جب تک ان چیزوں کو نہیں سمجھیں گے اس وقت تک مصیبت مصیبت معلوم ہوگی اور ناحق آپے سے باہر ہوں گے۔

تکبر خاک میں ملا دیتا ہے

فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کا اپنا وجود محض اللہ کے فضل سے ہے اور اللہ کا فضل نہیں تو کچھ نہیں، اسی لئے فرمایا حضور اکرم ﷺ نے کہ تکبر آدمی کو

خاک میں ملا دیتا ہے، کبر اور بڑائی زمین بوس کردیتی ہے، دنیا میں ذلیل وخوار کردیتی ہے، تکبر کرنا عبث ہے اور یہ سمجھنا کہ یہ میری صلاحیت سے ہو رہا ہے، یہ بھی عبث ہے، بلکہ یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ محض اللہ کی طرف سے ہے، اللہ کی عنایات سے ہے، اللہ کے فضل سے ہے، ہر انسان کو اپنا محاسبہ کرنا چاہئے جو باتیں اچھی ہوں اللہ کی طرف سے جانیں جو خراب ہوں ان کو شیطان کی طرف سے جانیں کہ شیطان نے مجھ سے یہ کرادیا میں توبہ کرتا ہوں اور جو کام اچھے ہوجائیں تو یہ سمجھیں کہ اللہ نے توفیق دی ہے، اس پر شکر ادا کریں۔

اولاد کو دودھ پلانے کا ثواب

فرمایا: نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو خوش خبری دی ہے، جب تک بچہ ماں کا دودھ پئے گا، ہر قطرے کے بدلے دس نیکیاں اس کے ماں کے اعمال نامے میں لکھی جائیں گی۔ ایک صحابیہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ بعض دفعہ ماں کو دودھ نہیں آتا ہے لیکن بچہ دودھ پینے کی کوشش کرتا ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بچہ کے دودھ پیتے وقت جس طرح ماں کو ثواب ملتا ہے۔ اسی طرح ماں بچے کو سینے سے لگا کر دودھ پلا رہی ہے لیکن دودھ نہیں نکل رہا ہے تب بھی اللہ تعالیٰ دودھ پلانے کا ثواب دیتے ہیں اب اس بات پر وہ حضرات غور کریں جو آج انگریزی تہذیب میں ڈوبے ہوئے ہیں اور ہر معاملے میں انگریز کی متابعت اور مطابقت کرتے ہیں کہ آج دودھ کے ڈبے سے اپنے بچے کو پالتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک قطرے پر دس نیکیاں ملتی ہیں، دو سال تک عورت دودھ پلائے گی کروڑہا کروڑ نیکیاں اسکے نامہ اعمال میں لکھی جائیں گی۔ ماں کا دودھ نہ پینے کی وجہ سے اولاد میں ماں باپ کے اطوار واخلاق نہیں آرہے ہیں اور اولاد بددین اور گمراہ بھی ہوتی جارہی ہے۔

ماں بچے کو اپنا دودھ پلائے

فرمایا: دین پر عمل کرنے سے کتنا بڑا فائدہ ہے ایک تو یہ کہ بچہ کو ماں کا دودھ ملتا ہے اس کی صحت بنتی ہے ماں کا دودھ پینے سے ماں کی محبت بچے کے دل میں پیدا ہوتی ہے تیسرے یہ کہ ماں کا اعمال نامہ نیکیوں سے بھر جاتا ہے اور فرمایا کہ دوسال دودھ پلانے کے بعد جب ماں دودھ چھڑا دیتی ہے تو فرشتہ اس کی کمر پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہے کہ شاباش تو نے اللہ کا حکم پورا کر دیا، ہمارے معاشرے میں کتنی عورتیں ایسی ہیں اور کتنے مرد ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ صحت خراب ہو جائیگی ڈبے کا دودھ پلاؤ بکری کا دودھ پلاؤ، گائے کا دودھ پلاؤ ہاں اگر نہ ہو تو بات الگ ہے، آج فیشن بن گیا ہے کہ ماں اپنے بچہ کو دودھ پلانا عیب سمجھتی ہے جبکہ اللہ کے نبی اس کے لئے خوشخبری دے رہے ہیں۔

پوتوں اور نواسوں سے محبت

میں نے استاذ محترم حضرت قاری عبد القدوس صاحبؒ سے ایک دفعہ پوچھا کہ حضرت اپنے بچوں سے زیادہ پوتوں اور نواسوں سے محبت ہوتی ہے اس کی کیا وجہ ہے، انہوں نے فرمایا اولاد ایسی ہے جیسے بادام اور اولاد کی اولاد ایسی ہے جیسے بادام کا مغز، اس لئے ان سے زیادہ محبت ہوتی ہے، اولاد کی تعلیم وتربیت پیار محبت شفقت ومہربانی یہ سب دین میں شامل ہیں، بشرطیکہ نیت درست ہو، مائیں بچیوں کو ڈانس پہلے ہی سکھا دیتی ہیں کہ فلاں ایکٹرس ایسا لباس پہنتی ہے تو ہماری بچی بھی ایسا ہی پہنے گی، اسی طرح فلاں ایکٹرس ایسا پہنتا ہے تو ہمارا بچہ بھی ایسا ہی پہنے گا، جب ایسی تربیت ہوگی تو یہ عذاب کا سبب بنے گا، بہر حال میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے بچیوں سے پیار کرنا سکھایا ہے حضرت زینبؓ کی بیٹی امامہ کو حضور اکرم ﷺ اپنے کندھے پر

بیٹھاتے اور نیت باندھ کر نماز پڑھتے جب رکوع میں جاتے تو کندھے سے اتار دیتے اور کھڑے ہوتے تو پھر ایک ہاتھ سے کندھے پر بٹھا لیتے، دنیا میں ہے کہیں ایسی مثال؟ اتنے مہربان نانا اتنے مہربان باپ دنیا میں کہیں ایسا نمونہ نہیں مل سکتا!

حکیم الامت کی ایک بڑی صفت

فرمایا: ایک انگریز نے پوچھا کہ سنا ہے مولانا اشرف علی تھانوی حکیم الامتؒ بہت سخت مزاج ہیں غلطی پر ڈانٹتے ہیں لیکن یہ بتاؤ کہ بچوں کے ساتھ کیسے پیش آتے ہیں؟ بتایا کہ بچوں کے ساتھ بچے بن جاتے ہیں جیسے وہ کھیلتا ہے ویسے ہی کھیلتے ہیں اور بچوں کیساتھ بچوں جیسی بات کرتے ہیں، اس نے اپنا ہیٹ اتار دیا اور کہا خدا کی قسم تھانوی بہت بڑا آدمی ہے اس سے پوچھا کہ یہ کون سی صفت ہے اس نے کہا کہ یہ نبیوں والی صفت ہے بچوں کے ساتھ بچوں کی عقل کے مطابق گفتگو کرنا اللہ کو زیادہ پسند ہے۔

قسم کھانے سے مال کی برکت ختم ہو جاتی ہے

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو مال قسم کھا کر بیچا جاتا ہے چاہے سچی ہی قسم کھائی ہے، اللہ تعالیٰ اس مال کی برکت کو سلب کر لیتے ہیں، اس مال میں برکت نہیں ہوتی جس مال کو بیچتے وقت سچی قسم کھائی جائے اور جب جھوٹی قسم کھائے تو مال میں برکت کیسے آئے گی؟ یہ وہ برائی ہے جو ہمارے معاشرے میں داخل ہو گئی ہے، برکت کیا چیز ہے؟ حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس بندے سے راضی ہوتے ہیں اس کو اللہ تعالیٰ برکت دیتے ہیں، برکت ہر کسی کو نہیں دیتے بلکہ جس سے راضی ہوتے ہیں اس کو برکت دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہماری برکت کی کوئی انتہا نہیں، رزق سب کو

دیتے ہیں جو اللہ کو نہیں مانتا اس کو بھی دیتے ہیں، جو شرک کرتا ہے اس کو بھی عطا کرتے ہیں، لیکن برکت نہیں دیتے، برکت اس کو دیتے ہیں جس بندے سے راضی ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی لعنت

حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس بندے سے ہم راضی ہوتے ہیں اس کو ہم برکت عطا فرماتے ہیں اور ہماری برکت کی کوئی انتہا نہیں اور جس بندے سے ہم ناراض ہوتے ہیں اس پر ہم لعنت کرتے ہیں اور ہماری لعنت قیامت تک چلتی ہے، نیکیاں کرنا آسان، نیکیوں کو سنبھالنا بڑا مشکل، آدمی جب روپے لے کر باہر سے آتا ہے، بس میں سوار ہوتا ہے تو پیسے کو بہت سنبھال کر رکھتا ہے، بار بار جیب چھو کر دیکھتا ہے اور جو حفاظت نہیں کرتا وہ جیب کٹوا کر واپس آتا ہے، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی گناہ سے بچے، گناہ کیا ہے؟ ہر اس عمل کو گناہ کہتے ہیں جو اللہ ورسول کو ناپسند ہو۔

دوستو! ہماری کوئی گفتگو ایسی نہیں ہے جس میں ہم اللہ کو ناراض نہ کرتے ہوں، کیسا ہی اچھا دوست ہو کہ صبح سے شام تک اس کے ساتھ کھا پی رہے ہیں، لین دین کر رہے ہیں۔ لیکن جب وہ ہمارے پاس سے اٹھ کر جاتا ہے اس کی برائی شروع کر دیتے ہیں، ارشاد خداوندی ہے۔ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ۔ کہ غیبت کرنا اپنے مردار بھائی کا گوشت کھانے کے برابر ہے۔ اس عظیم گناہ سے بچو اور اللہ سے ڈروں۔

ہمارے قلوب میں بخل آ گیا

فرمایا: حضرات! آج ہمارے قلوب میں اتنا بخل آ گیا ہے کہ فرض ہونے کے باوجود زکوٰۃ بھی نہیں ادا کر پاتے۔ اسلامی تاریخ میں ایسے ادوار بھی گذرے ہیں کہ ہر

فرد زکوٰۃ ادا کرنے والا بن گیا پھر ایسا بھی دور آ گیا کہ زکوٰۃ لینے والا کوئی نہیں ملا، لوگ زکوٰۃ دینے کے لئے پریشان ہوتے کہ کس کو زکوٰۃ دیں یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ آدمی میں خوف خدا ہو، دین کا پاس ولحاظ بھی ہو، ورنہ ایک دنیادار کو ہزار وعیدیں کیوں نہ سنائی جائیں مگر زکوٰۃ کے نام سے ایک روپیہ نہیں نکل سکتا، آج کل کچھ لوگ ایسے ہیں کہ مال تو خرچ کرتے ہیں لیکن شہرت وناموری کیلئے اور جب انہیں لوگوں سے زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے کہا جائے تو ناک بھوں چڑھاتے ہیں۔

اسی طرح لوگ غیروں پر تو خرچ کرنے سے نہیں ہچکچاتے مگر اپنے عزیزوں، رشتہ داروں میں جو فاقہ کشی اور غربت وافلاس کے شکار ہیں اور غیرت وحمیت کی وجہ سے سوال نہیں کرتے ان پر یہ مالدار خرچ نہیں کرتے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ غریب رشتہ داروں پر خرچ کرنے میں دوگنا ثواب ملتا ہے، اس لئے پہلے اپنے عزیز وقریب کو دیکھنا چاہئے، اگر وہ مستحق ہے تو اسی کو ترجیح دینا چاہئے، البتہ ہر طرح کے رشتہ داروں کو دینا صحیح نہیں ہے، اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد، ایسے ہی نواسی وغیرہ کو اور بیوی شوہر بھی ایک دوسرے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے اور نہ ہی والدین کو دے سکتا ہے، زکوٰۃ اپنے بہن بھائی بھانجا بھتیجی پھوپی زاد بہن بھائی وغیرہ کو دے سکتا ہے، اس کی پوری تفصیل مقامی علماء سے معلوم کر لینا چاہئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ زکوٰۃ کو ادا کر رہے ہوں لیکن پھر بھی ادا نہ ہو رہی ہو؟

تقویٰ کا مطلب قلب خوف خدا سے لبریز

تقویٰ اس بات کا نام ہے کہ انسان کا دل خدا کے خوف سے لبریز ہو، ہر وقت اس کے سامنے جواب دہی کا احساس ہو، اور وہ ہر اس کام سے بچے جس سے اللہ جل شانہ ناراض ہوں اور ہر اس کام کی طرف لپکے جس سے اللہ پاک کی رضاء حاصل ہوتی ہو۔

رمضان المبارک حق کو باطل سے ممتاز کرتا ہے

رمضان المبارک میں قرآن نازل ہوا، جس میں انسانوں اور جنات کیلئے ہدایت اور رہنمائی ہے، یہ حق کو باطل سے ممتاز کرتا ہے، نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ رمضان کا مہینہ آ گیا، اللہ جل شانہ نے تمہارے اوپر اس کا روزہ فرض کیا ہے، اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، شیطانوں کو مقید کردیا جاتا ہے، اس میں ایک رات ایک ہزار مہینے سے بہتر ہے، بدنصیب ہے وہ جو اس مہینے کی خیر و برکت سے محروم رہا۔

حضورؐ نے ایک بدو کی حرکت کا برا نہیں مانا

فرمایا: ایک دفعہ ایک بدو نے آ کر کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ مال تیرا ہے نہ تیرے باپ کا، اسے میرے اونٹ پر لاد دے حضور ﷺ نے اس کی اونٹ کو کھجوروں سے لاد دیا اور اس کے کہنے کا برا نہ مانا، آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَخَازِنٌ واللہ یعطی. میں تو بانٹنے والا اور خزانچی کی حیثیت رکھتا ہوں، اصل دینے والا تو اللہ تعالیٰ ہے۔ میرے عزیز و مال خرچ کرنے سے کبھی نہیں گھٹتا بلکہ وہ ہمیشہ بڑھتا ہی رہتا ہے۔ ہمیں اس کا خاص اہتمام کرنا چاہئے تاکہ غریبوں کا خیال کرسکیں اور وہ بھی ہم لوگوں کی طرح عید کی خوشی منائیں۔

عورتوں کو کثرت سے دوزخ میں دیکھا

فرمایا: حساب کا معاملہ تو ہر شخص کے لئے ہے، کہ جتنا مال زیادہ ہوگا، اتنا ہی حساب طویل ہوگا، نبی کریمؐ کا پاک ارشاد ہے کہ میں جنت کے دروازہ پر کھڑا ہوا، میں نے دیکھا کہ اس میں کثرت سے داخل ہونے والے فقراء ہیں اور وسعت والے ابھی ٹھہرے ہوئے ہیں، اور جہنمی لوگوں کو جہنم میں پھینک دیا گیا، میں جہنم کے دروازہ پر کھڑا

ہوا تو میں نے اس میں کثرت سے داخل ہونے والی عورتیں دیکھیں، عورتوں کے جہنم میں کثرت سے داخل ہونے کی بات دیگر احادیث بھی میں آئی ہے۔

اللہ تعالیٰ شکر کے محتاج نہیں

فرمایا: یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے شکر کے محتاج نہیں ہم اگر شکر ادا کریں گے تو اس سے ہمارا ذاتی فائدہ ہے ہمارے شکر ادا کرنے سے اس کا کچھ فائدہ نہیں اور شکر ادا نہ کرنے سے اس کا کچھ بگڑتا نہیں حدیث قدسی ہے، اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے پچھلے جن وانس سب کے سب ایک اعلیٰ درجہ کے متقی شخص کے نمونہ پر ہو جائیں تو اس سے میرے ملک میں کچھ بڑھ نہیں جاتا اور اگر سب اگلے پچھلے جن وانس بفرض محال ایک بدترین انسان جیسے ہو جائیں (العیاذ باللہ) تو اس سے میرے ملک میں ذرہ برابر کمی نہیں ہوگی، شکر بجالانے سے انسان کا مرتبہ بلند ہوتا ہے، ہمیں اس سلسلے میں آپ ﷺ کی سیرت کا بکثرت مطالعہ کرنا چاہئے کہ حضور ﷺ بخشے بخشائے تھے، لیکن ہمیشہ عبادتیں کرتے ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یارسول اللہ کیا اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہوں کو معاف نہیں کردیا پھر آپ اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں۔

مغربی اقوام کی نقالی

فرمایا: آج مسلم معاشرہ اہل ہنود کی طرف سے در آئی برائیوں اور خرافات کی وجہ سے کس قدر سنت نبوی ﷺ سے دور ہوتا جارہا ہے۔ شادی محلوں میں اور ہوٹلوں میں مغربی اقوام کی نقالی اور ان کی حاشیہ برداری میں اسلامی طریقوں کو پامال کیا جارہا ہے۔ کھڑے ہو کر کھانا اور شادیوں میں ضرورت سے زیادہ مال خرچ کرنا نام ونمود اور شہرت کے لئے حرام مال اور سود لینے تک سے دریغ نہ کرنا جس کی وجہ سے مسلمان آج اقتصادی

پسماندگی اور معاشرتی وخاندانی بگاڑ اور اسلامی تہذیب وتمدن سے دور ہوتے جارہے ہیں، اور اپنا ملی ومذہبی تشخص اور اسلامی وقار کھودیا، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جب مدائن گئے اور وہاں کے مشہور وسر برآوردہ لوگوں کے ساتھ کھانا کھانے کیلئے بیٹھے تو ایک لقمہ ان کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گیا جس کو انہوں نے اٹھالیا تو پاس میں بیٹھنے والے ساتھی نے کہا کہ آپ ایسی جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں اور گرا ہوا نوالہ اٹھالیتے ہیں، اسے یہ لوگ حقیر سمجھتے ہیں تو صحابی رسول حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے ایسا جملہ ارشاد فرمایا جو آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے، آپ نے فرمایا: **اترک سنة حبیبی لھذہ الحمقاء** . کیا میں اپنے حبیب کی سنت ان بیوقوفوں کی خاطر چھوڑ دونگا، ہم اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ آج ہمارے اندر یہ جذبہ ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے پیش گوئی کی تھی کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ سود کھائیں گے اور اگر نہیں کھائیں تو کم ازکم سود کی بھاپ تو لگ جائے گی آج یقیناً ایسا ہی زمانہ آگیا ہے، اللہ ہماری حفاظت فرمائے۔

اتنا خرچ کرنے کے بعد بھی مستقبل کی گارنٹی نہیں

فرمایا: میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انسان اپنی اولاد کے لئے کتنی تکلیف اٹھاتا ہے خاص طور سے آج کے دور میں پیدا ہونے سے لے کر کوئی لمحہ ایسا نہیں ہوتا کہ انسان پر پیسہ خرچ نہ ہو پہلے تو گھر میں ولادت ہوتی تھی معمولی سے پیسے خرچ ہوتے تھے آج ولادت گھر میں نہیں ہوتی ہاسپٹل میں ہوتی ہے۔ کہیں زیادہ کہیں کم، بہرحال پیسہ خرچ ہوتا ہے اور جب یہ پیسہ خرچ ہوتا ہے تو اس کی تیاری پہلے سے ہوتی ہے۔ کتنی تکالیف سے اور کتنے جتن سے اور کتنی حکمتوں سے اس پیسے کو بچایا جاتا ہے کہ ڈلوری ہونے والی ہے اتنا پیسہ رکھا جائے۔ اب یہ بچہ شیر خوار ہے دودھ پی رہا ہے اس پر پیسہ خرچ ہے یہ بڑا

ہوگیا ہے اسکول جانے کے لائق ہوگیا ہے تو اب اس کی فکر ہے۔ پہلے تو یہی تھا کہ صاحب اسکول یا مدرسے میں بھیج دو۔ اب ایسا نہیں ہے اب تو ڈونیشن دینا پڑتا ہے بعض اسکولوں میں تو بچہ پیدا ہوتے ہی انٹری کرتے ہیں کہ صاحب آج کی تاریخ میں ہمارے یہاں بچہ پیدا ہوا ہے۔ حساب لگا کر ڈیٹ لکھ دیتے ہیں کہ فلاں ڈیٹ میں آپ بچے کو داخل کریں، یہ داخلہ فری نہیں ہوگا۔ اس کیلئے ڈونیشن دینا ہے فیس دینا ہے اور جتنے بھی شرائط ہیں وہ سارے پورے کرنا ہے۔ اس کے بعد بھی آپ کے بچے کے مستقبل کی کوئی گارنٹی نہیں کہ آپ کا بچہ ڈاکٹر بن جائے گا لائر بن جائے گا انجینئر بن جائے گا یا کچھ اور بن جائے گا یا میکانک بن جائے گا، اتنی تکالیف اٹھانے کے بعد والدین کی آنکھیں اصلاح وتربیت کی طرف سے بند ہیں۔ والدین کا مشقت اٹھانا بجا ہے لیکن تعلیم کے ساتھ اس کے ایمان کی حفاظت بھی ضروری ہے۔

بچے سے لاڈ پیار شریعت کے حدود میں

فرمایا: آج بچوں کو اچھے لباس پہنا دیں تو خوش، بچے کو ان کے منہ مانگے پیسے دے دیئے تو خوش، بچوں کو شہر کے بہترین اسکول میں داخلہ دلا دیا تو بے حد خوش ہیں، ہماری امیج ہماری عزت ہمارے رشتہ داروں میں ہمارے دوستوں میں بہت ہے کہ فلاں صاحب کا بچہ تو فلاں اسکول میں پڑھتا ہے۔ قیامت کے دن یہ نہیں پوچھا جائے گا وہاں تو یہ پوچھا جائے گا کہ اولاد کی تربیت کیسی کی؟ یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ بڑے بڑے اسکولوں میں داخلہ دلایا تھا؟ بچہ کو ہزار روپے کا ایک ڈریس پہنا دیا ٹھیک ہے، اگرچہ اللہ کے یہاں اولاد کی ہر چیز پر اجر ہے۔

معاشرہ آج ایک عجیب وغریب قسم کا ہوگیا ہے، ہر چیز کے اندر عیب پیدا ہوگیا، ہر چیز کے اندر نقص آگیا، بگاڑ پیدا ہوگیا، حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو انسان اپنی بیوی کو لباس پہناتا ہے، جب تک وہ پہنتی رہے تو اس کا ثواب چوبیس گھنٹے اس کے

نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے جو لباس اپنی اولاد کو پہنائے گا اس کا ثواب چوبیس گھنٹے اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا، لیکن ایسا لباس جس سے ہمارے بچے انگریز نظر آئیں جس سے بچیاں طوائف یا فاحشہ نظر آئیں۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ

ایسا لباس پہنانے پر اللہ کے یہاں اجر نہیں۔ پیسہ بھی ضائع اس کے ساتھ ساتھ ایمان بھی ضائع اور پھر یہ اولاد آگے چل کر بے دین بنے، اس سے زیادہ بد نصیبی کیا ہوسکتی ہے، تو میں یہ عرض کررہا تھا کہ آج ہماری آنکھیں بند ہیں اصلاح و تربیت سے۔

نوجوانوں کی بے راہ روی

فرمایا: پچھلے دنوں جو بنگلور میں واقعہ پیش آیا، آج کل موٹر سائیکل پر نوجوان گھومتے ہیں اور بڑی تیزی کے ساتھ چلتے ہیں اور پولس ان کو روک رہی ہوتی ہے تو رکتے نہیں ہیں، پولس تو پہلے ہی مسلمانوں کے تعلق سے جو نظریہ رکھتی ہے آپ کو معلوم ہے، پولس سے ہمدردی کی توقع رکھنا بیکار ہے، آج سب کو اپنی حفاظت اللہ کے بھروسہ پر قانون کے دائرے میں رہ کر حکمتاً تدبر کے ساتھ عقلمندی کے ساتھ خود کرنی چاہئے پولس نوجوان کی ٹانگوں پر گولی چلا سکتی تھی، اس کو ڈرادھمکا کر اس کو پکڑ سکتی تھی لیکن نہیں اس کے سینے میں گولی ماری ابھی ایم بی اے یا کوئی اور کورس کررہا تھا، اکلوتا بیٹا تھا، اس کے ماں باپ سے پوچھئے کہ ان پر کیا قیامت گزری ہوگی موٹر سائیکل کا چلانا برا نہیں ہے، ہوائی جہاز چلایئے پائلٹ بنئے لیکن دائرے میں رہ کر موٹر سائیکل اور کار چلانا پھر اس طرح کی ہر وہ حرکت جو آوارہ لڑکوں کے دائرہ کار میں آتی ہے، اپنے ان نوجوانوں کو روکنا چاہئے۔

بچوں کی حفاظت کریں

فرمایا: آئے دن اخبارات میں پڑھتے اور سنتے ہیں کہ فلاں صاحب کا بچہ ایم بی بی ایس کررہا تھا، فلاں صاحب کا بیٹا انجینئرنگ کررہا تھا۔ موٹر سائیکل سے جارہا تھا

اچانک لاری نے کچل دیا اللہ تعالیٰ نے جس کی موت جیسی رکھی ہے ویسے ہی آئے گی کوئی آدمی کسی کو بچا نہیں سکتا لیکن یہ ساری چیزیں حفاظت کے دائرے میں آتی ہیں، ابھی تعلیم پوری نہیں ہوئی ابھی زیر تعلیم ہے، ضرورت سے زیادہ آزادی جو ہم نے بچوں کو دی ہے اور تربیت کی، پرورش کی اور اصلاح کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ اس کے نتیجے میں یہ سارے بگاڑ پیدا ہورہے ہیں، بچہ چھوٹا سا ہوتا ہے ماں یا باپ کے منہ پر ایک طمانچہ مارتا ہے تو ماں باپ خوش ہوتے ہیں ہمارا بچہ کتنا اچھا ہے دیکھو کتنے زور سے مارا ہے بہت پیار آتا ہے، لیکن اب اسے روکا نہیں گیا تو دو سال کے بعد تین سال کے بعد بھی مارے گا۔ آج اس دور میں اصلاح و تربیت اتنی ہی زیادہ ضروری ہے جتنا کہ داخلے کے لئے پیسے وغیرہ کا انتظام ضروری ہے، اصلاح و تربیت اس سے بھی زیادہ ضروری ہے جتنا کہ ہم بچے کے کھانے پینے کا انتظام کرتے ہیں دواؤں کا انتظام کرتے ہیں، اصلاح و تربیت کا معاملہ ایسا ہے کہ آج آپ اپنے بچے کی اصلاح کرلیجئے کل یہ بچہ آپ کے لئے اور آپ کے خاندان کیلئے دنیوی اعتبار سے نہیں آخرت کے اعتبار سے بھی باقیات الصالحات بنے گا لیکن ضروری ہے کہ بچپن سے ہمیشہ اس کا ساتھ دیں اس کی باتوں پر ٹوکیں معمولی معمولی باتوں پر اس کی اصلاح کریں۔

اسلامی تعلیمات کو ہم نے چھوڑ دیا

فرمایا: ہم اگر اپنے دین و مذہب پر عامل رہیں تو یقیناً کثرت سے لوگ مشرف باسلام ہونگے، لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ہمارے معاملات غیروں سے بھی گئے گذرے ہیں، ایک مسلمان کی دکان پر چلے جایئے اس کے اخلاق و معاملات اتنے اچھے نہیں ملیں گے جتنے کہ غیر مسلم کے، اسلام نے جو تعلیمات عطا کی تھیں، ہم نے انہیں چھوڑ دیا، غیروں نے اسے اپنا لیا وہ ترقی کررہے ہیں، ہماری حالت تو یہ ہوگئی ہے کہ غیر مسلم ہم کو

دیکھ کر اسلام کی طرف مائل ہونے کے بجائے اسلام سے نفرت کرتے ہیں ہم جب فجر کی نماز کیلئے مسجد جاتے ہیں تو غیر مسلموں کی عورتیں اپنا گھر صاف کرتی ہوئی نظر آتی ہیں اور مسلمان پڑے سوتے رہتے ہیں (مجھے معاف کیجئے) آج ہم غیروں کے اسلام میں داخل ہونے کے لئے رکاوٹ بن رہے ہیں۔

قربانی کی کھال کا مصرف

فرمایا: قربانی کی کھال کا مصرف غربا اور مساکین ہیں اور جن مدارس میں مستحق طلبہ پڑھتے ہوں وہ بہترین مصرف ہیں، ایسی جگہ دینے سے دوہرا ثواب ہوتا ہے، ایک صدقہ کا ثواب اور دوسرے اشاعت علم کا ثواب، اسی طرح کوئی شخص اپنے غریب رشتہ دار پر صدقہ کرے تو اس کو دوہرا ثواب ملتا ہے، ایک صدقہ کرنے کا ثواب اور دوسرے صلہ رحمی کرنے کا ثواب۔

جانور کی قربانی کے ساتھ اپنے نفس کی قربانی دو

فرمایا: میرے بزرگو! اور بھائیو! آپ نے حضرات سیدنا ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کا بے مثال واقعہ سنا ہوگا کہ باپ بڑھاپے کی عمر میں اپنے اکلوتے بیٹے کو جو بڑی دعاؤں تمناؤں اور آرزوؤں کے بعد پیدا ہوا اللہ کے حکم پر قربان کرنے کیلئے لے چلتے ہیں اور بیٹا بھی خوشی خوشی اس حکم خداوندی کو قبول کرتا ہے، محاسبہ کریں اور دین کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کرنے کا جذبہ پیدا کریں اس واقعہ سے یہ نصیحت ملتی ہے کہ اسلام کی خاطر اپنی جان اپنا مال اپنی عزت وآبرو اپنی خواہشات اپنے جذبات قربان کرنے کیلئے تیار ہیں، قرآن واحادیث میں جو واقعات وقصص بیان کئے گئے ہیں وہ نصیحت کیلئے ہیں۔

دوستو! قربانی میں صرف یہی نہیں کہ بقرعید کے دن جانور قربان کرکے اس کا گوشت کھالیں اور سب کچھ بھول جائیں بلکہ اس کا اثر تو سال بھر تک رہنا چاہئے۔ اللہ

تعالیٰ ہمارے اندر بھی قربانی کا سچا جذبہ پیدا فرمائے اور اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

خاموشی کی وجہ سے آدمی کا مقام بلند ہوتا ہے

فرمایا: عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا خاموشی کی وجہ سے آدمی کا مقام اللہ کے پاس ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔

یہ بات واضح ہوگئی کہ اپنی زبان کو بے معنی گفتگو سے بچانا کیوں ضروری ہے، بعض اوقات بلا وجہ کی گفتگو اور ہنسی مذاق میں کسی کا دل ٹوٹ جاتا ہے، تو کبھی کوئی بڑا ہنگامہ یا لڑائی شروع ہوجاتی ہے، اور زیادہ باتونی آدمی کی گفتگو کی اہمیت ہی باقی نہیں رہتی اور اس کا وقار کم ہوجاتا ہے۔

فحش گو پر جنت حرام ہے

فرمایا: آج کل معاشرہ میں یہ بھی فیشن کی طرح داخل ہوگیا ہے کہ لوگ آپس میں اپنے دوستوں کو گالیوں کے ذریعہ مخاطب کرتے ہیں اور ایسے ایسے فحش الفاظ استعمال کرتے ہیں کہ سننے والے باشعور انسان کو برا لگتا ہے جس سے اسلام میں منع کیا گیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فحش گو انسان پر جنت کو حرام قرار دیا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے: "اَلْجَنَّةُ حَرَامٌ عَلٰى كُلِّ فَاحِشٍ اَنْ يَّدْخُلَهَا" (احیاء العلوم) جنت اس شخص پر حرام ہے جو فحش گوئی اور بے حیائی کی بات کرتا ہے۔

فحش گوئی یعنی بے شرمی اور بے حیائی کی باتیں جن کو عام کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں آج ہم بے شرمی اور بے حیائی سے ٹی وی پر اور سینما گھروں میں بار بار دیکھتے ہیں اور ان کا تذکرہ بلا جھجک اپنی محافل میں کرتے ہیں اور اس زبان کو جس

کے متعلق حضور انور ﷺ نے ذکر درود شریف سے تر رکھنے کا حکم فرمایا ہے، بے حیائی سے بھرے گانے گنگنانے میں مصروف رکھتے ہیں۔

لایعنی گفتگو اکثر آفتوں کی جڑ ہے

فرمایا: لایعنی گفتگو اکثر آفتوں کی جڑ ہے، زیادہ باتیں کرتے کرتے انسان غیبت کردیتا ہے، اس سے کبھی کسی کی چغلی ہوجاتی ہے، کبھی کسی پر بہتان لگادیا جاتا ہے تو کہیں کسی کا راز فاش ہوجاتا ہے، اور کبھی کسی کی دل آزاری ہوجاتی ہے الغرض زیادہ باتیں کرنے میں بے شمار نقصانات ہیں۔

قرآن میں تدبر کیجئے

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قرآن سے متعلق جن کا حکم دیا ہے، ان میں سے ایک تدبر قرآن ہے اور ایک مسلمان کیلئے اللہ کے تمام احکام کو پورا کرنا ضروری ہے، اس لئے مسلمان کی ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ قرآن میں تدبر کرے، تدبر قرآن کے معنی ہیں قرآن کے معانی ومضامین میں غور کرنا، آدمی قرآن کے معانی ومضامین میں جتنا غور وفکر کرے گا اس کے ایمان واعمال میں اتنا ہی اضافہ ہوگا یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں تدبر نہ کرنے کو منافقین کا رویہ قرار دیا، چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

"اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا" (النساء) "کیا یہ لوگ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے اگر یہ اللہ کے علاوہ کسی اور کے پاس سے آیا ہوتا تو اس میں بہت اختلافات پاتے۔"

☆☆☆

قرآن سے دوری امت کے زوال کا سبب

فرمایا: حضرت شیخ الہندؒ مالٹا کی قید سے واپس آنے کے بعد ایک رات بعد عشاء دارالعلوم دیوبند میں تشریف فرما تھے، علماء کا بڑا مجمع سامنے تھا۔ اس وقت فرمایا کہ ہم نے تو مالٹا کی زندگی میں دو سبق سیکھے ہیں۔ یہ الفاظ سن کر سارا مجمع ہمہ تن گوش ہوگیا کہ استاذ العلماء و درویش نے اسی (80) سال علماء کو درس دینے کے بعد آخر میں جو سبق سیکھے وہ کیا ہیں؟ فرمایا کہ میں نے جہاں تک جیل کی تنہائیوں میں اس پر غور کیا کہ پوری دنیا میں مسلمان دینی اور دنیوی ہر حیثیت سے کیوں تباہ ہورہے ہیں تو اس کے اسباب معلوم ہوئے۔ ایک ان کا قرآن کو چھوڑ دینا، دوسرے آپس کے اختلافات اور خانہ جنگی، اسلئے میں وہیں سے یہ عزم لے کر آیا ہوں کہ اپنی باقی زندگی اس کام میں صرف کروں کہ قرآن کریم لفظاً اور معناً عام کیا جائے، بچوں کیلئے لفظی تعلیم کے مکاتب بستی بستی میں قائم کئے جائیں، بڑوں کو عوامی درس قرآن کی صورت میں اسکے معانی سے روشناس کرایا جائے اور قرآنی تعلیمات پر عمل کیلئے آمادہ کیا جائے اور مسلمانوں کے باہمی جنگ وجدال کو کسی قیمت پر برداشت نہ کیا جائے۔

آج بھی مسلمان جن بلاؤں میں مبتلا اور جن حوادث وآفات سے دوچار ہیں اگر بصیرت سے کام لیا جائے تو ان کے سب سے بڑے سبب یہی دو ثابت ہوں گے۔ قرآن کو چھوڑنا اور آپس میں لڑنا، غور کیا جائے تو یہ آپس کی لڑائی بھی قرآن کو چھوڑنے ہی کا لازمی نتیجہ ہے۔ قرآن پر کسی درجہ میں بھی عمل ہوتا تو یہ خانہ جنگی یہاں تک نہ پہنچتی۔"

کبائر گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں

ایک اہم نکتہ کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں کہ قرآن اور حدیث میں بہت سے مقامات پر اس طرح کی بشارتیں آئی ہیں کہ فلاں کام کرنے سے

اتنے سال کے گناہ معاف ہوجائیں گے، فلاں کام کر لینے سے زندگی بھر کے گناہ معاف ہوجائیں گے علماء کرام نے لکھا ہے کہ اس سے مراد صرف صغیرہ گناہ ہیں نہ کہ کبیرہ، ویسے اللہ اپنی مرضی سے صغائر وکبائر سارے گناہ معاف کرسکتے ہیں، لیکن اصول وضابطہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کبائر بغیر توبہ کے معاف نہیں فرماتے۔ ضمنی طور پر ایک بات اور بھی عرض کرتا چلوں کہ اگر ایسی عبادت ہے جس میں استغفار بھی ہو تو چونکہ استغفار بھی توبہ کے قائم مقام ہے اس لئے صغائر کے ساتھ کبائر بھی معاف ہوں گے۔ چونکہ مومن کی شان سے بعید ہے کہ اس سے گناہ کبیرہ کا صدور ہو اسلئے گناہ کبیرہ کی معافی کا تذکرہ بھی نہیں آتا، لیکن اگر ہوجائے تو اللہ بڑے غفور ہیں توبہ کر لینے سے سارے گناہ معاف کردیتے ہیں۔

ناکامی ونامرادی کی سب سے بڑی وجہ

ہمیں غور کرنا چاہئے کہ کیا چیز تھی جس کی وجہ سے وہ ترقی کے اس بام عروج تک پہونچے کہ مشرق ومغرب میں ان کا سکہ چلتا تھا۔ انسان تو انسان جانور تک ان کی فرمانبرداری سے انحراف نہیں کرتے تھے۔ آخر ہم بھی تو مسلمان ہیں ہمارا بھی قرآن کا کلام الٰہی ہونے پر یقین ہے، ہم بھی اللہ ورسول کو مانتے ہیں۔ پھر کیا اسباب وعوامل ہیں کہ ہم ذلت وپستی کے غار میں چلے گئے؟ اور ہماری حیثیت سمندر کے جھاگ اور پانی کے بلبلوں کے مانند ہو کر رہ گئی اربوں کی تعداد میں ہونے کے باوجود کوئی عزت ووقار نہیں، کوئی رعب ودبدبہ نہیں، میرے پیارے بھائیو! ہماری ناکامی ونامرادی اور پسماندگی کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمارے اندر صحابہ جیسا ایمان اور صحابہ جیسا اخلاص نہیں رہا، ان کے اندر زهد في الدنيا حب في الآخرة تھی۔ ہمارے اندر اخلاص، تقویٰ للّٰہیت، ایثار وقربانی کا جذبہ نہیں، چوبیس گھنٹے دنیا کمانے کی فکر میں لگے

ہوئے ہیں۔ نہ نماز کی فکر نہ روزے کی پرواہ، نہ حلال وحرام کی تمیز، سود کھارہے ہیں، معاصی اور گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں، ترقی کیسے مل سکتی ہے؟

اگر آج کے مسلمان صحابہ کی سیرت اپنائیں صحابہ جیسا یقین اپنے اندر پیدا کریں تو کوئی بعید نہیں کہ مسلمان بھی اسی ترقی کے بام عروج تک پہونچ جائیں؟ کیونکہ قرآن رہتی دنیا تک کیلئے ہے۔

آج ہم دین سے دور ہورہے ہیں

فرمایا: آج ہم دین سے دور ہورہے ہیں، احکام اسلام پر پابندی سے عامل نہیں ہیں اصل بات یہ ہے کہ حرص وہوس نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے، طبیعت آرام پسند ہے، خواہش ہوتی ہے عیش وعشرت کے سامان جمع ہوں۔ دین واسلام کا نام محض بطور امتیاز وشعار کے باقی رہے۔ بھائیو! یہ کیسا دین ہے۔ قُلْ بِئْسَمَا يَأْمُرُكُمْ بِهِ إِيمَانُكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ. آپ فرمادیجئے کہ بری باتیں نہیں سکھاتا ہے تم کو تمہارا ایمان اگر تم ایمان والے ہو، مومن اور صاحب ایمان ہونے کا تقاضہ ہے کہ اسلام کے پورے پورے احکام پر عمل کرو اور سو فیصد مسلمان بن کر زندگی گزارو۔

دوستو! دین کو مت ضائع کرو، بے وقعت مت سمجھو، تحصیل دنیا میں احکام وقوانین الٰہی کی پابندی رکھنے کی کوشش کرو، دنیا کو دین پر ترجیح مت دو، جس جگہ دونوں کو نہ تھام سکو تو دنیا کے نفع کو چولہے میں ڈال دو، نماز روزہ سے غافل مت ہوجاؤ۔ عقائد اسلام پر پختہ رہو، بری صحبت سے بچتے رہو اور نہ بچ سکو تو کم از کم بلاضرورت دوستی اور اختلاط تو نہ کرو، علماء صلحاء کی صحبت سے نفرت مت کرو۔

اپنے عقائد واعمال کو ان کی خدمت میں جاکر سنوارتے رہو، کوئی شبہ ہو دریافت کرلیا کرو اور غیر حق پر نظر مت رکھو۔ اللہ تعالیٰ کو ہر وقت اپنے اقوال وافعال پر بصیر وخبیر سمجھو، حساب وجزا سے ڈرتے رہو۔

کیا یہی تمہارا آخرت کا توشہ ہے؟

میرے نوجوان بھائیو! سوچو تو سہی اللہ سے ملاقات کے دن کیلئے تم نے کیا تیاری کر رکھی ہے، جب یوم آخرت کی طرف سفر کرو گے، اس دن کے لئے تم نے کیا پونجی جمع کر رکھی ہے، تمہارا زادِراہ کیا ہے؟ کیا جب لوگ اللہ کے پاس اپنی اپنی نیکیاں اور اچھے اعمال لے جائیں گے تو اس وقت گانے کی فلمیں اور کیسٹیں اور سیریل اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کرو گے؟

کیا یہی دین کمایا ہے اور یہی تمہارا آخرت کا توشہ ہے؟ کیا تم اس حدیث پر غور نہیں کرتے جس میں اللہ کے حبیب محمد الرسول ﷺ نے فرمایا: میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں، جس میں دو چیزیں تو واپس چلی آتی ہیں، ایک اس کے ساتھ باقی رہتی ہے۔ اس میں جو واپس لوٹ آتی ہیں وہ اس کے اہل وعیال اور مال ہیں، اور جو اس کے ساتھ باقی رہ جاتا ہے وہ اس کا عمل صالح ہے۔

دنیا سے دل لگانا دین سے دوری پیدا کرنا ہے

فرمایا: امام ابن القیم جوزیؒ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے حیا نہ کرنے اور یوم آخرت سے غافل رہنے، نفسیانی خواہشات برائیوں پر ابھارتی ہے اور گناہوں کو جنم دیتی ہے۔
اگر دنیاوی برائیوں اور غلط کاریوں پر غور کیا جائے تو ان ہی دونوں چیزوں کی غفلت سے یہ چیزیں آتی ہیں جو انسان کو بربادی اور جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔
غفلت اور لاپرواہی سے اتباع خواہشات نفسانی پائی جاتی ہیں ان کی نحوست سے ایسی برائیاں جنم لیتی ہیں جو پوری دنیا میں آج شر وفساد کی جڑ ہیں۔ مثلاً
عورتوں اور نوجوانوں میں امانت میں خیانت کا مرض پیدا ہونا۔

حسد انتہائی خطرناک اور مہلک مرض

فرمایا: حسد انتہائی خطرناک اور مہلک مرض ہے جس آدمی میں یہ برائی آگئی وہ ترقی کبھی نہیں کر سکتا ہے کیونکہ اسے ہمیشہ یہ فکر رہے گی فلاں شخص کے پاس جو نعمت ہے وہ ضائع ہو جائے حالانکہ اس کے چاہنے سے نعمت زائل تو نہیں ہوگی البتہ یہ خود جلتا رہے گا۔ حسد کے علاوہ ایک لفظ ہے رشک کہ آدمی دوسرے کی نعمت کو دیکھ کر اسی جیسی نعمت اپنے پاس ہونے کی تمنا کرے لیکن دوسرے کی نعمت زائل ہونے کی آرزو نہ کرے یہ جائز ہے۔ آج کل حسد بہت عام ہو گیا ہے، ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو بڑھتا اور ترقی کرتا ہوا نہیں دیکھ سکتا ہے، پڑوسی پڑوسی کا حاسد، بھائی بھائی کا حاسد دوست دوست کا حاسد دلوں میں بغض وعداوت اور نفرت وکدورت کا انبار لگا ہوا ہے ترقی کہاں سے مل سکتی ہے؟ اگر میل جول، الفت ومحبت، اخوت وبھائی چارگی سے رہیں، ایک دوسرے کے جائز حقوق کا خیال کریں اللہ کے بتائے ہوئے طریقے اور بھیجے ہوئے شرائع پر اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادات وفرمودات پر عمل پیرا ہو جائیں تو ترقی کی راہیں یقیناً کھل جائیں گی اللہ کا فرمان کبھی جھوٹ نہیں ہوسکتا۔ رسول صادق ومصدوق کی بات کبھی غلط نہیں ہوسکتی ہے یہ دور اپنے ابراہیم کی تلاش میں ہے۔

باقی رہنے والے اعمال

فرمایا: مال اور بیٹے جن پر آدمی فخر کرتا اور اتراتا ہے لیکن آخرت میں کوئی بھی ان میں سے کام نہیں آئے گا۔ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا۔ مال اور اولاد صرف دنیا کی زندگی میں رونق ہیں آخرت میں کوئی کام نہیں دیں گے۔ اور باقی رہنے والی نیکیوں کا بہتر بدلہ ہے تیرے رب کے یہاں اور بہتر ہے امید۔

رہنے والی نیکیاں یہ ہیں کہ علم سکھایا جائے جو جاری رہے، کنواں کھدوایا جائے آج کل کنوئیں کا رواج نہیں تو نل لگوایا جائے بور لگوا دیا جائے۔ حدیث شریف میں ہے۔اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٌ يُّنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٌ صَالِحٌ يَّدْعُوْلَهٗ . جب آدمی دنیا سے چلا جاتا ہے تو اس کا عمل بھی منقطع ہو جاتا ہے مگر تین کام آدمی کر جائے تو اس کے عمل کا سلسلہ بند نہیں ہوتا بلکہ جاری رہتا ہے۔ صدقہ جاریہ ہو یا ایسا علم ہو جس سے نفع اٹھایا جائے، یا نیک اولاد ہو جو اسکے لئے دعا کرے۔

کف افسوس ملنے کے علاوہ کچھ نہ ہوگا

فرمایا: دوستو! اگر زندگی کھیل کود کر گنوائیں گے تو بعد میں کف افسوس ملنے کے علاوہ کچھ نہ ہوگا اور امت محمدیہ کی عمریں ہی کتنی ہوا کرتی ہیں پہلی امتوں کی عمریں زیادہ ہوا کرتی تھیں اور ہماری عمر تو ساٹھ ستر سال ہی ہے، تو کیوں نہ اس قلیل سی مدت میں اپنی حیات جاودانی کی فکر کریں اور بجائے دنیا کی نعمتوں میں حد سے زیادہ لگنے اور آخرت سے غافل ہونے کے اخروی زندگی کو فوقیت اور ترجیح دیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ’’بلکہ تم تو دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔ حالانکہ آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔‘‘ (اعلیٰ)

یہ عقلمندی نہیں ہے کہ ہم فانی دنیا کے پیچھے پڑ کر دوامی و جاودانی زندگی کو فراموش کر جائیں دنیا جتنی ملنی ہے اتنی مل کر ہی رہے گی۔ اس میں کچھ بھی کمی نہیں ہوسکتی۔

روزی مقدر سے ملتی ہے

فرمایا: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’جس شخص کی نیت اور اس کا مقصد اصلی اپنی سعی و عمل سے آخرت کی طلب ہو تو اللہ تعالیٰ غنا (قلبی

اطمینان اور مخلوق کی نامحتاجی کی کیفیت) اس کے دل کو نصیب فرما دیں گے اور اسکی پراگندہ حالی کو درست فرما دیں گے اور دنیا اس کے پاس خود بخود ذلیل ہو کر آئے گی۔ اور جس شخص کی نیت اور عمل کا مقصد دنیا طلب کرنا ہے اللہ تعالیٰ محتاجی کے آثار اس کی پیشانی اور اس کے چہرے پر پیدا کر دیں گے اور اس کے حال کو پراگندہ کر دیں گے (جس کی وجہ سے اس کو خاطر جمعی کی راحت کبھی نصیب نہ ہوگی) اور (ساری تگ و دو کے بعد بھی) یہ دنیا اس کو بس اسی قدر ملے گی جو اس کے واسطے پہلے سے مقرر ہو چکی ہوگی‘‘۔ (ترمذی)

اہل علم اور بے علم برابر نہیں

فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ علم کی نعمت سے فیضیاب ہونے والوں کیلئے اللہ اپنی رہبری کی رحمت عطا کر دیتا ہے۔ ’’اور جنہیں علم ہے وہ دیکھ لیں گے کہ جو کچھ وہ آپ کی جانب آپ کے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے وہ سراسر حق ہے اور اللہ غالب خوبیوں والے کی راہ کی رہبری کرتا ہے۔‘‘ (سبا)

نصیحت پکڑنے والے اور انکار کرنے والے جس طرح ایک نہیں ہوسکتے اسی طرح علم والے اور بے علم والے ایک جیسے نہیں ہوسکتے۔

’’بتلاؤ تو علم والے اور بے علم والے کیا برابر کے ہیں؟ یقیناً نصیحت وہی حاصل کرتے ہیں جو عقلمند (علم رکھتے ہیں) ہوں‘‘۔ (الزمر)

خلاصہ یہ کہ جو چیز انسان کو جانور سے ممتاز اور منفرد کرتی ہے اس میں اللہ کی سب سے بڑی نعمت اس کی معرفت کا علم ہے۔

نیت میں اخلاص ہے تو چھوٹا عمل بھی بڑا ہے

فرمایا: ارشاد نبوی ہے ’’مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْدٍ. جس نے میری امت کے فساد اور بگاڑ کے زمانہ میں میری سنت کو لازم پکڑا اور

اس پر مضبوطی سے عمل کیا تو اس کے لئے سو شہیدوں کا اجر ہے آج وہی زمانہ ہے کہ سنتیں پامال ہو رہی ہیں اور دشمنان اسلام کی بڑی سازش ہے کہ نبی کے طریقہ سے ان کو آہستہ آہستہ دور کیا جائے اور سنتوں کی جگہ کوئی دوسری چیز رائج کر کے ایک اچھی شکل میں پیش کر دی جائے تا کہ اپنے نبی کے طریقہ کو چھوڑ کر اس نوایجاد شئی کی طرف مائل ہو جائیں۔ چنانچہ آج وہی ہو رہا ہے۔مسواک جو ہمارے نبی ﷺ کی سنت ہے جس کے بے شمار فضائل آئے ہیں، سب سے بڑی فضیلت تو یہی ہے کہ مرتے وقت کلمہ طیبہ نصیب ہوتا ہے۔اس کے بدلہ میں توتھ پیسٹ بنا دیا گیا تا کہ امت نبیؐ کی سنت سے محروم رہے۔

مسواک کے بہت سے طبی فوائد بھی ہیں لیکن ہم کو محض اس نیت و ارادے سے مسواک کرنا چاہئے کہ ہمارے حبیب ﷺ کی سنت ہے کیونکہ دوستو! نیت کا بڑا دخل ہوتا ہے اگر بڑی سے بڑی عبادت کر لیں اور نیتیں درست نہیں تو ایسی عبادت سے کوئی فائدہ نہیں ہے، اور اگر نیت کے اندر درستگی ہے تو چھوٹا سا عمل بھی بہت بڑا ہے۔

اتحاد ایسی قوت ہے جو بڑی سے بڑی طاقتوں کا مقابلہ کرسکتی ہے

فرمایا: کوئی بھی قوم کوئی بھی جماعت کوئی بھی تنظیم سیاسی ہو یا سماجی، مذہبی ہو یا معاشرتی اسی وقت کامیاب و کامران ہوتی ہے جبکہ اس کے اندر کسی نہ کسی درجہ میں اتحاد و اتفاق ہو کیونکہ اتحاد ایک ایسی قوت اور ایک ایسی نا قابل تسخیر چٹان ہے جو بڑی سے بڑی طاقتوں کا مقابلہ کرسکتی ہے ایک بادشاہ نے مرتے وقت اپنے سارے بیٹوں کو بلا لیا اور باریک باریک لکڑیوں کی ایک مقدار رسی میں باندھ کر اپنے ہر بچہ کو توڑنے کیلئے دی، کوئی اسے توڑ نہیں سکا پھر الگ الگ کر کے دیا تو ہر ایک نے اسے توڑ دیا باپ نے کہا کہ عزیزو تم لوگوں کی مثال اسی لکڑی کی سی ہے، اگر مل کر رہو گے تو کوئی تمہارا بال بیکا نہیں کرسکتا اور اگر منتشر رہو گے تو اسی طرح بکھری ہوئی لکڑیوں کے مانند ٹوٹ جاؤ گے

جب تک مسلمانوں میں اتحاد تھا تو دنیا کی قیادت اور رہنمائی کر رہے تھے اور آج جبکہ اتحاد کا فقدان ہے تو قیادت تو درکنار خود انہیں کی کوئی حیثیت نہیں اور سمندروں کے جھاگ کے مانند ہو کر رہ گئے۔

اسلام اجتماعیت کا نام ہے

فرمایا: آج مسلمان معمولی باتوں اور چھوٹے چھوٹے مسائل کو بنیاد بنا کر بٹے ہوئے ہیں۔اور ''تو تو میں میں'' میں مبتلا ہیں بلکہ بہت سے مقامات پر دست و گریباں بھی ہیں۔اس لئے تو ہماری ہوا اکھڑی ہوئی ہے اور اسلام دشمن برابر سازشیں کر کے کامیاب ہوتے چلے جا رہے ہیں، اگر اجتماعیت ہو اتفاق و اتحاد ہو تو کیا مجال کہ کوئی مسلمانوں کے خلاف سازش تو کیا آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھ سکے، جس کی مثالیں دور صحابہ میں اور بعد کے ادوار میں بھی گذر چکی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے تو یہاں تک ارشاد فرمایا کہ اسلام تو اجتماعیت ہی کیساتھ ہے یا یوں کہیئے کہ اسلام نام ہی اجتماعیت کا ہے اس لئے کہ تمام عبادتوں میں اجتماعیت ہے نماز ہے تو اس کے لئے امام مقرر کیا اسی طرح زکوٰۃ جمع کی جائے اور پھر وہاں سے غرباء کو تقسیم کیا جائے ہندوستان میں اسلامی حکومت نہیں تو علماء اور اہل فتویٰ کو اس کے قائم مقام بنایا گیا ہے۔اسی طرح حج کی عبادت ہے اس میں تو اجتماعیت نمایاں ہے۔

ٹکڑیوں میں بٹنے کا انجام

فرمایا: آج ہم ٹکڑیوں میں بٹے ہوئے ہیں اسی لئے تو ہم پٹ رہے ہیں پوری دنیا کے اندر شاید سب سے زیادہ مسلمانوں کا ہی قتل و خون ہو رہا ہے اور طرح طرح کے غلط الزامات میں پھنسا پھنسا کر ان کو جیلوں میں ٹھونسا جا رہا ہے۔ کتنے نوجوانوں کو جیلوں

میں ٹھونس دیا گیا اور آج تک یہ تحقیق نہ ہو سکی کہ آخر ان کو کس جرم کی پاداش میں سزا دی گئی۔ دوستو! آج ہم نے اجتماعیت کو ترک کر دیا، جبکہ اسلام نے بڑا زور دیا ہے۔

اتحاد واتفاق کا فائدہ

فرمایا: اجتماعیت اور اتحاد واتفاق میں جتنا فائدہ ہے اتنا ہی انفرادیت اور اختلاف وانتشار میں نقصان ہے، خود اپنے گھروں کی مثال لے لیجئے، اگر چند بھائی ایک ساتھ مل کر رہتے ہیں تو اس میں خرچ کم ہوتا ہے، اور بچت بہت ہوتی ہے لیکن وہی بھائی جب الگ الگ ہو جاتے ہیں تو الگ الگ طور پر ہر ایک کو انتظام کرنا پڑتا ہے اور ہر کوئی پریشان رہتا ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد "**ید اللہ علی الجماعۃ**" اللہ کی نصرت اور مدد جماعت پر ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے پوری امت کو ایک جسم قرار دیا

فرمایا: کاش! اس حقیقت کو مسلمان جان لیں کہ ہم ایک امت ہیں جو ایک اللہ کی عبادت کا حکم دیتے ہیں، ایک کتاب قرآن پاک ہماری زندگی کا دستور العمل ہے اور ایک آخری نبی کی ہم امت ہیں تو پھر ہم میں اختلاف وانتشار کیوں؟ رسول اللہ ﷺ نے تو پوری امت کو ایک جسم قرار دیا کہ پیر میں کانٹا چبھتا ہے تو آنکھ روتی ہے مسلمان جب تک اس حقیقت پر قائم رہے اور اجتماعیت کے ساتھ امت واحدہ رہے وہ تسبیح کے دانوں کی طرح مقدس ومربوط رہے اور جب اختلاف وانتشار پیدا کرلیا تو بکھرے پتھر اور کنکریوں کی طرح بے قیمت ہو گئے۔

☆☆☆

ہمارے آپسی اختلافات ہی ہماری بربادی کا سبب

فرمایا: سچی بات یہ ہے کہ اسلام کو دشمنوں اور غیروں نے اتنا نقصان نہیں پہنچایا جتنا نقصان ہمارے آپسی اختلافات اور خانہ جنگی نے پہنچایا ہے افغانستان وعراق اور آج بھی فلسطین میں جو قتل عام اور خونریزی ہو رہی ہے مسجدوں کو مسمار کر رہے ہیں بہو بیٹیوں کی آبروریزی ہو رہی ہے تو مسلمان ممالک یا تو ان کا ساتھ دے رہے ہیں یا خاموش تماشائی بن کر بیٹھے ہوئے ہیں، گویا اپنے کلمہ گو بھائیوں کے قتل عام کا سبب بنے ہوئے ہیں قرآن مجید میں ہے کہ بیشک یہ تمہاری امت ایک امت ہے اور میں ہی تمہارا رب ہوں تو تم مجھ ہی سے ڈرو مگر آج عرب ممالک بجائے اللہ سے ڈرنے کے دشمنان اسلام سے خوف زدہ ہیں یا تو ساتھ دے رہے ہیں یا تماشا دیکھ رہے ہیں۔ مسلمانوں کو چاہئے ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث اپنے سامنے رکھیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک مؤمن کے لئے دوسرے مؤمن عمارت کی طرح ہیں جس کی اینٹیں ایک دوسرے کو تقویت پہنچاتی ہیں۔

محترم حضرات! مسلمان اگر جھگڑوں میں الجھ جائیں گے تو امت کی بنیاد کمزور ہو جائے گی اور ملت کی عمارت گر جائے گی اور یہ بہت بڑا جرم ہوگا جس کی جوابدہی میں قیامت کے دن بڑی مشکل پیش آئے گی۔

آہ! ایک زمانہ ایسا بھی تھا

فرمایا: ایک زمانہ ایسا تھا کہ صبح میں مسلمانوں کی گلیوں سے گزر ہوتا تو عورتوں مردوں اور بچوں کے قرآن پڑھنے کی آواز گلیوں میں سنی جاتی تھی، ایک عجیب وغریب سماں ہوا کرتا تھا عورتیں صبح میں اٹھتیں، وضو بنا کر نماز پڑھتی اور نماز کے بعد سب سے

پہلا کام گھر کی عورتوں کا ہوتا کہ وہ قرآن مجید کی تلاوت کرتی تھیں، گھر کی عورت نیک ہوتی ہے تو بچے نیک ہوتے ہیں، گھر کی عورت نمازی ہوتی ہے تو سارا گھر نمازی بن جاتا ہے گھر کی عورت متقی اور پرہیزگار ہوتی ہے تو پورے گھر والوں میں تقویٰ اور پرہیزگاری پیدا ہوجاتی ہے۔

روح بلالی نہ رہی

فرمایا: دوستو! اذان تو وہی ہے جو پہلے دی جارہی تھی، لیکن روح بلالی ہماری ان اذانوں میں نہیں ہے، نام تو وہی ہیں جو حضور اکرم ﷺ نے رکھے تھے اور ہم نے بھی وہی نام اپنے بچوں کے رکھے ہیں لیکن ایمان کی وہ چنگاری ایمان کی وہ حلاوت، چاشنی اور ایمان کی وہ طاقت آج ہم میں نہیں ہے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ باتیں ہمارے حلق تک ہیں قلب تک نہیں، جہاں مفاد کی بات آتی ہے ایمان کو ایک طرف رکھ دیا جاتا ہے، نفع آتا ہے وہاں اسلام کو بالائے طاق رکھ دیا جاتا ہے، حرام وحلال کی تمیز مٹ چکی ہے، اور شک وشبہ کا کھانا کھانے میں کوئی کراہیت محسوس نہیں ہوتی، پیسہ آجائے کہیں سے بھی آئے، کام چلے، ایمان رہے یا نہ رہے جب قوم کا یہ حال ہوگا، ظاہر ہے کہ ایمان خود بخود ضعیف ہوجائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہم لوگ اس بات کا رونا روتے ہیں کہ ہماری کمائیوں میں برکت نہیں ہے، بیوی بیمار رہتی ہے، بچے بیمار رہتے ہیں، پڑوسی ہمکو ستارہا ہے، جہاں نوکری کرتے ہیں وہاں ہمارے ساتھ سلوک صحیح نہیں ہے، جو کچھ کماتے ہیں مقدمے میں چلا جاتا ہے یا اور کسی واہی تباہی میں چلا جاتا ہے، دوستو! حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ شک وشبہ کا مال اور وہ مال جو ناجائز ہوتا ہے بیماریوں میں مقدمات میں، چوریوں میں چلا جاتا ہے حضور اکرم ﷺ سے شیطان نے کہا تھا، یا رسول اللہ ﷺ لوگ اگر حرام کمانا چھوڑ دیں تو میں بھوکا مرجاؤں، وہ لوگ جو حرام کماتے

ہیں، میرے دوست ہیں، میں ان ہی کے گھر میں کھاتا ہوں، ان ہی کے ہاتھ سے کھاتا ہوں، ان ہی کے گھر میں سوتا ہوں مسلمانوں کو اپنا محاسبہ کرنا چاہئے۔

مسلمان کا قرآن سے وابستہ ہونا لازم ہے

فرمایا: دوستو! ہماری اپنی زندگی میں قرآن نہیں اور قرآن پر عمل نہیں تو پھر ہماری زندگی بیکار ہے مسلمان کا قرآن سے وابستہ ہونا لازم ہے۔ آج ہمارے گھروں کا ماحول بدل چکا ہے، قرآن کو گھر میں برکت کے لیے رکھا جاتا ہے یا کوئی بچہ بیمار ہوجائے تو کوئی سورۃ پڑھ کر اس پر دم کی جاتی ہے حالانکہ قرآن عمل کیلئے آیا تھا، دم کرنے کیلئے نہیں۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادیؒ ہمارے بزرگوں میں سے گذرے ہیں، فرماتے ہیں کہ جب جنت میں حور میرے سامنے آئے گی۔ تو میں کہوں گا کہ قرآن سنتا ہے تو سنو ورنہ جاؤ اور یہ بھی کہوں گا قرآن تم سے پڑھنا آتا ہے تو سناؤ میں سنوں گا، قرآن کی تلاوت کرتی ہے تو تیری قیمت ہے اے حور اور اگر قرآن نہیں آتا تو تیری کوئی قیمت نہیں، اللہ اکبر، یہ ہے ہمارے بزرگوں کی بات، اللہ والوں کی بات۔

دنیا کی قیمت مچھر کے برابر بھی نہیں!

فرمایا: اللہ سے جیسا مانگو گے، اللہ تعالیٰ ویسا ہی دیں گے، آج مسلمان دنیا طلب کرتے ہیں دنیا ملتی ہے لیکن دوستو! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے محبوب اس دنیا کی قیمت ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو قسم ہے مجھے اپنے عزت وجلال کی اس دنیا میں سے ایک گھونٹ پانی کا فرومشرک کو نہ دیتا، اللہ تعالیٰ کے یہاں قیمت ہے ایمان والوں کی اور ایمانی زندگی کی دوستو! آج آپ دیکھئے، ہمیں رونا تو آتا ہے، چیخنا اور چلانا تو آتا ہے شکایتیں کرنی تو آتی ہیں، ساری دنیا میں ہم پر

وبال آیا ہوا ہے۔لوگ ہمیں لقمہ تر سمجھ کر نگل رہے ہیں دنیا کا کوئی ملک ایسا باقی نہیں کوئی خطہ باقی نہیں، جہاں پر مسلمانوں کو نوالہ نہ بنایا جارہا ہولیکن ہم نے اپنے آپ کو کبھی بدلنے کی کوشش کی؟ ہمارا حال تو ہے ہی کہ ہماری دشمنی تو دشمنی ہے لیکن ہماری دوستی ؟ایک زمانہ وہ تھا کہ مسلمانوں کا ہر عمل اللہ کے لیے ہوتا تھا، دوستی بھی اللہ کے لیے، دشمنی بھی اللہ کے لیے، تعلق اللہ کے لیے کھانا پینا اللہ کے لیے پھر اللہ تعالیٰ ان بندوں کی حفاظت بھی ایسے ہی کرتے تھے۔

علم وقلم بڑی طاقت ہے

فرمایا: آج ہمارے پاس قوت فکر وعمل نہیں جو علم اور قلم سے ملتی ہے۔مسلمان جس کی آبادی عیسائیوں کے بعد سب سے بڑی آبادی ہے۔یعنی دنیا میں دوسری بڑی آبادی مسلمانوں کی ہے۔تو دنیا ان کے آگے سرنگوں تھی۔آپ تاریخ اٹھا کر دیکھئے رومن امپائر، جس کا دنیا میں چرچا تھا۔اللہ تعالیٰ نے اسے صفحۂ ہستی سے مٹادیا۔آج صرف ایک شہر باقی ہے۔روم آپ نے سنا ہوگا، جہاں عیسائیوں کا بڑا پوپ رہتا ہے۔

جیسے آج امریکہ اور روس امپائر دو بڑی طاقتیں ہیں۔ویسے ہی اُس زمانے میں رومن سب سے بڑی طاقت تھی۔لیکن جب ان کے ہاتھ سے علم وقلم اور عمل گیا تو دنیا کی ساری سلطنتیں ان کے ہاتھ سے چلی گئیں اور آج روم کا صرف نام باقی رہ گیا۔

جتنا دباؤ گے اتنا ہی ابھرے گا

فرمایا: آپ کو تعجب ہوگا، بڑی تیزی کے ساتھ فرانس میں اسلام پھیل رہا ہے۔ فرانس، برطانیہ اور امریکہ کا باپ کہلاتا ہے، یعنی عیسائی اور یہودی اقوام میں دنیاوی حسب ونسب کے اعتبار سے فرانس اونچا مقام رکھتا ہے۔

اسلام مخالف جتنے بھی پروگرام دنیا میں بنتے ہیں اس میں سب سے زیادہ فرانس حکومت حصہ لیتی ہے، لیکن آج فرانس حکومت مجبور ہے، وہاں کے حکمراں کہہ رہے ہیں کہ اسلام اتنی تیزی کے ساتھ پھیل رہا ہے ہم سمجھنے سے مجبور ہیں کہ ایسی کون سی کشش ہے؟ وہاں کل تک جو عورتیں اپنے ہینڈ بیگ میں پاؤڈر کے ڈبے، لپ اسٹک، ناخن پالش اور دوسری فیشن کی چیزیں رکھتی تھیں، آج ان عورتوں نے اسلام قبول کرلیا تو ان کے پرسوں میں تسبیح اور مصلیٰ ہے۔اگرچہ آج بھی وہ پرس ڈال کر چلتی ہیں، لیکن برقعے کے ساتھ، آج بھی ان کا پرس کھلتا ہے! کس لیے؟ اِس لیے کہ جہاں بھی نماز کا وقت ہوا، مصلیٰ نکالا اور نماز کے لیے کھڑی ہوگئیں۔ہمارے یہاں ہے کوئی ایسی عورت جس کے پرس میں مصلی ہو۔؟ ہمارے یہاں عورتوں میں یہ مزاج نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

دوستو......! جب مردوں کا ہی ایسا مزاج نہیں تو عورتوں میں کہاں سے آئے گا۔ مسلم مردوں نے اپنے آپ کو نہیں بدلا تو عورتیں کیسے بدلیں گی، ہمارے بچے کیسے بدلیں گے، ہماری نسلیں کیسے بدلیں گی؟

اس پر عمل اسی وقت ہوسکتا ہے، جب مشترکہ جدجہد کریں آپ مدارس کا ساتھ دیں، مدارس کا ساتھ دینے کا یہ مطلب نہیں کہ آپ پیسہ ہی دیں۔آپ مدرسے کی خیرخواہی اور بھلائی چاہیں۔کوئی بھی مدرسہ ہو، کوئی بھی دینی ادارہ ہو، کوئی بھی مسجد ہو، کوئی بھی اسلامک سنٹر یا کوئی بھی تنظیم جو دین کے لیے کام کررہی ہو، ایسی تنظیموں کا ایسے ادارے کا ساتھ دیں اپنے بچوں اور بچیوں کو زیادہ سے زیادہ ایسے اداروں میں داخل کریں، اداروں کی مخالفت نہ کریں۔اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے، اور کہنے سننے سے زیادہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

حج مقبول ومبرور کی علامت

فرمایا: آج کل وسائل کی کثرت ہے تو حج کرنا بھی الحمدللہ آسان اور سہل ہو گیا ہے، ورنہ ایک زمانہ تو ایسا تھا کہ لوگ حج کرنے کے لیے ایامِ حج سے مہینوں پہلے جاتے تھے اور پانی کے جہاز سے جانا ہوتا جو ہواؤں کے زور پر چلتے تھے، ہوا موافق ہے تو جہاز وقت پر پہونچ جاتا اور ہوا مخالف ہوتی تو ایک عرصہ تک سمندر میں ہچکولے کھاتا تھا لیکن جب وہ اتنی مشقت و پریشانی برداشت کر کے حج سے واپس آتا تھا تو پورے علاقے کا مصلح بن کر آتا تھا، مگر آج حال یہ ہے کہ بکثرت حج کرتے ہیں اور عملی زندگی میں کوئی سدھار پیدا نہیں ہوتا۔ حج کے مقبول ہونے کی نشانی بتائی جاتی ہے کہ آدمی کے احوال حج کرنے کے بعد سدھر جائیں، معاملات درست ہو جائیں، احکام شرع کی مضبوطی سے پابندی کرے، سنن ونوافل کا بکثرت اہتمام کرے۔

انسان سے قبل دنیا میں جنات آباد تھے

فرمایا: روایات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نو پیغمبر جنات میں سے پیدا فرمائے ہیں، جنہوں نے دنیائے جنات میں اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ کی، لیکن جنات نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کو ماننے سے انکار کر دیا اور فتنہ وفساد دنیا میں پھیلایا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو دنیا میں بھیجا اور جنات کو تہہ تیغ کر دیا، جو جنات پہاڑوں میں چھپ گئے یا جن کو اللہ تعالیٰ بچانا چاہتے تھے وہ بچ گئے اللہ تعالیٰ نے زمین سے جنات کا صفایا کر دیا۔

اللہ تعالیٰ آزماتے ہیں!

فرمایا: اللہ تعالیٰ کو ہماری جان و مال اور بیوی بچوں کی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ آزماتے ہیں جیسے آپ کے چھوٹے بچوں کے پاس ایک چھوٹا سا کھلونا ہوتا ہے تو آپ

بولتے ہیں کہ لاؤ مجھے دیدو، تو وہ کہتا ہے کہ نہیں دوں گا آپ کو۔ حالانکہ آپ اس کو لینا نہیں چاہتے، لیکن آپ یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ وہ مجھے دیتا ہے یا نہیں جبکہ اس کھلونے کو لینے سے آپ کو کوئی فائدہ نہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے یہاں اس پوری کائنات کی اس پوری مادیت کی کوئی وقعت نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ آزماتے ہیں ہمارا بندہ حکم مانتا ہے یا نہیں!

مسلمان کا سب سے بڑا قصور

فرمایا: دوستو! ساری دنیائے انسانیت آج ایک پلیٹ فارم پر ہے اور یہ کمزور مسلمان اپنے ایمان کو لے کر دوسرے پلیٹ فارم پر۔ آج اس کی چیخ و پکار کو مذاق کی حیثیت سے لیا جا رہا ہے، آج اس کی فریاد کو کوئی سننے کے لئے تیار نہیں، اس لئے کہ مسلمان دوسری قوموں کے مقابلے میں ان پڑھ اور جاہل ہے۔ بہت زیادہ پسماندہ ہے اور اپنے بچے ہوئے دین کو اپنے سینے سے چمٹائے ہوئے ہے۔ یہی اس کا سب سے بڑا قصور ہے۔ دوستو! مسلمان اگر سو فیصد پابند شریعت ہو جائے تو خدا کی قسم کوئی طاقت نہیں جو مسلمان کو زیر کر سکے۔ دنیا کے سارے انسان جھوٹ بول سکتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ سچوں کے سچے ہیں۔ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ. اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہمیشہ سچا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِتَّقُوا اللّٰہَ اے لوگو! مجھ سے ڈرو۔

آج ہمارے معاملات اور معمولات بالکل بدل گئے

فرمایا: آج ہمارے معاملات اور معمولات بالکل بدل گئے ہیں۔ ہمارے اپنے نام تو واقعی اسلامی ہیں یہ اللہ کا انعام ہے لیکن عملی زندگی میں جس کو اسلام والی زندگی کہتے ہیں، اس میں مسلمان کتنا کھرا ہے۔ اس کو کہنے کی ضرورت نہیں۔ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ جزوی مسلمان ہیں اور قرآن ہم سے مطالبہ کرتا

ہے کہ :يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً .اے ایمان والو!اے مومنو!
اے مسلمانو !تم پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔اسلام ایک روحانی قلعہ
ہے۔جس طرح بادشاہ کے قلعے میں کوئی داخل ہو جائے تو وہ مامون ہو جاتا ہے،کوئی اس کو
کچھ نہیں کرسکتا،کوئی اس کو نقصان نہیں پہونچا سکتا،اسی طرح اسلام ایک ایسا مذہبی قلعہ
ہے جب اس پر پورا پورا عمل ہو جاتا ہے،وہ اللہ کی امانت اور حفاظت میں آجاتا ہے۔

غیروں کی شباہت!

فرمایا: جو عمل شریعت کے خلاف ہے،اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے،ہندوستان میں
غیر مسلم بستے ہیں،ان کی اپنی ایک الگ تہذیب ہے لیکن ہماری بچیاں اور ہماری عورتیں
غیر مسلم کلچر کو اپنا رہی ہیں،بہت ساری لڑکیاں اپنی پیشانی پر تلک اور بندی لگا کر عید کے
دن چلتی ہیں،عید کے دن دیکھا گیا مسلمان بچیاں،مسلمان عورتیں،جن کو اللہ نے
اسلام سے نوازا اور پھر وہ غیروں کے طریقوں پر چل رہی ہیں۔”مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ
مِنْهُمْ“ جس نے جس قوم کی شباہت اختیار کی،قیامت کے دن ان ہی کے ساتھ اُٹھایا
جائے گا۔دوستو!میں نے یہاں تک سنا ہے کہ لوگ چولہے کے پاؤں پڑتے ہیں یعنی
چولہے کو جھک کر چومتے ہیں۔بہت سارے سیدھے سادھے مسلمان ہیں۔ان
کو معلوم نہیں یہ کیا ہے؟ نئے گھر میں دودھ اُبالا جائے گا،جب تک گھر میں دودھ نہ بہہ
جائے،تب تک گھر میں برکت نہیں آتی۔اللہ تعالیٰ کی نعمت دودھ کی ناقدری نئے گھر
میں آتے ہی ہوتی ہے یہ رسومات ہم نے غیر مسلموں سے مستعار لی ہیں۔

زبان کو قابو میں رکھو

فرمایا:ایک آدمی گالی دیتا ہے تو اس کے بدلے میں دوسرا آدمی اس کو تھپڑ رسید کرتا
ہے،یا ڈنڈا مارتا ہے یا بندوق کی گولی چلاتا ہے،فساد ہوتا ہے لڑائی ہوتی ہے معلوم نہیں

کتنے نقصانات ہوتے ہیں حالانکہ اس شخص نے صرف ایک گالی دی اور نقصان کتنا بڑا ہو
گیا۔اور سزا اس کے جسم کو بھگتنی پڑی۔اسی لئے حضور ﷺ نے حضرت معاذؓ کی زبان
پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ معاذ اس سے ڈرتے رہنا زبان ایک ایسی چیز ہے کہ اس سے کبھی
حلال چیز حرام ہو جاتی ہے اور حرام چیزیں حلال ہو جاتی ہیں۔مثلاً ایک آدمی ہے ابھی
اس کا نکاح نہیں ہوا تو غیر عورت اس پر حرام ہے لیکن تھوڑی ہی دیر میں اس کا نکاح ہوا
قاضی صاحب نے بیٹھ کر نکاح پڑھایا اس نے کہا الحمد للہ میں نے قبول کیا۔تو نامحرم
عورت حلال ہوگئی۔جو کچھ ساعت پہلے حرام تھی۔

اسی طرح ایک شخص ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھی زندگی گزار رہا ہے،بات
بات میں معاملہ بگڑ گیا،رنجش پیدا ہوگئی اور زبان سے طلاق کا لفظ نکل گیا تو بنا بنایا گھر اُجڑ
گیا وہی عورت جو اپنے شوہر کی بیوی تھی اس پر حرام ہوگئی۔اب دونوں کا علاحدہ ہونا
لازمی ہوگیا۔حالانکہ اس چھوٹی زبان سے چند ہی کلمات کہے ہیں تو زبان انسان کے
لئے بہت فائدہ مند بھی ہے اور نقصان دہ بھی۔

اللہ تعالیٰ کے وفادار بن کر رہو

فرمایا: اللہ نے ہمیں اس لئے پیدا کیا ہے کہ ہم اس کے وفادار ہوں،کسی
دوسرے کے وفادار نہ ہوں۔صرف اللہ کے احکام کی اطاعت کریں،اس کے خلاف کسی
کا حکم نہ مانیں اور اس کے آگے ادب اور تعظیم سے سر جھکائیں۔اس کے سوا کسی
دوسرے کے آگے سر نہ جھکائیں۔انہی چیزوں کو اللہ نے عبادت کے جامع لفظ میں
بیان کیا ہے۔ہمارے نبی کریم ﷺ نے بھی ہمیں یہی تعلیم دی اور آپ ﷺ سے پہلے
جتنے بھی انبیاء علیہم السلام آئے،ان سب کی تعلیم کا لب لباب یہی تھا۔”اللہ کے سوا کسی
کی عبادت یعنی اطاعت نہ کرو۔“

افسوس مومن کو نماز کی فرصت نہیں

فرمایا: آج کل شادی بیاہ اور دیگر تقاریب کے موقع پر ہماری ماؤں اور بہنوں کو دیکھا گیا ہے کہ شادی کے سارے کام انجام دیئے جاتے رہتے ہیں۔ آنے والے مہمانوں کی تواضع کی جاتی ہے اور جانے والے مہمانوں کو اعزاز کیساتھ رخصت کیا جاتا ہے۔ لیکن افسوس اذان کی آواز اسپیکر کے ذریعہ آتی رہتی ہے کبھی ہمارے کانوں کو انسیت نہیں ہوتی اور نماز کا خیال تک نہیں آتا۔ دنیا کے سارے کاموں کیلئے فرصت ہے لیکن نماز کیلئے ۵ منٹ کی فرصت نہیں۔

ایمان افروز واقعات کا ہمارے دلوں پر اثر ہی نہیں ہوتا

فرمایا: میری پیاری ماؤں اور بہنو! دور نبوت اور خیر القرون سے جیسے جیسے بُعد ہوتا گیا۔ ہمارے دلوں سے اللہ و رسول کی محبت سرد پڑتی چلی گئی اور دین اسلام سے وہ والہانہ جذبہ وشوق جو صحابہ کرام اور صحیفۂ الٰہیہ کے مخاطبین اول میں تھا، رفتہ رفتہ کم ہوتا چلا گیا بلکہ اب تو ہمارے ایمان اس قدر مضمحل اور کمزور ہو چکے ہیں کہ ان معزز ہستیوں اور برگزیدہ شخصیتوں کے ایمان افروز واقعات کا ہمارے دلوں پر اثر ہی نہیں ہوتا، حالانکہ یہ بالکل سچے واقعات ہیں۔ ان لوگوں میں خوف الٰہی اللہ و رسول کی محبت و رضا جوئی ہر شعبہ زندگی میں ان کے پیش نظر تھی۔ آج ہم کو اپنے اندر تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔

سنتوں کو زندہ رکھنے کی تحریک چلائیں

فرمایا: جب تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ جب مسلمان پورے طور پر یعنی سو فیصد مسلمان بنکر زندگی گذارتے تھے تو بڑی کثیر تعداد میں لوگ حلقہ بگوش اسلام

ہوتے تھے۔ ایک ایک صحابی پورے پورے گاؤں اور علاقہ کی اصلاح کیلئے کافی ہوا کرتا تھا۔ جس علاقہ میں بھی کوئی صحابی پہنچ گیا پورا علاقہ ان کا گرویدہ اور شیدائی بن گیا۔ محمد بن قاسم جب فاتح ہند ہوئے اور باشندگان ہند نے ان کے سلوک اور رویئے کو دیکھا اور فوجیوں اور عجمی بھائیوں کے ساتھ اٹھک بیٹھک اور رہن سہن کو دیکھا تو ایسے گرویدہ ہوئے کہ جب خلیفہ نے ان کو بلایا تو بلاد ہند کے لوگ آبدیدہ ہو گئے اور اپنے مذہب کی رو سے ان کا ایک مجسمہ یادگار کے لئے بنا کر رکھ لیا۔

ایسی نظیر ملنی مشکل ہے کہ کوئی فاتح قوم مفتوح قوم کے نزدیک اس قدر محبوب اور منظور نظر ہو جائے کہ اس کا مجسمہ بنا کر رکھ لیں۔ جب کہ یہاں رہنے والے سب ہندو تھے۔ لیکن اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں۔ اسلام کی تعلیم ہی ایسی جامع اور دلکش ہے کہ اس سے ہر کوئی انصاف پسند اور متعدل شخص متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے۔ لیکن آج تو ہم مغربی تعلیم اور وہاں کی آوارہ تہذیب کے حد درجہ خواہاں اور دلدادہ ہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جب مدائن پہونچے اور ملک کے سربراہان اور اہل فکر و دانش کے ساتھ کھانا کھانے کیلئے بیٹھے تو کوئی لقمہ ان کا ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر گیا۔ پھر انہوں نے اس لقمہ کو اٹھا لیا تو کسی ساتھی نے ان کو ٹوکا کہ آپ ایسی جگہ بیٹھے ہیں اور گرا ہوا لقمہ اٹھاتے ہیں تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جو جملہ ارشاد فرمایا أأتُرکُ سُنَّةِ حَبِیْبِیْ لِهٰذِهِ الْحُمَقَاءِ (کیا میں اپنے حبیب کی سنت کو ان پاگلوں کی خاطر چھوڑ دوں گا۔) لیکن کیا ہمارے اندر یہ جذبہ ہے کہ اس ضلالت و گمراہی کے دور میں جبکہ سنتیں پامال ہو رہی ہیں۔ فرائض تک کی پرواہ نہیں کی جاتی۔ حق کی آواز بلند کریں اور سنتوں کے زندہ رکھنے کی تحریک چلائیں۔

☆☆☆

غلطی اور گناہ کرنا انسانی فطرت

فرمایا: غلطی اور گناہ کا ہونا انسانی فطرت کے خلاف نہیں ہے۔ غلطی انسان ہی سے ہوتی ہے نہ کہ کسی پتھر اور لکڑی سے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا مبارک ارشاد ہے کُلُّ بَنِیْ آدَمَ خَطَاءٌ، وَخَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ التَّوَّابُوْنَ۔ (ہر انسان غلطی کرنیوالا ہے اور بہترین غلطی کرنیوالے توبہ کرنیوالے ہیں۔) آپ ﷺ نے یہاں تک ارشاد فرمایا کہ اگر تم لوگ گناہ نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پیدا فرمائیں گے جو گناہ کریں گے اور توبہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ انکے گناہ معاف فرمائیں گے۔ گناہ کر کے گناہ نہ سمجھنا اور غلطی کرنے کے بعد غلطی نہ سمجھنا یہ انتہائی بری بات ہے اگر آدمی گناہ سمجھے تو ضرور کبھی اسے توبہ کی توفیق ہو جائے گی۔ بدعتی کو بدعت سے توبہ کی توفیق اسی لئے نہیں ہوتی کہ وہ بدعت کو گناہ نہیں سمجھتا ہے۔

گناہوں پر ندامت اور افسوس

فرمایا: یاد رکھنا چاہئے کہ گناہوں پر کبھی ندامت اور افسوس اسلئے ہوتا ہے کہ ان سے صحت تباہ ہوگئی۔ مال برباد ہوگیا۔ عزت خاک میں مل گئی۔ اگر کوئی شخص ان وجوہات کی بنا پر اپنے گناہوں پر نادم ہوتا ہے تو اسے توبہ نہیں کہا جائے گا۔ توبہ اس وقت ہوگی جب اسے اس بات پر ندامت ہو کہ اس نے اپنے رب کریم کی حکم عدولی کی ہے۔ اپنے نفس کو خوش کرنے کیلئے اپنے پروردگار کو ناراض کر دیا ہے۔

خوش گوار ماحول کیسے بنتا ہے؟

فرمایا: حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عورت کے دل میں شوہر کے پیسے کا درد ہونا چاہئے شوہر کا پیسہ غلط جگہ میں استعمال نہ ہو فضول خرچی نہ ہو یہ

چیز عورت کے فرائض میں داخل ہے۔ ایسا نہ ہو کہ گھر کی نوکرانیوں کو چھوڑ دیا جائے کہ وہ جس طرح چاہیں گھر کا مال خرچ کریں۔ اگر کوئی عورت ایسا کرتی ہے تو یہ قانونی فرائض کے خلاف کر رہی ہے۔ جب عورت کو اپنے گھر کے سامان کی حفاظت کی فکر ہوتی ہے تو اس سے خوشگوار اور آرام دہ ماحول پیدا ہوتا ہے، اور خوش حالی اور مسرتوں کی بے خزاں بہاریں اسی گھر میں آتی ہیں جہاں سب کچھ مہیا کرنے والے سے کہیں زیادہ حفاظت کرنیوالی کو گھر کی چیزوں کا درد ہو، اور شوہر اس فکر سے آزاد، پوری یکسوئی کے ساتھ اپنے حصے کے فرائض پورے کرنے میں سکون محسوس کر رہا ہو۔

شوہر کی نظر میں قابل قدر بیوی کون؟

فرمایا: بعض ناسمجھ بیویاں شوہر کے لائے ہوئے سامان اور اس کے دیئے ہوئے تحفوں کو بھی قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھتیں اور شوہر کے جذبات کو ٹھیس لگاتی ہیں۔

اس کے برخلاف اگر ان کے میکے یا میکے والوں کی طرف سے کوئی معمولی سی چیز بھی آجائے تو بار بار اس کا ذکر کرتی ہیں۔ بار بار شوہر کو اور شوہر کے رشتہ داروں کو جتاتی ہیں اور مختلف طریقوں سے اس کی اہمیت ظاہر کر کے شوہر اور شوہر کے گھر والوں کو اپنے میکے والوں کا احسان مند بنانا چاہتی ہیں اور اس رویہ کے پیچھے دراصل یہ خواہش کام کرتی ہے کہ شوہر کی نظر میں قدر و قیمت بڑھے۔ یہ رویہ انتہائی غیر حکیمانہ ہے، اس طرح قدر و قیمت بڑھنے کے بجائے شوہر کی نظر میں بیوی گر جاتی ہے۔ اور اس کی ضروریات کی چیزیں مہیا کرنے میں پس و پیش کرتا ہے کہ جب میری لائی ہوئی ساری چیزیں حقیر اور معمولی سمجھتی ہے تو کاہے کو اس کے واسطے کچھ لانا جس کے نتیجے میں آئے دن لڑائی اور جھگڑا ہوتا ہے اور بچوں پر اسکا بہت ہی برا اثر پڑتا ہے۔ اس لئے تمام کو چاہئے کہ شوہروں کی لائی ہوئی چیزوں کی قدر کریں اس میں بھلائی اور ازدیاد محبت کا

ذریعہ اور سبب ہے، اور شوہر کی نظروں میں وہی بیوی قابل قدر ہے جو شوہر کو دوسروں کا احسان مند بنانے کے بجائے دوسروں کی نظر میں شوہر کی قدر و قیمت بڑھائے۔ جو کچھ شوہر لائے اسی کی قدر کرے، اسی کو اپنا مال سمجھے اور اسی میں صبر و قناعت کے ساتھ خوشی خوشی گزارہ کرے، اور اس حکمت اور سلیقے سے گھر کا خرچ چلائے کہ کسی وقت بھی دوسروں کی محتاج نہ رہے۔

بناؤ سنگار عورت کا فطری حق

فرمایا: بناؤ سنگار عورت کا فطری حق ہے اور اسلام اس جذبے کو مٹاتا نہیں بلکہ اوراُبھارتا ہے البتہ وہ اس جذبے کے لئے ایک مرکز مہیا کرتا ہے اور عورت کو تاکید کرتا ہے کہ اس کی ساری زیب و زینت اور رعنائی صرف اپنے شریک حیات کیلئے ہونا چاہئے۔ غیروں کیلئے زیب و زینت اور بناؤ سنگار جائز نہیں ہے مگر آج کل یہ دیکھا جاتا ہے کہ گھر میں شوہر کے سامنے تو میلا کچیلا کپڑا پہن کر چڑیل کی طرح رہتی ہیں اور جب گھر کے باہر نکلتی ہے تو نہا دھو کر اور عمدہ کپڑے پہن کر نکلتی ہیں اور اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بے پردگی کا انجام

فرمایا: اللہ تعالیٰ تمام مومن عورتوں کو پردے کا حکم دے رہے ہیں، اسلام ہی نہیں بلکہ دیگر مذاہب میں بھی پردے کا کسی نہ کسی درجہ میں اہتمام ہے۔ پردہ عورتوں کی بقائے حیاء کیلئے ایک بہت بڑا ہتھیار ہے۔ لیکن آج مغربی ملکوں نے آزادی نسواں کا نعرۂ مضرت رساں لگا کر اور برقع کو ایک جال اور قید سمجھ کر عورت کو قعر مذلت میں گرادیا ہے اور (مجھے معاف کیا جائے) یورپ وامریکہ اور مغربی دنیا ہی نے نہیں بلکہ آج تو تمام

جاہلی تہذیبوں میں خواہ شرقی ہوں یا غربی، قدیم ہوں یا جدید، عورت کو ایک کھلونا سمجھا جارہا ہے، ہوسناک نگاہیں اس کا تعاقب کرنے میں ذرا شرم محسوس نہیں کرتیں جب تک عورت اپنے حقوق سے بے خبر اور محروم تھی اس وقت تک اسے محفل رقص و سرور بننے پر مجبور کیا جاتا رہا اور جب اسے اپنے حقوق سے آگاہی ہوئی تو پرانے شکاریوں نے اسے پھانسنے کیلئے نیا جال بچھادیا۔ انہوں نے اپنا سارا فلسفہ اور زور قلم اس بات کے باور کرانے میں صرف کردیا کہ اب تو آزاد ہے اور بن سنور کر گھر سے نکلے، اس کے بعد تیرا جی چاہے تو بازاروں اور شاہراہوں پر رہے، چاہے کسی قہوہ خانے کی آرائش میں اضافہ کرے، چاہے تو کسی شبینہ کلب میں یا بزم عیش میں اپنے حسن کی نمائش کرے کسی کو حق نہیں پہونچتا کہ تیری اس آزادی میں روڑا اٹکائے۔

نبی رحمت ﷺ کا مبارک ارشاد ہے ''اَلنِّسَاءُ جَائِلُ الشَّیْطَانِ'' (عورتیں شیطان کی جال ہیں) جب عورتیں گھر سے نکلتی ہیں تو شیطان لوگوں کی نگاہیں اس کی طرف متوجہ کرکے پھانسنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی لئے شریعت نے عورت کو بلاضرورت شدیدہ گھر سے باہر نکلنے کی ممانعت کی ہے اور نکلنا بھی سادے کپڑوں میں ہو جو لوگوں کی حریص نگاہوں کا محور و مرکز نہ بنے۔ اسی میں عورت کی حیاء و عفت اور پاکدامنی کا راز مضمر ہے، جب عورت بن سنور کر نکلے گی تو اس سے طرح طرح کی برائیاں معاشرے میں جنم لیں گی آپ ﷺ عورتوں کے فتنے سے پناہ مانگا کرتے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ النِّسَاءِ. اے اللہ میں عورتوں کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

مغرب کی پرفریب تہذیب

فرمایا: اسلام نے عورتوں کو جو حقوق دیئے گئے ہیں اور ہر قدم پر جس طرح ان کے فطری حالات اور تخلیقی خصوصیات کی رعایت کی گئی ہے، مغربی دنیا حقوق نسواں کے تحفظ و دفاع کے

بلند وبانگ دعوؤں کے باوجود اسکے آس پاس بھی نہیں پہنچ سکی ہے۔مغرب میں آج خواتین کی تذلیل وتوہین اوران کی ہلاکت وبربادی کے جوروح فرسا واقعات پیش آرہے ہیں وہ ان فریب خوردہ بنات حوا کیلئے عبرت کا سامان ہیں جومغرب کی پرفریب تہذیب کے پیچھے بھاگنے کی کوشش کررہی ہیں۔

آج مغرب کی ترقی پسند عورت فریب خوردگی کے عالم میں اپنے آپ کو چاہے جو کچھ سمجھ رہی ہو لیکن حقیقت میں آنکھوں کو جو کچھ نظر آرہا ہے وہ یہ ہے کہ اسے بازار میں بکنے والا سامان بنادیا گیا ہے۔

مغربی دنیا میں عورتوں کی تباہی اور پستی

فرمایا: مغرب میں اس طرح کے تشدد کے واقعات کے عام ہونے کی وجہ سے خاندانی نظام کا جوتانا بانا بکھرتا جارہا ہے اس کا اعتراف وہاں کے بعض سنجیدہ لوگوں کو بھی ہے اور وقتاً فوقتاً اس کے تدارک کیلئے وہ آواز بھی بلند کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ اسپین نژاد مفکر ڈاکٹر سائمونس مورکا یہ ماننا ہے کہ آج مغرب میں مرد وعورت کے باہمی تعلقات میں جو دراڑیں پڑتی دکھائی دے رہی ہیں اس کے نتیجہ میں سماجی ابتری وانتشار کے علاوہ کسی بہتر صورت حال کی توقع نہیں کی جاسکتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ’’مغربی دنیا کی عورتوں کی صورت حال سے متعلق اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ آج مغربی سماج کی عورت اپنی زندگی کے سب سے بدبختانہ دور سے گزررہی ہے۔آج مغربی سماج کی بعض عورتوں کی زندگی میں جوظاہری چمک دمک دکھائی دے رہی ہے اس کی وجہ سے کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ مغرب میں عورت آزاد ہے۔میرے نزدیک اس آزادی کا مطلب یہ ہے کہ مردوں نے شادی کے بندھن میں بندھے بغیر عورتوں کا جنسی استحصال کرکے انہیں پستی وتباہی کے گڑھے میں دھکیلنے میں کامیابی حاصل کرلی ہے۔ جب کہ عورتیں اس خوش فہمی میں مبتلا

ہیں کہ وہ آزاد ہیں۔اب تو مغربی سماج میں بھی کھلے عام اس بات کا اعتراف ہونے لگا ہے کہ مغرب کی عورت دنیا کی عورتوں کیلئے نمونہ نہیں ہے کیونکہ وہ مردوں کے ساتھ بدترین کشیدگی کے دور سے گزررہی ہے۔‘‘

عورتوں کا حال کتے اور بلیوں سے بھی بدتر

فرمایا: کم وبیش اسی طرح کے احساسات فرانس میں شعبۂ حقوق نسواں کی سکریٹری میشال اندریہ کے بھی ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ ’’آج مغرب کی عورتوں سے زیادہ بہتر حال تو یہاں کے کتے اور بلیوں کا ہے کہ کوئی شخص اگر سرراہ اپنے کتے کو ماررہا ہو تو کوئی دوسرا شخص حیوانات کی دیکھ بھال سے متعلق ادارہ میں اس کی شکایت کرنے کیلئے دوڑ جاتا ہے، لیکن اگر کوئی سڑک پر اپنی بیوی کو ماررہا ہو تو کوئی اس کا نوٹس بھی نہیں لیتا‘‘ وہ مزید کہتی ہیں کہ ’’میں مغربی سماج کو یہ سمجھانا چاہتی ہوں کہ عورتوں کو زدوکوب کئے جانے کا مسئلہ بھی اس قدر سنگین ہے کہ اسے عدالت تک پہنچایا جائے۔ میں چاہتی ہوں کہ لوگ عورتوں کی ایسی تذلیل کے واقعات کو معمول کے واقعات نہ سمجھیں۔‘‘

اسلام میں عورت کی عزت اور ناموس کی حفاظت

فرمایا: آج ہر معاملہ میں مغرب کی نقالی کی تلقین کرنیوالوں سے پوچھا جاسکتا ہے کہ کیا مذکورہ حالات اور اعداد وشمار سے ظاہر سنگین صورت حال کے باوجود مشرق کی مسلم خواتین کو مغربی خواتین کی راہ چلنے کا مشورہ ان کو ترقی سے ہمکنار کرے گا یا تباہی وبربادی کے دلدل میں دھکیلے گا؟ مغربی خواتین کے حالات پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کے بعد بلاخوف وتردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ آج مشرق کی مسلم خواتین پردہ میں رہ کر، دین کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ تھامے ہوئے، اپنی عزت وناموس کی حفاظت کرتے ہوئے، اپنے والدین، بھائی اور شوہر کے عطا کردہ تحفظ وسلامتی کی

چہار دیواری کے اندر استحصال اور بدسلوکی کی زندگی جینے والی مغربی خواتین سے بدرجہا بہتر ہیں۔ گھر سے باہر کام کے بوجھ اور گھر کے اندر مردوں کے اذیت ناک سلوک کو جھیل رہی مغربی خواتین کسی طرح بھی مسلم خواتین کو حاصل ہونے والی عزت وسربلندی کو نہیں پاسکتی ہیں۔

چار چیزیں دنیا وآخرت کی بڑی نعمت

فرمایا آقا مدنی محمد الرسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے جس شخص کو چار چیزیں نصیب ہوگئیں اس کو دنیا اور آخرت کی دولت مل گئی۔ ایک تو دل ایسا کہ نعمت کا شکر ادا کرتا ہو۔ دوسری زبان ایسی جس سے خدا کا نام لے۔ تیسرے بدن ایسا کہ بلا ومصیبت پر صبر کرے۔ چوتھے بیوی ایسی کہ اپنی آبرو اور خاوند کے مال میں دغا وفریب نہ کرے۔

عریانیت و بے حیائی کی اس عام فضا میں معاشرہ کا ہر شعبہ بہتی گنگا میں ہاتھ دھو رہا ہے۔ ہر تاجر خواتین کی عریانیت سے اپنی دکان چمکا رہا ہے۔ تجارت کے فروغ میں عورت کا وجود ایک خاص ہتھکنڈہ ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ آج عورت کا وجود اتنا بے وقار اور بے بضاعت ہوکر رہ گیا ہے کہ عورتوں کو ہر ہر قدم پر اپنی اس نام نہاد آزادی کا خوب خراج ادا کرنا پڑ رہا ہے۔ مگر عورتیں سمجھنے کے لئے تیار نہیں! بالخصوص عصری تعلیم یافتہ عورتیں!

مغربی تہذیب نے بدکاری اور حرام کاری کی فضا پیدا کردی

فرمایا: میری پیاری بہنو! ذرا انصاف سے غور کرکے بتاؤ کہ کیا یہی تمہاری آزادی ہے اور یہی تمہاری اعلیٰ تعلیم وتہذیب کا معیار ہے۔ یہی تمہاری ترقی ہے۔ ہاں اگر اس نام نہاد ترقی کا نام فنون لطیفہ، رقص وموسیقی، عریانیت وبے حیائی ہے تو بلاشبہ آج خواتین بام عروج پر جا پہنچی ہیں۔ مگر اس ترقی کے حصول کیلئے اپنی قیمتی ونایاب اشیاء کو

قربان کرنا پڑا ہے۔ اور اس ترقی کا کیا نتیجہ برآمد ہوا؟ عورتوں اور مردوں کے آزادانہ اختلاط نے جنسی آوارگی کا رجحان پیدا کردیا۔ بدکاری اور حرام کاری کی فضا عام ہوگئی۔

شوہر کا اپنی بیوی پر عظیم حق ہے

فرمایا: سرور کونین تاجدار مدینہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ شوہر کا اپنی بیوی پر عظیم حق ہے، اتنا عظیم کہ اگر شوہر کا پورا جسم زخمی ہو اور بیوی شوہر کے زخمی جسم کو زبان سے چاٹ لے تب بھی شوہر کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔

ایک مومن عورت کی یہ صفت ہونی چاہئے کہ شوہر کا دل اس کو دیکھ کر خوش ہوجائے اس کی ساری تھکان ختم ہوجائے اور بیوی شوہر کے سامنے رنجیدہ اور عَبُوْساً قَمْطَرِیْراً نہ بنی رہے ایک حدیث میں ہے کہ اگر عورت اپنے شوہر کو دیکھ کر مسکرادے تو اس کو ایک حج کا ثواب ملے گا۔ ایک عورت کے اخلاق وکردار کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اگر اس کے اخلاق اچھے ہوں تو پورا گھرانہ اور قبیلہ متاثر ہوتا ہے اور اگر اخلاق بگڑے ہوئے ہوں تو پورا گھرانہ اور قبیلہ اخلاقی انارکی کا شکار ہوجاتا ہے۔

شوہر کی عزت اور احترام

فرمایا: شوہر کی عزت کا غیر معمولی خیال، اس کے گھر بار سے دلی لگاؤ، اس کی دولت کا درد، کفایت شعاری اور سلیقہ، خیر خواہی اور وفاداری عورت کی وہ، خوبیاں ہیں جن سے ایک بیوی شوہر کا دل جیت لیتی ہے، اور ایک بااختیار ملکہ کی حیثیت سے پورے گھر میں حکومت کرتی ہے اور اپنی نگرانی اور حفاظت میں گھر کو جنت بنادیتی ہے۔

شوہر کسی معاملے میں قسم کھانے کی جرأت اسی بیوی کے اعتماد پر کرسکتا ہے جو اپنی وفاداری، خیر خواہی اور فدا کارانہ رویئے سے شوہر کو یقین دلادے کہ وہ شوہر کی عزت

وناموس قول وقرار اور عہدو پیمان کو ہر قیمت پر پورا کرنے ہی میں اپنی سعادت سمجھے گی اورصرف اپنے شوہر کی بن کر اپنی عزت وآبرو اوراس کے مال ودولت کی نگرانی میں ایک وفادار، خیرخواہ اور کفایت شعار بیوی ثابت ہوگی۔

نفاست اور پاکیزگی عورت کی خوبی

فرمایا: نفاست، پاکیزگی اور صفائی، سلیقے کا اہتمام مسلمان خاتون کی امتیازی خوبی ہے، اوران خوبیوں سے محروم، گندگی، پھوہڑ، بدسلیقہ بیوی اسلام کی نظر میں اچھی بیوی نہیں ہے۔

گھریلو زندگی میں تو ان خوبیوں کی اہمیت اس درجہ ہے کہ اگر کوئی عورت ظاہری حسن وجمال سے محروم ہو وہ بھی اپنی سلیقہ شعاری اور ہنرمندی سے شوہر کیلئے پیار ومحبت کا مرکز بن سکتی ہے۔ پھر سلیقہ مندی اور آرائش وزیبائش کے لئے یہ بھی ضروری نہیں کہ عورت دولت مند ہو، اور گھر میں ہر طرح کا قیمتی سامان موجود ہو بلکہ خدا نے جس کو جو کچھ دے رکھا ہے، اسی کو صفائی اور حسنِ ذوق سے گھر کے سجانے اور بنانے پر صرف کرے اور اسی کو سلیقے اور قرینے سے اس طرح استعمال کرے کہ بے احتیاطی اور پھوہڑ پن سے کوئی چیز ضائع اور برباد نہ ہو۔ ہم کو اس سلسلے میں صحابیات کی زندگی اوران کے رہن سہن کو دیکھنا ہے کہ کیسی غربت کی زندگی بسر کرتی تھیں لیکن کبھی شکوہ وشکایت کا ایک حرف بھی زبان پرنہیں لاتی تھیں۔

یہ ملک ہمارا ہے ہم اس کے مالک ہیں

خواتین کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: میں اپنی ماؤں اور بہنوں کو یہ بات بابانگ دہل بتادینا چاہتا ہوں کہ ہندوستان ہمارا اپنا ملک ہے۔ اس کی مٹی اور مٹی کی خوشبو سے ہمیں پیار ہے، اور ہم اپنے وطن سے اور وطن کے ہر ذرے سے پیار

کرتے ہیں ۔ جتنا ایک ہندو، ایک سکھ، ایک عیسائی، ایک پارسی، اور ایک مجوسی کو ہندوستان سے پیار ہے اس سے کہیں زیادہ ایک مسلمان کو اپنی جنم بھومی سے پیار اور پریم ہے، الفت ومحبت ہے، مسلمان ہر وقت اپنے ملک اور ملک کے وقار اوراس کی حفاظت کیلئے جان کا نذرانہ پیش کرنے کیلئے تیار ہے۔

میں اپنی ماؤں بہنوں سے صاف کہوں گا کہ ہم اس ملک کے مالک ہیں۔ ہم اس ملک کے کرایہ دار نہیں ہیں۔ ملک کی حکومت اوراس کے اثاثوں میں مسلمان برابر کا شریک ہے۔ ہمیں فخر ہے کہ ہم ہندوستانی مسلمان ہیں۔ ہم نے اور ہماری ماؤں نے اپنے ملک کو اپنے خون جگر سے پروان چڑھایا ہے۔ مسلمان خواتین کو احساس کمتری میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے، اور اپنے دین اپنے مذہب پر سختی سے کاربند رہتے ہوئے اپنے ملک اور قوم کی خدمت میں لگی رہیں۔ بالخصوص علمی میدان میں خوب کام کریں، اور اپنی نسل کو تعلیم سے آراستہ کرکے ان کے مستقبل کو تابناک بنائیں۔

اولاد سے محبت

فرمایا: یہ بات یادرکھنی چاہئے کہ اولاد سے محبت یہ نہیں ہے کہ اسکی ہر جائز ناجائز خواہش پوری کی جائے اوراسکی تعلیم وتربیت کی طرف توجہ نہ دی جائے بلکہ اولاد سے محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کے مستقبل کو سنوارنے اور قوم وملت کا خادم بنانے کی فکر کی جائے اس کیلئے اگر سزا دینے کی ضرورت پڑے تو اس سے گریز نہ کیا جائے اللہ کے رسول ﷺ کا مبارک ارشاد ہے عَلِمُوا الصَّبِیَّ الصَّلٰوۃَ اِبْنَ سَبَعَ، وَاضْرِبُوْہُ عَلَیْھَا اِبْنَ عَشْرِ (بچے کو نماز سکھلاؤ جب وہ سات سال کا ہو اور جب وہ دس سال کا ہو جائے تو اس کی نماز چھوڑنے پر پٹائی کرو)

بچے کی اگر صحیح تعلیم وتربیت کی جائے تو بچہ آئندہ چل کر والدین کا نام روشن کرے گا اور اہل خانہ بلکہ پورے خاندان اور ملک وملت کا خادم بنے گا۔

آج ہم نے ٹی وی کو اندر اور بیوی کو باہر کر دیا

فرمایا: آج کے دور میں ہم نے ٹی وی کو اندر رکھ دیا اور بیوی کو باہر نکال دیا۔ حالانکہ بیوی اندر رہنے کی چیز اور ٹی وی باہر نکالنے کی چیز ہے۔ لیکن ہماری عقلوں پر پردے پڑ گئے اور ہم گناہوں کے سبب ایسے اندھے ہوگئے کہ گناہوں کے اسباب پر نظریں نہ رہی۔ ہماری بعض مائیں اور بہنیں برقعہ پہن کر اور چہرہ کھول کر ٹی وی پر دینی اور اسلامی پروگرام پیش کرتی ہیں۔ حالانکہ اس کو بھی کتنے نامحرم دیکھتے ہیں۔ دینی اور اسلامی پروگراموں کے اور بھی کئی بہتر طریقے ہیں ان کو اپنانا چاہئے۔

آج عورتوں کو برہنہ کر دیا گیا

فرمایا: آج کل لوگوں کا فیشن بن گیا ہے کہ خود تو پورا لباس پہنتے ہیں۔ اور عورتوں کو نیم برہنہ لباس پہناتے ہیں۔ پھر عوتوں کا بازاروں اور مارکیٹ میں سامان اور سودا سلف خریدتے پھرنا اور عید پر یا کسی تقریب کے موقع پر کپڑے اور زیور خریدنا کیسے جائز ہوسکتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ سر سے اوڑھنی غائب اور اسکرٹ پہنتی ہیں اور پنڈلیاں کھلی رہتی ہیں۔ ایسی عورتوں کو اللہ تعالیٰ سے شرم کرنی چاہئے۔ کیوں کہ جس کو اللہ تعالیٰ سے شرم وحیا نہیں تو وہ انسانوں سے کیا شرم کرسکتی ہے۔

ابوداؤد اور ترمذی شریف میں ہے۔ ''حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھی تھی اور وہاں میمونہ بھی بیٹھی تھیں کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آگئے اور یہ حجاب کا حکم ہمیں دینے کے بعد کا واقعہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں پردہ کرلو۔ ہم نے کہا یارسول اللہ ﷺ! کیا وہ نابینا نہیں؟ نہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں نہ پہچانیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم نہیں دیکھ سکتیں۔ (ابوداؤد، ترمذی)

برقع سادا استعمال کریں

فرمایا: آج کل عورتیں برقعہ ضرور پہنتی ہیں لیکن منہ کھلا رہتا ہے اور برقعہ ایسی زیب وزینت کا ہوتا ہے کہ راستہ میں ہر آدمی ادھر متوجہ ہوجاتا ہے۔ اس لئے ہماری مائیں اور بہنیں برقعے سادہ استعمال کریں تاکہ نامحرم لوگوں کی نظروں سے حفاظت ہو۔ ویسے بھی راستوں میں عورتوں کو بناؤ سنگھار کے ساتھ چلنا جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دے۔ آمین

عورت سے تنہائی میں نہ ملے

فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی مرد جب کسی عورت سے تنہائی میں اکٹھا ہوتا ہے تو وہاں ان میں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ (ترمذی)

اس حدیث مبارکہ سے ان تمام ذرائع کا سدباب کیا گیا ہے جس میں شیطان کو فحاشی پھیلانے کا کوئی بھی موقع ہاتھ آئے۔ نامحرموں کا خیال رکھا جاتا ہو۔ پردہ تو پہلے ہی ختم کردیا گیا۔ نئی تہذیب نے مرد عورت کے آزادانہ اختلاط کو وسیع الذہنی اور تہذیب وتمدن کی نشانی قرار دیا۔ بے محابا یکجائی کے مواقع میسر آجاتے ہیں اور پھر آئے دن، کان وہ سنتے ہیں اور آنکھیں وہ کچھ دیکھتی ہیں جنہیں قیامت کی نشانیاں کہا گیا ہے۔ مسلمان گھرانے اس سے بچنے کا اہتمام کیا کریں۔

مغرب کی پردے سے بغاوت کا انجام

فرمایا: عورت کو گھر سے باہر لانا، مرد اور عورت کا کا آزادانہ اختلاط اور عریانیت کی کثرت کا لازمی نتیجہ شہوانی جذبات کا اشتعال ہے۔ جدید مغرب میں شہوانی جذبات کا اشتعال لامحدود سطح

پر پیدا ہوا۔اس لامحدود اشتعال کی تسکین کیلئے نکاح کا طریقہ ناکافی تھا۔ چنانچہ دھیرے دھیرے آزاد جنسی تعلق کا ذہن پیدا ہونا شروع ہوا۔ایک نیا لٹیریچر بہت بڑے پیمانہ پر پھیلایا گیا جس میں مرد اور عورت کے درمیان آزادانہ جنسی تعلق کو اتنا ہی فطری اور بے ضرر قرار دیا گیا ہے جتنا دو دوستوں کا آپس میں ہاتھ ملانا۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ نکاح کو بوجھ سمجھ کر اس سے دور ہونے لگے۔نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں نے نکاح کے بغیر ساتھ رہنا شروع کر دیا۔حتی کہ اب ''غیر شادی شدہ جوڑے کی اصطلاح مغرب میں اسی طرح ایک جائز اصطلاح سمجھی جاتی ہے جیسے شادی شدہ جوڑے کی اصطلاح۔**استغفر اللہ**

بے حیائی سے عصمت کا حصار ٹوٹ جاتا ہے

فرمایا: جدید دور میں عورت کو گھر سے باہر نکال کر زندگی کے ہر شعبہ میں داخل کیا گیا۔اسکا یہ فائدہ تو نہیں ہوا کہ عورت کو فی الواقع زندگی کے ہر شعبہ میں مرد کے برابر مقام مل گیا ہو۔البتہ اس کے نتیجہ میں بے شمار ناقابلِ حل مسائل پیدا ہو گئے۔ان میں سے ایک ناجائز جنسی تعلقات کا مسئلہ ہے۔

درحقیقت بے پردگی اور حد سے بڑھی ہوئی بے حیائی سے زنا کا دروازہ کھل جاتا ہے۔عورت گھر سے باہر آ کر اگر آزادی سے ادھر ادھر گھومتی ہے تو اس سے اس کی عصمت کا حصار ٹوٹ جاتا ہے۔خیالات میں انتشار پیدا ہو جاتا ہے جذبات کی رو میں بہہ کر گندے خیالات پیدا ہو جاتے ہیں۔اس سے سوسائٹی میں گھناؤنا پن پیدا ہو جاتا ہے۔

گھر والوں کو عبادت کی تاکید

فرمایا: مومن شوہر کی نہ صرف تمنا بلکہ بھرپور کوشش ہونی چاہئے کہ گھر کی فضا دینی کاموں کیلئے پوری طرح سازگار ہو، اور میاں بیوی جس طرح دنیا کے کاموں میں ایک

دوسرے کو مشورے دیتے ہیں، آمادہ کرتے ہیں اور تعاون دیتے ہیں، اسی طرح دین کے کاموں میں بھی ایک دوسرے کی مدد کریں اور ایک دوسرے کا سہارا بنیں اور اس طرح مل جل کر گھر میں دینی ماحول پیدا کریں۔ایسے ہی ماحول میں ایک اسلامی گھرانہ جنم لے سکتا ہے، اور ایسے ہی ماحول میں وہ نونہال پروان چڑھ سکتے ہیں جو اسلامی تہذیب واخلاق سے آراستہ ہوں اور ایسے ہی ماں باپ سے بچے اچھا اثر قبول کر سکتے ہیں۔

عورتوں کو نصیحتیں

فرمایا: عورتوں کو ایسا زیور پہننا جس سے آواز پیدا ہو ممنوع ہے، نیز گھنٹے وغیرہ کی آواز منع ہے، ایک دفعہ ایک لڑکی گھنگرو پہن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی، فرمایا اس طرح پہنا کر میرے پاس نہ لایا کرو۔اس کے گھنگرو کاٹ ڈالو، ایک عورت نے اس کا سبب دریافت کیا، بولیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس گھر میں اور جس قافلہ میں گھنٹا بجتا ہو، وہاں فرشتے نہیں آتے۔

حفصہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا آپ کی بھتیجی تھیں، وہ ایک دن نہایت باریک دوپٹہ اوڑھ کر پھوپھی کے پاس آئیں، دیکھنے کے ساتھ ان کے دوپٹہ کو غصہ سے چاک کر ڈالا، پھر فرمایا، تم نہیں جانتیں کہ سورۂ نور میں خدا نے کیا احکام نازل کئے ہیں، اس کے بعد دوسرا موٹا اور گاڑھا دوپٹہ منگوا کر اوڑھایا۔

آج بھی عورتیں قوم وملت کی خادمہ بن سکتی ہیں

فرمایا: آج بھی اگر عورتیں دینی تعلیم کے میدان میں آئیں تو وہ ایک عالمہ فاضلہ اور قوم وملت کی خادمہ بن سکتی ہیں لیکن اس کے لئے محنت وکوشش شرط ہے اپنے اندر خود اعتمادی پیدا کریں احساس کمتری کو پاس نہ آنے دیں عزائم کو بلند رکھیں پست حوصلہ نہ ہوں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اسوہ ہمیشہ پیش نظر رکھیں اور جو کوئی عورتوں کی تذلیل

وحقارت کرے اس کی زبان پر بندش لگائیں۔ عورتوں کو جو لوگ ذلیل سمجھتے تھے ام المؤمنین ان سے سخت برہم ہوتی تھیں، کسی مسئلہ سے اگر ان کی ذلت اور حقارت کا پہلو نکلتا تھا وہ اس کو صاف کر دیتی تھیں۔

عورتوں کیلئے خوشی کی بات

فرمایا: ہمارے لئے کتنی بڑی خوشی کی بات ہے کہ ہم گھر کا جو کام کاج کریں اور جسمیں رضائے شوہر اور رضائے مولیٰ کی نیت کرلیں تو سارا کام ثواب ہی ثواب ہو جائے گا۔ حتیٰ کہ جنسی تسکین حاصل کرنے میں نیت درست رکھیں اس میں بھی ثواب ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے وَ فِی بُضْعِ اَحَدُکُمْ صَدَقَةً (اپنی بیویوں سے ملنے میں بھی صدقہ ہے)

مغربی طرز حیات عورتوں کیلئے عذاب

فرمایا: آج مغرب نے جس بے راہ روی اور آزادی نسواں و جنس آزادی کا نعرہ بلند کیا، اس سے پورا معاشرہ تباہ و برباد ہو رہا ہے، اور آج کا دانشور طبقہ اچھی طرح جانتا ہے کہ آزادئ نسواں اور حقوق نسواں کی باتیں کرنے والے محض نفسانی خواہشات و ہوس کے شکار ہیں۔ آزادی نسوان کے سنہرے خواب دکھا کر مغربی تہذیب نے عورت پر جو ظلم کیا ہے وہ کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں۔ عورت کے تعلق سے مغرب کا نظریہ یہ ہے کہ اس سے زیادہ سے زیادہ جنسی تسکین حاصل کی جائے۔ بس اسی غرض کی خاطر عورتوں کو گھروں سے باہر نکالا گیا جس کی وجہ سے گھر تباہ ہوتا ہے، بچوں کی صحیح تربیت نہیں ہو پاتی، خانگی نظام متاثر ہوتا ہے۔ اس بے راہ روی کے نتیجہ میں آج بکثرت زنا کا صدور ہو رہا ہے جس کے نتیجہ میں بیشمار پیدا ہونے والے بچوں کے باپ کا پتہ ہی نہیں ہوتا، جس کی وجہ سے خواتین کو ماں بننے کے بعد ناپسندیدہ رویّے کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس کسمپرسی کو دیکھتے

ہوئے اب مغربی معاشرہ سے یہ آوازیں اٹھنے لگی ہیں کہ عورت کو واپس گھر لایا جائے اس کے بغیر معاشرہ کی اصلاح نہیں ہو سکتی اور خاندانی نظام قائم نہیں ہو سکتا ہے۔

انسانیت کا جنازہ نکل گیا

فرمایا: عورتیں جب اللہ و رسول کے ارشادات و فرمودات پر عمل پیرا تھیں تو معاشرے میں ان کی ایک حیثیت تھی آنے والی نسلوں کیلئے نمونہ بنتی تھیں۔ لیکن عورتیں جب اللہ کے حدود، قیود سے آزاد ہو کر بازاروں، ہوٹلوں، سینما گھروں، پارکوں اور گلی کوچوں میں بلاضرورت اپنے عریاں وجود کے ساتھ پھیلنے لگیں اور صنف مخالف کو دعوت نظارہ دینے لگیں۔ ان کے عقل و خرد کو برباد کرنے لگیں تو پھر انسانیت کا جنازہ نکل گیا، رشتوں کا تقدس ختم ہو گیا۔ آج ہر روز ایسی خبریں اخباروں کی زینت بنتی ہیں جن سے معاشرے میں جنسی اختلاط و بے قید آزادی کے نتیجے میں آئی گراوٹ کا پتہ چلتا ہے۔ آوارگی عیاشی اور جنسی منہ زوری کے طوفان میں آج چھوٹی بچیاں بھی محفوظ نہیں۔ محرم رشتے بھی ریت کی بھربھری دیوار ثابت ہو رہے ہیں۔ جس کی بڑی وجہ بے پردگی ہے کہ جس کو شریعت اسلامیہ نے واجب اور اہم قرار دیا تھا اس کو ہم نے پس پشت ڈال دیا۔

ہماری تخلیق کا مقصد

فرمایا: ایک باحیا و عقلمند خاتون بخوبی اپنی تخلیق کا مقصد جانتی ہے۔ اسے یہ معلوم ہے کہ بیوی بیٹی اور ماں کا معاشرہ کی ترقی و خوش حالی میں کیا کردار ہے۔ بیٹی کی صورت میں وہ صرف اپنے والدین ہی کیلئے نہیں بلکہ پورے خاندان کیلئے باعث تسکین ہے اور بیوی کی صورت میں صرف اپنے شوہر کی تسکین و دل بستگی کا ہی ذریعہ نہیں بلکہ نسل انسانی کی افزائش کا بارگراں بھی اس کے کاندھوں پر ہے جو اس کی اہمیت میں اضافہ کا سبب

ہے اور ماں کی حیثیت سے وہ اپنے بچوں کی ایسی تربیت کرنے کی ذمہ دار ہے کہ وہ ایک صالح معاشرہ کی اساس بن سکیں۔ گویا ہر حیثیت سے عورت اپنے خانوادے کی اہم کڑی ہے۔ سربراہی گھر کی ہو یا ملک کی اللہ پاک نے اس کی ذمہ داری مرد کو سونپی ہے۔ البتہ عورتوں کو مردوں کی طرح تمام سیاسی، سماجی، معاشی حقوق عطا کئے ہیں، تاہم خواتین کو ان کی نزاکت طبع کی وجہ سے ان تمام جسمانی ذمہ داریوں سے علاحدہ رکھا ہے جو ان کی جسمانی ساخت اور مزاج سے مناسبت نہ رکھتی ہوں۔

خواتین مشورہ دینے کا حق رکھتی ہیں

فرمایا: خواتین سیاسی معاملات میں رائے مشورہ دینے کا مکمل حق رکھتی ہیں، ریاست کے بڑے سے بڑے صاحب منصب کو غلط بات پر سرراہ ٹوکنے کا حق رکھتی ہیں، ضرورت پڑنے پر معاشی جدوجہد بھی شریعت کے حدود میں رہ کر کرسکتی ہیں۔ اس سے زیادہ آزادی کی اب کون سی اچھی شکل ہوسکتی ہے جس کی طلب میں سرگرداں خواتین اپنی نسوانیت ووقار سے دست بردار ہورہی ہیں اور اپنا اسلامی تشخص مسخ کررہی ہیں۔ آج ہماری گری ہوئی حیثیت کا یہ حال ہے کہ عورت کا استعمال منجن، چورن بیچنے کے لئے کیا جانے لگا ہے۔ دکانوں میں ادنیٰ سے ادنیٰ اشیاء کی خرید وفروخت کے لئے بھی عورتوں کے ننگے مجسمے اور زیادہ سے زیادہ عریاں تصاویر کا استعمال کیا جارہا ہے۔ کیا یہی عورت کی اوقات رہ گئی ہے۔ کیا یہی وہ آزادی اور مساوات ہے جس پر عورتیں نازاں ہیں۔ اگر عورتوں میں غیرت ہوتی تو، ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ متحدہ ہوکر ان تمام مجسموں اور پوسٹروں کو آگ لگادیتیں اور وہ تجار جو عورتوں کی رسوائی کا سامان مہیا کرکے اپنی تجارت چمکا رہے ہیں ان کو سخت سے سخت وارننگ دیتیں کہ آئندہ اس طرح کے مجسمے اور عورتوں کی عریاں تصاویر بازاروں یا سڑکوں پر نظر نہ آئیں۔

اسلام کا نمونہ بنیں

فرمایا: عزیز بہنو! آپ کو یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہئے کہ آپ مسلمان خواتین ہیں اور آپ کو قیامت تک کیلئے دین اسلام کا ایک ماڈل، ایک اعلیٰ نمونہ بنایا گیا ہے تاکہ غیر مسلم خواتین اور غیر اسلامی تہذیب آپ کی اقتداء کرے، مسلمان قیادت وسیادت کیلئے پیدا کئے گئے ہیں نہ کہ گمراہ اور راہ سے بھٹکے ہوئے لوگوں اور راہ مستقیم سے بھٹکی ہوئی تہذیب کے جھوٹے نوالے کھانے کیلئے۔

ہمیں یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے، قبل از اسلام عرب بلکہ پورے دنیا میں عورتوں پر کس طرح ظلم ڈھائے جارہے تھے، بچیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کردیا جاتا تھا، میراث میں اسے کوئی حصہ نہیں ملتا تھا، یہ اسلام کا بہت بڑا احسان ہے عورت پر کہ اس نے عورتوں کو نئی زندگی بخشی۔ اب اس کا شکریہ ہے کہ ہم اس کے تقاضوں پر عمل کریں نہ یہ کہ غیروں کی تقلید کرکے خدا اور رسول کو ناراض کریں اور اپنی عاقبت خراب کریں۔

اپنی حالت کو خود سدھارنے کی ضرورت

فرمایا: یاد رکھیئے اگر ہم نے اپنی حالت کو خود نہیں سدھارا اور اپنی شان کو نہیں پہچانا تو ہمیں دنیا میں تو رسوائی وتباہی کے بھیانک غار میں گرنا ہی ہوگا اور آخرت میں اس قادر عادل بادشاہ کو منہ بھی دکھانا ہوگا اور اپنے بداعمالیوں وبے راہ رویوں کا جوابدہ بھی ہونا ہوگا۔ کیا ہمارے پاس نجات کا کوئی راستہ اس وقت بچے گا؟ ہرگز نہیں، مہلت بس اسی وقت تک ہے جب تک آنکھیں کھلی ہیں۔ اللہ کے لئے توبہ کا دروازہ بند ہونے سے پہلے ہی اپنی حالت سدھارنے کی فکر کریں اور دین ودنیا کیلئے ایک کامیاب خاتون بننے کی صلاحیت پیدا کریں۔ آمین

بچوں کی تعلیم پر سزا کے اثرات

فرمایا: آج اساتذہ کرام کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ قوم کے بچے امانت ہیں ان کو سزا دینے میں احتیاط برتیں کیونکہ سزا دینے سے بچے خراب ہوجاتے ہیں، اس میں شک نہیں کہ رفتہ رفتہ اسکولوں میں جسمانی سزاؤں کا رواج کم ہوتا جارہا ہے۔ لیکن چھوٹے مدارس کے اساتذہ اب بھی اس کے شکار ہیں۔ ویسے جدید تعلیمی پالیسی کے عملی پروگرام میں یہ بات واضح کردی گئی ہے کہ ملک کے تمام اسکولوں میں جسمانی سزاؤں کا رواج بند کردیا جائے اب کوئی ٹیچر بچوں پر ہاتھ نہ اٹھا سکے۔

بچے عام طور پر معصوم ہوتے ہیں۔ انہیں اتنی عقل نہیں کہ وہ سب کچھ سمجھ جائیں جو بڑے برسوں کے تجربہ کے بعد سمجھ سکتے ہیں۔ اس لئے انکی بہت سی باتوں اور شرارتوں کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود انہیں وقتاً فوقتاً سزا دینی ضروری ہے تاکہ وہ دوبارہ اس قسم کی حرکت نہ کرسکیں لیکن اس کی سزا بروقت دینا مناسب ہے۔ سزا کو ملتوی رکھا جائے تو سارا وقت ذہنی پریشانی میں گزرتا ہے جو بچہ کی ذہنی نشوونما کے لئے نقصان دہ ہے۔

تعلیمی ماحول خاص محبت وشفقت کا ہے

فرمایا: تعلیمی ماحول خاص محبت، شفقت و ہمدردی کا ہے، تعلیم کا عمل صرف گھر یا مدرسہ کی خوشگوار فضا میں ہی جاری رہ سکتا ہے۔ جہاں یہ فضا کسی نہ کسی وجہ سے خراب ہوجائے اور تناؤ پیدا ہوجائے تو سمجھ لیجئے کہ وہاں تعلیم کا کام بند ہے، گو پڑھائی جاری ہے اور اس طرح کے ذہنی تناؤ کا شکار اکثر کم تعلیم یافتہ چھوٹے مدارس کے اساتذہ بھی ہوتے ہیں۔ اس سے اساتذہ کا آپس میں ایک دوسرے سے حسد و بغض رکھنا ایک دوسرے کی ترقی سے جلنا، اچھے اساتذہ کے

پیچھے پڑ کر ان کو نکالنے کی نت نئی کوششیں کرنا، الزام تراشی کی فکر میں لگے رہنا، ان کی فطرت بن چکی ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے طلبہ مدارس کا زبردست نقصان ہوتا ہے۔ اس نقصان کو بعض کم علم ذمہ داران نہیں سمجھ پاتے اور یہی چیزیں مدارس وعلماء کے بدنامی کا سبب بنتی ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ بچوں کو ماں باپ سے فطری محبت ہوتی ہے اور یہ سچی محبت ماں باپ کے لئے ایک گراں قدر خزانہ ہے لیکن بچوں کو سزا دے کر اس محبت کو بچوں کے فرائض کی ادائیگی اور ذمہ داری پوری کرنے میں رکاوٹ نہ بنائیں۔

بچے کا دل سفید کاغذ کے مانند ہے

فرمایا: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بچہ پیدا ہوتے ہی تربیت کا محتاج ہوجاتا ہے۔ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ بچہ جب پانچ سال کا ہوجائے تب اس کی تربیت کی جائے اس لئے کہ ابھی بچہ ہے کیا سمجھے گا ٹھیک ہے اس کو عقل نہیں، شعور نہیں لیکن اس کے سامنے جو فحش کلمہ نکالو گے تو اس کے کان کے راستے سے اور غلط کام کرو گے تو اس کی آنکھ کے راستے خراب تصویر دکھاؤ گے تو وہ بھی آنکھ کے راستے سے دل پر نقش ہوجائے گی اور اگر اچھی بات سناؤ گے اچھی چیز دکھاؤ گے تو وہ بھی دل پر نقش ہوجائے گی اور بڑے ہونے کے بعد وہی کام وہ کرے گا جو بچپن میں آپ اس کے سامنے کررہے تھے کیونکہ بچے کا دل سفید کاغذ کے مانند ہے جو لکھو گے وہی لکھا جائے گا۔

بیوی میں پاکیزہ صفات کا ہونا ضروری ہے

فرمایا: ایمان دل کا ایک نور ہے، جس کو نہ دیکھا جاسکتا ہے اور نہ محسوس کیا جاسکتا ہے۔ جو کچھ دیکھا یا محسوس کیا جاسکتا ہے وہ اچھی عادتیں، اچھے اخلاق اور اچھا برتاؤ ہے، اور اسی سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ دل میں سچا اور کامل ایمان موجود ہے۔

بزرگوں نے کہا ہے کہ ایک اچھی بیوی میں، کشش، عقل، محبت، نرم مزاجی، مہربانی، مٹھاس، مدد، صبر، معقول رویہ، بے غرضی، خوشی، ایثار وقربانی فرض شناسی، وفاداری اور دینداری جیسی پاکیزہ صفات کا ہونا ضروری ہے۔

اس سے عورت کی اپنی شخصیت باوقار اور باکمال بن جاتی ہے۔

شوہر کا بیوی کے ساتھ برتاؤ کیسا ہو؟

فرمایا: شوہر کے لئے ضروری ہے کہ بیوی کے ساتھ اچھا اور دوستانہ اخلاق پیش کرے نہ کہ غلاموں اور خادموں جیسا کہ اس کو ڈانٹنا پھٹکارنا، اس سے زندگی میں خوشگواری نہیں پیدا ہوسکتی ہے، خوش اخلاقی سے محبت پیدا ہوگی اور خوش اخلاقی کو جانچنے کا اصل میدان گھریلو زندگی ہے، گھر والوں ہی سے ہر وقت کا واسطہ رہتا ہے، اور گھر کی بے تکلف زندگی میں ہی مزاج اور اخلاق کا ہر رخ سامنے آتا ہے اس لئے کہ یہاں بناوٹ یا دکھاوے کا کوئی پردہ نہیں رہ پاتا۔ اگر آدمی گھر والوں کے ساتھ اچھے سلوک سے رہتا ہے، خندہ پیشانی سے پیش آتا ہے، نرمی اور مہربانی کا برتاؤ کرتا ہے اور اپنی کسی روش سے گھر والوں کو دکھ نہیں پہنچنے دیتا، تو یہ مثالی خوش اخلاقی اس بات کی علامت ہے کہ خدا نے واقعی اس کے دل کو سچے اور کامل ایمان سے روشن کردیا ہے۔

مرد گھر والوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرے

فرمایا: عورت کی طبعی اور فطری کمزوری کے پیش نظر اسلام نے ہر معاملے میں شوہر کو تاکید کی ہے کہ وہ عورت کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرے، مہربانی سے پیش آئے۔ گھر کی فضا کو خوش گوار بنانے کے لئے بہت ضروری ہے کہ مرد گھر والوں کے ساتھ خوش اخلاقی اور محبت سے پیش آئے، گھریلو زندگی کی خوش گواری اس میں نہیں ہے کہ مرد ہر

وقت اپنی بڑائی جتائے، بات بات میں اپنی حاکمیت کا اظہار کرے، ہر گھڑی تیور چڑھائے رکھے بلکہ بیوی کے ساتھ خوش مزاجی، بے تکلفی، دلجوئی مہربانی اور محبت کے برتاؤ سے کامیاب اور دل کش خانگی زندگی بنتی ہے۔

بیوی کو مارنے والے لوگ اچھے نہیں ہیں

فرمایا: ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہدایت فرمائی کہ ’’اپنی بیویوں کو ہرگز نہ مارو۔‘‘

مومن مرد کی روش بہرحال یہی ہونی چاہئے کہ وہ عفو درگزر سے کام لے۔ اگر بیوی میں کچھ عیب ہوں تو ان کی وجہ سے اس کو حقیر نہ جانے۔ اس سے نفرت نہ کرے بلکہ اس کو دل سوزی اور محبت کے ساتھ سمجھائے، حکمت کے ساتھ تربیت کرے نرمی سے پیش آئے، بات بات پر نہ ٹوکے اسکے کاموں میں عیب نہ نکالے، برا بھلا نہ کہے، طنز و تشنیع نہ کرے، بلکہ خوش گوار زندگی گزارنے کیلئے اسکے عیبوں سے صرف نظر کرے، اس کی بھلائیوں پر نگاہ رکھے اور اسی کے ساتھ سلوک واحسان کی زندگی بسر کرنے کے لئے صبر وضبط سے کام لے۔

صحابیاتؓ کے طرزِ عمل کو اپنائیں

فرمایا: آج ہماری ماؤں اور بہنوں کا حال ہم سے چھپا ہوا نہیں ہے ذرا ذرا سی بات پر بڑی بڑی شکایتیں ہوجاتی ہیں اور شوہر کی طرف سے ذرا بھی ناگواری اور ترش روئی کو برداشت نہیں کرتیں۔ حالانکہ ہمیں اس بارے میں صحابیاتؓ کے طرز عمل کو اپنا کر اپنے گھروں کو امن وسکون اور جنت کا نمونہ بنانا چاہئے۔ تاکہ ہماری دنیا بھی خوشی اور امن سے گذرے اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو۔

قرابت داروں اور رشتہ داروں کا خیال رکھنا ضروری

فرمایا: آج کے دور میں یہ جذبہ کم ہوتا جارہا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نوازتے ہیں تو اپنے رشتہ داروں اور خاندان والوں کی طرف دیکھتے بھی نہیں۔ دوسروں کے ساتھ حسن سلوک اور اپنوں کے ساتھ چھوٹا سا سلوک بھی نہیں کرتے۔ حضور اکرم ﷺ نے کیسی عمدہ تعلیم دی ہے کہ صدقہ۔ خیرات اور ہر قسم کی امداد کا جو ثواب اور اجر اپنوں کو دینے سے ملتا ہے وہ غیروں کو دینے سے نہیں ملتا۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے سب کچھ اپنوں کو ہی دیدیا جائے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ پہلے قرابت داروں اور رشتہ داروں کا خیال رکھیں۔ بعد میں پڑوسیوں اور تعلق داروں کا بھی خیال اور حسن سلوک باقی رکھیں۔

عورت گھر کی رونق ہے، شمع محفل نہیں

فرمایا: عورت گھر میں چھپا کر (پردے کے ساتھ) رکھنے کے لئے ہے باہر نکالنے کے لئے نہیں۔ یہ گھر کی رونق ہے، شمع محفل نہیں...... اسی لئے سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا ''عورتوں کے لئے دو مقام ہی قابل ستر ہیں۔(ا) شوہر کا گھر (۲) دوسرا موت کے بعد قبر۔

خلاصہ یہ کہ عورت کیلئے پردہ کی جگہ جہاں وہ امن وامان اور خیر وعافیت سے بلا گناہ کے رہ سکے یا تو شوہر کا گھر ہے، یا پھر موت کے بعد قبر۔ بلاضرورت باہر نکلنا، بازاروں، سڑکوں میں گھومنا پردے کے حکم کیخلاف ہے۔ خواتین جنت کی سردار جگر گوشہ رسول اکرم، زوجہ اسد اللہ الغالب، سیدنا حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے انتقال کا وقت قریب آیا تو حضرت علی ؓ سے فرمایا۔ اے میرے سرتاج جب میرا انتقال ہوجائے تو میری میت رات کو گھر سے نکالنا اور میرا جنازہ رات کو پڑھنا۔ تو حضرت علی ؓ نے

پوچھا۔ ''ایسا کس لئے؟'' فرمایا اے علی میرے چہرے کو ابا جان حضور سرور کونین ﷺ نے دیکھا ہے۔ یا پھر آپ (علی ؓ) نے۔ میں چاہتی ہوں کہ میرے کفن پر کسی نامحرم کی نظر نہ پڑے۔

اللہ اکبر...... کتنا اہتمام تھا پردے کا۔ ہم گنہگاروں کو بھی اللہ تعالیٰ پردے کی قدردانی کی توفیق عطا فرمادے۔ آمین۔

دیور موت ہے

فرمایا: ہندوستان میں تو بیوی شوہر کے بھائیوں سے یعنی دیور اور جیٹھ سے پردہ نہیں کرتی۔ حالانکہ ایک انصاری ؓ نے آپ ﷺ سے دریافت کیا۔ دیور کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمائے ''دیور تو موت ہے'' یعنی عورت کیلئے ایمان کے اعتبار سے موت ہے۔

خلاصہ یہ کہ اس حدیث میں دیور کو عورت کیلئے موت کہا گیا ہے۔ یعنی جس طرح موت ہلاکت ہے اسی طرح دیور بھی بھابی کیلئے ہلاکت ہے یعنی دوزخ اور جہنم کا باعث ہے۔ شرح بخاری میں ہے کہ جس طرح موت سے آدمی بچتا ہے اسی طرح دیور سے بھابی کو بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔

آج فیشن کا دور دورہ ہے اور فیشن کی بنیاد اور مرکز عورت کو بنادیا گیا ہے۔ اس کا نتیجہ ہوا کہ زیب وزینت کی تمام حدود ناتمام ہوگئیں۔ عورت کو حجاب اور پردے والے لباس سے عار ہونے لگا۔ حضرت ابوموسی ؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جب عورت عطر لگا کر مردوں کے پاس سے گذرے تاکہ لوگ اس کی خوشبو سے محظوظ ہوں تو وہ زانیہ ہے۔

☆☆☆

اسلام میں عورت کا مرتبہ

فرمایا: اسلام نے عورت کو بڑے مراتب عطا کئے ہیں، عورت کو ماں، بہن، بیٹی کے رشتے سے سرفراز کیا آج کی پیدا ہونے والی لڑکی کل ماں کے اس مقدس رشتے کی حامل ہوگی کہ جس کی رضا بخشش کا سبب اسکی دعا قبولیت کا ذریعہ، اس کو عزت واحترام سے دیکھنا حج کا ثواب، اس کی خدمت دخول جنت کا راستہ۔

قرآن کریم نے جابجا عبادت خداوندی کے ساتھ والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے یہاں تک کہ قرآن نے حکم دیا اگر والدین مشرک ہوں اور میرے ساتھ تم کو شریک ٹھہرانے پر مجبور کرتے ہیں تو ان کی بات نہ مانو مگر دنیا میں ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفاً اور دنیا میں والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

چارہی عورتوں سے نکاح

فرمایا: قبل از اسلام نکاح کی کوئی حد بندی نہ تھی ایک ایک آدمی دس دس بارہ بارہ بیویاں بیک وقت رکھتا تھا ظاہر بات ہے کہ اتنی ساری بیویوں کا ٹھیک طور پر نان نفقہ وغیرہ کا انتظام نہیں کرسکتا، اسلام نے اس پر روک لگائی اور سختی سے منع کیا اور زیادہ سے زیادہ بیک وقت چار عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دی بشرطیکہ ان چاروں کے درمیان عدل ومساوات کا معاملہ قائم کرسکے اور ان کے حقوق صحیح طور پر ادا کرسکے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ (تم ان عورتوں سے جن کو پسند کرتے ہو دو دو تین تین اور چار چار سے نکاح کرلو) اگر ایک سے زائد کرنا انتہائی ناگزیر ہو تو کرسکتے ہو ورنہ نہیں۔

لڑکی کی تربیت دخول جنت کا ذریعہ

فرمایا: قبل از اسلام لڑکی کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کردیا جاتا تھا اور آج جسے ترقی یافتہ دور کہا جاتا ہے لڑکی کو پیدا ہی نہیں ہونے دیا جاتا اگر ہوگئی تو اسے کوڑے دان اور نالے وغیرہ میں ڈال دیا جاتا ہے جیسا کہ اخبارات کی سرخیاں آئے دن ایسے واقعات سے مزین ہوتی ہیں۔ لیکن اسلام نے لڑکی کو بہت بڑا مقام عطا کیا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کو لڑکی کی نعمت سے نوازا گیا پھر اس کو تکلیف نہیں پہونچائی اور نہ اس کی اہانت کی اور نہ اس پر بیٹے کو ترجیح دی تو اللہ تعالیٰ اس آدمی کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔

حضرت سکینہؓ کا واقعہ

فرمایا: سکینہ ۵۲ ہجری میں پیدا ہوئیں یہ شہید کربلا علی اصغر کی حقیقی بہن تھیں۔ ان کا نکاح ابوبکر بن عبداللہ بن حسن بن علی رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ہوا وہ کربلا میں شہید ہوگئے تو دوسرا نکاح مصعب بن زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے ہوا ان کی بھی شہادت ہوگئی تو سکینہ کا تیسرا نکاح عبداللہ بن عثمان فراحی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ عبداللہ بھی جوانی میں انتقال کرگئے حضرت سکینہ کا چوتھا نکاح زید بن عمر بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ پہلے شوہر ابوبکر سے انہیں ایک لڑکی ہوئی تھی جس کا نام رباب تھا آخری شوہر سے ایک بیٹا عثمان ہوا ۱۱۷ ہجری میں انتقال کرگیا۔

آج ہماری ماؤں اور بہنوں کو اس واقعہ سے عبرت ونصیحت حاصل کرنا چاہئے کہ انہوں نے ایک نہیں چار چار شادیاں کیں مگر آج صورت حال مختلف ہوگئی بہت سے خوشحال گھرانے ایسے بھی ہیں کہ دوبارہ شادی کرنے کو عیب سمجھتے ہیں۔ اگر شوہر کا انتقال ہوجائے یا کسی ناگوار صورت کی وجہ سے خلع یا طلاق کا واقعہ پیش آجائے تو دوبارہ شادی

کرنے میں عار محسوس نہ کریں۔ بلکہ عدت پوری ہونے کے بعد فوراً نکاح کرلیا کریں۔ اس سے عزت وآبرو کی حفاظت ہوگی اور گناہوں سے بچ سکیں گی۔

اورنگ زیب بادشاہ کی بیٹی سے عبرت حاصل کریں!

فرمایا: ہماری ماؤں اور بہنوں کیلئے بڑا ہی نصیحت آمیز اور درس آموز یہ واقعہ ہے کہ زینب النساء بنت محی الدین اورنگ زیب عالمگیر خاتون جس نے شاہی گھرانہ میں پرورش پائی جس کا باپ شہنشاہ غیر منقسم ہندوستان پر بلاشرکت غیر حکومت کی ہو اور اس کے دور حکومت میں کسی طاقتور سے طاقتور مغربی ملک بھی اس کی طرف غلط نگاہ نہ اٹھا سکتا ہو۔ جس کا خطبہ کرہ ارض کے ایک وسیع وعریض رقبہ پر پڑھا جاتا رہا ہو اس کی لڑکی کے پردے کا حال یہ ہے کہ غیرت اسلامی کے پیش نظر غیر محرموں کو دیکھنا پسند نہیں کرتی اور شعروشاعری میں ایسا ملکہ اور ید طولیٰ حاصل ہے کہ پورے ملک پران کے شعراء ایک شعر کی تضمین کرنے سے عاجز رہ گئے تو اس لڑکی نے اس کی تضمین کی، کیا آج ہماری ماؤں بہنوں میں پردہ کا اس طرح کا نظام ہے اگر تھوڑی سی دولت آگئی تو پارکوں، ہوٹلوں اور کلبوں میں آوارہ ہوکر پھرتی رہتی ہیں نہ سر پہ دوپٹہ ہے نہ کسی سے کوئی حجاب، کان میں موبائل لگا کر سینہ کھول کر نامحرموں سے ہنسی مذاق کی باتیں کرتی گذرتی ہیں نہ اولاد کی تربیت کی فکر نہ اسلام کے احکام کا پاس ولحاظ۔

برقعہ حجاب کا بہترین ذریعہ ہے

فرمایا: محترم خواتین ہمارے ملک ہندوستان یا دیگر اسلامی ممالک میں برقعہ کی جو مختلف صورتیں ہیں۔ حضور ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانہ میں یہ برقعے نہیں تھے۔ صحابہ اور تابعین کے دور میں عورتیں سادہ لباس پہنتی تھیں ایک بڑی چادر سے حجاب کے

تقاضے پورے ہوجاتے تھے بناؤ سنگار اور زیب وزینت ان کے مزاج میں نہیں تھا۔ لیکن زمانہ گذرنے کے ساتھ ساتھ یہ سادگی باقی نہ رہی اور عورتوں میں زیورات، لباس اور حسن وجمال کی نمائش عام ہوگئی۔ اور چادر کی جگہ برقعہ آگیا۔ اور آج کل برقعے بھی پھول بوٹے والے آنے لگے۔

تاہم جو عورتیں برقع کی جگہ بڑی چادریں استعمال کرتی ہیں اور اپنے سارے وجود کو ڈھانپ لیتی ہیں وہ گھونگھٹ نکالتی ہیں وہ صحیح معنوں میں پردے کا حکم بجالاتی ہیں۔ اسلئے کہ پردے کی کوئی مخصوص شکل لازمی قرار نہیں دی گئی ہے۔ لیکن آج کل چادر بھی بے پردگی کا سبب بن گئی۔ دیکھنے میں خوبصورت اور بیل بوٹے اور آنکھوں کو خیرہ کردینے والے ڈیزائن نے چادر کی شرعی حیثیت کو ختم کردیا ہے۔ اب چادر بھی بلکہ مالدار عورتوں کی زیب وزینت میں شمار ہونے لگی ہے۔ پردے کے لئے پہلے دوپٹہ بھی ایک اچھا ذریعہ تھا وہ کافی لمبا چوڑا ہوا کرتا تھا۔ لیکن اب وہ چھوٹا اور باریک ہوتے ہوتے نہایت ہی مختصر رہ گیا ہے کہ اب اس کو بھی پردے کا ذریعہ نہیں کہا جاسکتا۔ ان حالات میں یہی کہنا بہتر ہوگا کہ برقعہ حجاب کا بہتر ذریعہ ہے۔

آخر ہمیں کیا ہوگیا ہے

فرمایا: میری ماؤں بہنو! ہم نے کبھی پردے کی اہمیت پر غور کیا ہے؟ اور کبھی سوچا ہے کہ بے پردگی سے عورت کی عظمت ختم ہوجاتی ہے۔ بے پردگی سے عورت کا وقار مجروح ہوجاتا ہے۔ بے پردگی سے عورت بازاروں کی زینت اور شمع محفل بن جاتی ہے۔ ایسی عورت کو لوگ بھیڑیئے کی طرح للچائی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ کیا کوئی شریف عورت یہ گوارہ کرسکتی ہے کہ نامحرم اور اجنبی مرد اس کی طرف نظریں گاڑ کر دیکھے۔ ہرگز نہیں۔

معزز خواتین میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پردے میں رہ کر عورت کی بڑی قیمت ہے۔ بڑا وقار ہے، بڑی عزت اور شوکت ہے، آخر ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم نے پردے کو عورت کی ترقی میں بڑی رکاوٹ سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ تاریخ شاہد ہے کہ عورتوں نے پردے میں رہ کر اور حجاب کو باقی رکھ کر بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے ہیں۔

پوری انسانیت کے لئے نمونہ بنیں

فرمایا: اس دور پر آشوب میں جب اعلیٰ انسانی اقدار پامال ہو رہی ہیں، برائیوں کو اچھائیوں کا نام دے کر اپنایا جا رہا ہے، حرام وحلال کی تمیز مٹتی جا رہی ہے، زر کی ہوس میں ساری قیود سے آزادی اور مذہب بیزاری کو ترقی کا ضامن سمجھا جا رہا ہے، مسلم خواتین پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت اسلامی طور پر کریں۔ ان کے ذہن اور شعور کو اسلامی تعلیمات سے اس طرح منور کر دیں کہ وہ دنیا میں کہیں بھی جائیں اور رہیں باد مخالف کا طوفان ان کے قدم متزلزل نہ کر سکے اور دنیا وآخرت کی تعمیر وترقی میں وہ کردار ادا کر سکیں کہ خاندان سماج اور ملک وقوم بلکہ پوری انسانیت کے لئے ایک نمونہ بن سکیں۔

جہیز کو سب برا سمجھتے ہیں مگر......

فرمایا: جہیز جیسی لعنت کو سب ہی برا سمجھتے ہیں لیکن قابل افسوس امر یہ ہے کہ اکثر حضرات اس کو دوسرے ذرائع سے حاصل کرنے میں اجتناب نہیں کرتے ایک اور طبقہ بھی معاشرے میں موجود ہے جو اپنے تھیلے میں نوٹوں کی گڈیاں بھرے ہوئے اپنی بچی کے لئے ڈاکٹر، انجینئر او ربایوکیمسٹ کی تلاش میں سرگرداں رہتے، ان میں بھی معاشرے میں دو نقطہ نظر کے لوگ ہیں، ایک وہ ہیں جو لڑکی والوں سے جبراً جہیز کے

متمنی ہیں، دوسرے لڑکی والے بھی ایسے ہیں جو لڑکے والوں کی مانگ سے پہلے ہی علی اعلان بھاری رقمیں دینے کو تیار ہیں نہ صرف نقدی بلکہ تمام مادی چیزیں جو آج کل ضروریاتِ زندگی کا حصہ بن چکی ہیں۔

دکھاوا اور ریاکاری

فرمایا: آج کل شہرت ونا موری ریا ودکھاوے کی ایسی ہوا چل پڑی ہے کہ نہ دین ومذہب کا پاس ولحاظ رہ گیا اور نہ حلال وحرام کی کوئی تمیز محض نام کی خاطر کہ لوگ کہیں گے کہ فلاں عورت نے اپنی بیٹی کی شادی میں اتنے روپئے خرچ کئے، سودی قرض لے کر لاکھوں روپئے فضول میں خرچ اور ضائع کئے جا رہے ہیں اور اگر باپ نہ خرچ کرنا چاہے تو لڑکی کی ماں کوستی رہتی ہے کہ یہ کیسی شادی جبکہ گھر میں چہل پہل اور ناچ گانے نہ ہوں۔

جہیز ایک کینسر کے وائرس کی شکل میں

فرمایا: آج مسلم معاشرہ کو جہیز ایک کینسر کے وائرس کی شکل میں اپنے گھیرے میں لے چکا ہے۔ جلدی میں اس کا علاج نہ کیا گیا تو اخباروں میں مزید سرخیاں دکھائی دیں گی۔ بھیانک واقعات پڑھنے کو ملیں گے اور مسلم قوم کو شرمندہ کرنے والی حرکات کا سامنا بھی کرنا پڑ سکتا ہے۔

اخباروں کے صفحات آئے دن دلہن سوزی کی سرخیوں سے بھرے ہوتے ہیں، کبھی کبھی ایسی بھی خبریں نظروں سے گزر کر روح کو زخمی کر دیتی ہیں کہ چار بہنوں نے والد کی پریشانیوں کے مدنظر گلے میں پھندا ڈال کر خودکشی کر لی، اور اس سے زیادہ تکلیف دہ سرخی ہوتی ہے کہ ایک مسلم لڑکی کسی غیر مسلم کے ساتھ راہ فرار اختیار کر گئی۔''

اس کا سب سے بڑا اور واحد سبب مخلوط تعلیم اور وقت پر شادی نہ کرنا ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جب اولاد بالغ ہوجائے تو اس کا نکاح کردیا کرو اگر اولاد بالغ ہوئی اور اس کا نکاح نہ کیا اور اس نے گناہ کیا تو اس کا گناہ باپ ہی پر ہوگا۔

عفت و پاکدامنی کا حصول بھی ایک لازمی امر

فرمایا: ہماری ماؤں کو پردے کا جو اسلامی حکم ہے اس پر مضبوطی سے عمل کرنا چاہئے اور غیر مردوں کیساتھ اختلاط، خواہ چچازاد بھائی، بہنوئی، جیٹھ، دیور، پھوپی زاد بھائی، ماموں زاد بھائی ہر ایک سے کلی طور پر اجتناب کرنا چاہتے۔

ایک نیک صالح اور پاکدامن معاشرہ کا قیام شریعت مطہرہ کے اہم مقاصد میں سے ہے۔اس مقصد کے حصول کے لئے جہاں شریعت نے تقویٰ وطہارت، ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کا اہتمام، معاملات کی درستگی اور فکر آخرت وغیرہ امور کی طرف متوجہ فرمایا ہے وہاں عفت و پاکدامنی کا حصول بھی ایک لازمی امر قرار دیا ہے اور اپنے ماننے والوں سے مطالبہ کیا ہے کہ ہر اس ذریعہ اور سبب سے اجتناب کریں جو انسانی عفت وعصمت کے منافی ہو۔

عورت جس قدر پردے میں ہو اسی قدر اللہ تعالیٰ کو پسند

فرمایا: آج ہم نمازی بھی ہیں، حاجی بھی ہیں، عالمہ بھی ہیں فاضلہ بھی ہیں، لیکن پردے کا اہتمام نہیں آج کل مسلمانوں میں ایک طبقہ ایسا بھی پیدا ہوگیا ہے جو کہتا ہے کہ پردہ تو دل کا ہے حالانکہ دل تو پہلے ہی پردے میں ہے۔عورت جس قدر پردے میں ہوتی ہے اسی قدر اللہ تعالیٰ کو پسند آتی ہے۔

☆☆☆

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔اے میری بندی تو دوسروں کو دکھانے کیلئے سجتی، سنورتی ہے کبھی میرے لئے بھی سج دھج کے آ۔یعنی حیاء، پاک دامنی، شرم، تقویٰ، توکل، زہد، نماز، ذکر، تلاوت، سخاوت، خوفِ خدا، محبت رسول یہ سب عورت کے زیور ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے کی چیزیں ہیں۔سجدے کا نشان عورت کے چہرے کا میک اپ ہے، سخاوت ہاتھوں کے کنگن ہیں۔حیا سے اٹھا ہوا قدم اس کی پازیب ہیں۔قرآن مجید کی تلاوت اس کے گلے کا ہار ہے۔اللہ تعالیٰ نے عورت کو مقام بخشا ہے قرآن میں عزت دی ورنہ تو زمانہ جاہلیت میں عورت کی کون قدر کرتا تھا۔ یہودیوں اور کافروں کے نزدیک عورت ایک ڈائن تھی۔عیسائیوں کے نزدیک نفسانی خواہشات پوری کرنے کا ذریعہ تھی۔

عورت یا مرد ہونا، نہ کوئی خوبی ہے نہ عیب

فرمایا: یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ عورت ہونا یا مرد ہونا، نہ کوئی خوبی ہے نہ عیب ہے۔جو چیز انسان کے اختیار میں نہیں ہے اس پر بحث بیکار ہے۔البتہ صالح ہونا یا نہ ہونا عورتوں اور مردوں کے اختیار میں ہے اگر وہ صالح بنتے ہیں اور اپنی اولاد کو صالح بناتے ہیں وہ انعام کے مستحق ہیں اور اس میں اگر کوتاہی کرتے ہیں یقیناً وہ سزا کے مستحق ہیں۔

دنیا مقصد حیات نہیں ہے۔مطلب یہ کہ دنیا مقصود نہیں ہے، دنیا زندگی گذارنے کیلئے اسباب اور ذریعہ کی حیثیت رکھتی ہے۔فائدہ اٹھانے کیلئے دنیا نہ ہوتی، اسباب دنیا نہ ہوتے تو آدمی زندگی کیسے گذارتا اور زندگی کا لطف کیسے اٹھاتا۔خوب سمجھ لو۔دنیا اور اسباب دنیا فانی اور چند روزہ نعمتوں اور راحتوں کی چیزوں کا نام ہے۔

اسلام کی سربلندی کے لئے کام کرو

فرمایا: عزیز بہنو! اللہ کا یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے تمہارا مرتبہ مردوں کے برابر کردیا۔انہیں ہدایت کی کہ وہ تمہارے معاملے میں توازن سے کام لیں اور اللہ

رب العزت سے ڈرتے رہیں۔ یہ ایک عام حکم تھا۔اس کے بعد دوسرا احسان یہ کیا کہ تمہیں مسلمان گھرانے میں پیدا کیا اور کفر وشرک کی گندگی سے بچادیا۔اس لئے اب تمہارا فرض ہے کہ اسلام کی سربلندی کے لئے کام کرو۔اور اپنی بہنوں تک دین کا پیغام پہنچاؤ،انہیں ان احسانات سے آگاہ کرو جو طبقہ نسواں پر حضرت محمد ﷺ نے کئے ہیں اور وہ حقوق بتاؤ جو اسلام کی بدولت خواتین کو ملے ہیں جن سے دیگر مذاہب کی عورتیں آج بھی محروم ہیں۔

قرآن کے واقعات سبق آموز ہیں

فرمایا: قرآن کریم کوئی قصے وکہانی کتاب نہیں ہے کہ ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکالدیں۔قرآن کا مقصد قصوں کا بیان کرکے اس سے انذار کرنا اور تبشیر وخوشخبری دینا ہے۔یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں قصے مکمل نہیں بیان کئے جاتے ہیں بلکہ قصے کے جس حصے سے نصیحت مقصود ہوتی ہے صرف اسی قدر بیان کیا جاتا ہے تاکہ لوگ قصوں میں پڑکر اصل مقصد کو فراموش نہ کرجائیں۔خولہ بنت ثعلبہ کے واقعہ سے ہم کو سبق ملتا ہے کہ اگر ہمارا شوہر غریب ونادار ہے،اور اللہ نے ہمیں مال ودولت سے نوازا ہے تو اس کی امداد اور تعاون کریں۔جب اللہ نے ہم دونوں کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے کیا ہم اتنا بھی نہیں کرسکتے ہیں؟ ہم کو ایک مثالی خاتون بننا چاہئے کہ دوسرے لوگ ہمارے عمل اور کام کو دیکھ کر اپنی زندگی میں لائیں اللہ ہم کو بھی خولہ بنت ثعلبہ جیسا عمل نصیب فرمائے۔آمین!

شادی بیاہ کے وقت بیٹی کو نصیحت

فرمایا: آج کے دور میں یہ بات بہت کم دیکھنے اور سننے میں آئی ہے کہ بڑے بوڑھے اور گھر کے ذمہ دار لوگ اپنی بچیوں کو شادی اور بیاہ کے وقت ایسی نصیحت کرتے

ہوں۔جس سے ان کی زندگی میں خوشگواری اور راحت وآرام کی فضا بنے۔برخلاف اس کے ماں، بہنیں اور دیگر عزیز رشتہ دار ایسی باتوں پر ابھارتی ہیں جن سے اختلافات کو ہوا ملی ہے۔اپنے خاندان اور قبیلہ کی بڑائی اپنے طور وطریقوں کو مستند سمجھا جاتا ہے۔دوسروں کے اطوار اور گھریلو اوصاف کو حقارت سے دیکھا جاتا ہے۔اپنی بات کو دوسروں پر زبردستی تھوپنے کی کوشش کی جاتی ہے اور دوسروں کی باتوں اور خیالات کو نظرانداز کرنے کی تلقین کی جاتی ہے۔

جب کہ حضور اکرم ﷺ نے اخلاق حسنہ کا درس دیا ہے اور اخلاق سے انسان خصوصاً مستورات جب منحرف ہوتی ہیں تو قسم ہا قسم کے بگاڑ، تنازعات پیدا ہوجاتے ہیں۔ساس، بہو، نند، دیور، جیٹھ، سسر اور دیگر سسرالی رشتہ داروں کی زبانوں پر ایک دسرے کی برائی اور ناپسندیدگی کے الفاظ آتے رہتے ہیں۔جس کی وجہ سے گھریلو ماحول میں کشیدگی پیدا ہوتی ہے اور رشتہ داروں میں تنازعات ابھرتے ہیں۔آج کے ماحول میں ہماری ماؤں بہنو کو ایک دوسرے کی اچھی عادتوں کو سراہنے کی عادت ڈالنی چاہئے اور صبر وتحمل کا مزاج بنایا جائے۔ساس کو اپنی حقیقی ماں کے مترادف اور سسر کو اپنے والد کے برابر تصور کرکے اور یہی چیز شوہر کے لئے بھی لازم ہے۔

شوہر بیوی ایک دوسرے کا خیال رکھیں

فرمایا: علامہ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے طبقات میں اور بلاذری نے انساب الاشراف میں لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک ریشمی چادر جس کی مالیت سو دینار یا دوسو درہم تھی پہنا کرتے فرمایا کہ یہ نائلہ کی ہے جو میں نے اسے پہنائی تھی اور میں اسے اس کو خوش کرنے کے لئے پہن لیتا ہوں اور اصحاب رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں کو لباس میں وسعت کرتے تھے کہ وہ حفاظت میں رہیں اور اس سے زینت بھی کریں۔

شوہر بیوی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ایک دوسرے کو خوش کرنے کا جذبہ اور طریقے اپنائیں۔ بیوی اس بات کا خیال کرے کہ شوہر کن باتوں سے خوش ہوتے ہیں اور شوہر بھی اس کا دھیان رکھے کہ کن چیزوں سے بیوی کو خوشی ہوتی ہے۔

اسلام نے پاکی کا درس دیا

فرمایا: میں اپنی ماؤں اور بہنو سے ایک بات صاف طور پر بتانا چاہتا ہوں کہ اسلام سے زیادہ پاکی اور صفائی کا درس کسی بھی مذہب اور کسی بھی تحریک نے نہیں دیا۔ اللہ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا، اَلطُّھُوْرُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ ، پاکی آدھا ایمان ہے، یعنی پاکی اور صفائی کو ایمان سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ عورت نامحرم لوگوں کے سامنے جاکر اپنی خوبصورتی اور حسن وجمال کا مظاہرہ کرے اور بے حیائی کے ساتھ نامحرم لوگوں کو دعوتِ نظارہ دے۔ یہ بے انتہا معیوب اور بے شرمی کی بات ہے۔

عورتوں کے لئے حکم ہے کہ وہ پاک وصاف رہیں اور ایسا پردے والا اسلامی لباس پہنیں، جس کو شریعت اسلامیہ نے پسند کیا ہے، یعنی ڈھیلا ڈھالا لباس۔ جس سے انسانی اعضاء کی نشوونمائی ہرگز نہ ہو، اور اپنے سر، بازو، پیٹ، پیٹھ، پنڈلیوں کو چھپائے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اس اعتبار سے رہنے کا حکم دیا ہے۔ پردے کے ساتھ رہیں۔ دروازوں اور دریچوں اور پردوں سے جھانک تاک کی عادت شریف اور نیک عورتوں کا کام نہیں ہے۔

اسلام عورت کو زیب زینت سے نہیں روکتا

فرمایا: اسلام نے عورت کو زیب وزینت سے منع نہیں کیا ہے، بلکہ اس کی زینت کے مواقع اور محل مختصر کئے ہیں۔ مثلاً جب چھوٹی بچی ہوتی ہے تو والدین اس کو اچھا لباس پہنا کر

خوش ہوتے ہیں، اور اس کی زیب وزینت کا مقصد ہرگز تشہیر اور دکھاوا نہیں ہوتا۔ اور وہ معصوم پھول ہوتی ہے کوئی اسے غلط نظر سے بھی نہیں دیکھ سکتا۔

لیکن جب لڑکی سیانی ہوجائے۔ دس بارہ سال کی لڑکی کو آج کل دنیاوی حالات، ماحول اور اچھا، برا سب معلوم ہوجاتا ہے۔ ایسی لڑکی کیلئے صاف ستھرے کپڑے اور ایسے کپڑے جو فیشن سے دور ہوں سب سے بہترین کہ وہ اپنے ماں باپ، بھائیوں، بہنوں اور خاندان کے دیگر افراد کے درمیان رہتی ہے۔ سیدھا سادا انداز بہتر ہوتا ہے۔ تو اس وقت بھی آنکھوں میں سرمہ لگانا، سر میں تیل ڈالنا، اور کنگھی، چوٹی کرنا، شریعت میں منع نہیں ہے، لیکن اس کی حد یہ ہے کہ وہ اپنے گھر میں رہ کر یہ سب کچھ کرے اور گھر میں آنے والے نامحرموں سے اپنے آپ کو دور رکھے۔ کہ یہ شرم وحیا اور ایمان کی علامت میں سے ہے۔

حجاب شریف اور پاکیزہ عورتوں کا طریقہ

فرمایا: پاکیزہ اور شریف عورت کا طور طریقہ یہ ہے کہ وہ ہر حالت میں باحجاب رہے۔ یہاں تک اگر دروازہ پر دستک کا جواب دینا پڑے تو بالکل سپاٹ لہجے میں جواب دے۔ نرمی اور الفت کا ہرگز مظاہرہ نہ ہو، تاکہ آنے والا نامحرم ضروری بات پوچھ کر جلدی واپس ہوجائے۔

آج کل گھروں میں ایک دستور یہ بھی آگیا ہے کہ جب کہیں سے فون آتا ہے تو گھروں میں مردوں کی موجودگی ہی عورتیں فون اٹھا کر جواب دیتی ہیں۔ حالانکہ یہی جواب مرد دے سکتے ہیں۔ لیکن اس بات کا ہمیں قطعاً خیال نہیں رہتا کہ جس طرح عورت کا پردہ ہے اسی طرح اس کی آواز کا بھی پردہ ہے۔ عورتوں کی چوڑیوں کی آواز اور پائل کی جھنکار کو نامحارم کے لئے شریعت نے سخت ناپسند کیا ہے۔ اور اس کو گناہوں کے کاموں میں شامل کیا ہے۔

آزادی کے نام پر عورتوں کی تذلیل

فرمایا: اسلام نے عورت کو تمدن و معاشرت میں اس کے فطری مقام پر رکھ کر عزت وشرف کا مرتبہ عطا کیا اور صحیح معنوں میں خواتین کے درجہ کو بلند کر دیا جبکہ مغرب نے عورت کو جو کچھ دیا ہے وہ عورت ہونے کی حیثیت سے نہیں بلکہ تمدن و معاشرت میں مردوں کے سے کام کرنے کی وجہ سے دیا ہے۔ عورت درحقیقت اب بھی ان کی نگاہ میں ویسی ہی ذلیل ہے جیسی پرانے دور جاہلیت میں تھی۔ یہ کام صرف اسلام نے کیا ہے کہ عورت کو اس کے فطری مقام پر رکھ کر ہی محترم قرار دیا ہے۔ اسی لئے مغربی دنیا کے مشہور مصنف ومؤرخ لیبان یوں اعتراف کرتے ہیں ’’اسلام وہ پہلا مذہب ہے جس نے عورت کی حالت کو درست کر کے اسے ترقی کی راہ پر ڈالا۔ اسلام سے پہلے دنیا میں عورت کی حالت نہایت مذموم اور المناک تھی۔ اسلام ہی نے تمدن میں عورت کو مساوات کا درجہ عطا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ بلحاظ تعلیم وتربیت مشرقی عورت مغربی عورت پر فائق وبرتر ہے۔‘‘

مردوں کے لئے سب سے بڑا فتنہ عورت ہے

فرمایا: عورت فطرۃً وجود انسانی کا حصہ نصف ہے اور اس کا جز ولاینفک ہے، قدرت کا منشا بھی یہی ہے کہ ہر ایک انسان ماسوا سے مستغنیٰ ہو کر ایک دوسرے کا مددگار ایک دوسرے کا شریک اور ایک دوسرے کا ہر وقت رفیق اور غمگسار بن کر رہے نیز یہی وہ انمول موتی اور لاجواب خوش رنگ پھول ہے جس کا بدل قدرت نے پیدا ہی نہیں کیا، یہی مہر ووفا، محبت واتحاد کی مجسم تصویر ہے جس کو مرد نے اپنی روح رواں اور معاون زندگی قرار دے کر سب سے زیادہ قدر کی نگاہوں سے دیکھا ہے لہٰذا جو عورت ان

اوصاف حمیدہ کی حامل ہوگی وہی کامیاب رفیقۂ حیات کہلائیگی اور ان عمدہ صفات سے خالی، ان قابل تعریف اوصاف سے بے بہرہ ہو، جو کمینہ اور بدتر خصائل کی مجموعہ ہو اس سے زیادہ تکلیف دہ قابل نفرت انسان کے لئے کوئی دوسری چیز نہیں ہوسکتی جس کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا ”مَا تَرَکْتُ بَعْدِی فِتْنَۃً اَشَدُّ عَلَی الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ“ (بخاری شریف) یعنی میں نے اپنے بعد مردوں کے لئے کوئی فتنہ عورت سے اشد نہیں چھوڑا۔ نیز ارشاد ربانی ہے ”زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّھَوٰتِ مِنَ النِّسَاءِ“ لوگوں کے لئے ان کی مرغوب چیزوں کی محبت یعنی عورتوں کو مزین کر دیا گیا۔

معاشرے کی اصلاح میں عورت کا اہم رول

فرمایا: معاشرہ وخاندان کی اصلاح ودرستگی کیلئے عورت کا بہت بڑا رول اور کردار ہے اگر عورت چاہے تو پورے خاندان کو سدھار سکتی ہے اور اگر چاہے تو پورے معاشرے میں بگاڑ پیدا کر دے پہلے ہماری مائیں اور بہنیں نیک ہوا کرتی تھیں تو ان کی گود میں رابعہ بصری رحمہا اللہ اور عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگان دین اور مصلحین امت جنم لیتے تھے۔ آج ہم اپنے بچوں کی تربیت اور اصلاح کی طرف توجہ نہیں دیتے ہیں جس کی وجہ سے فاسق وفاجر اور نافرمان اولاد جنم لے رہی ہیں۔

ماں کی گود بچہ کا پہلا مدرسہ ہے اگر وہاں اس کی تعلیم وتربیت کا نظام صحیح ہوگیا تو آگے چل کر یہ اولاد نیک وصالح اور خاندان وقوم کا نام روشن کرے گی اور اس مدرسہ میں صحیح تربیت نہ ہوسکی تو یہ والدین اور دین ومذہب اور قوم کے نام پر بٹہ لگ جائے گا۔

اپنے گھروں کو نماز اور تلاوت سے روشن رکھو

فرمایا: اے کاش! ہم میں پھر ایسا جذبہ پیدا ہو جائے کہ ہماری ماؤں کو قرآن کے بغیر سکون اور چین نہ ملے۔ پہلے زمانہ کی عورتیں اپنے بچوں کو دودھ پینے کے زمانہ میں کئی

کئی بڑی بڑی سورتیں یاد کرادیا کرتی تھیں۔لیکن افسوس آج تو ہم اپنے بچوں کو سونے اور جاگنے کی دعا بھی سکھانے کیلئے تیار نہیں فلمی گانے اور ڈسکو ڈانس کے مکروہ عمل سے ہی زندگی شروع ہوجاتی ہیں۔حالانکہ سرکار دوعالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

تلاوت قرآن مجید ایک اہم عبادت کے ساتھ ایمان کو تروتازہ رکھنے کا موثر ذریعہ ہے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''اپنے گھروں کو نماز اور تلاوت قرآن سے روشن رکھو''۔

جس دل میں قرآن نہیں وہ ویران ہے

ایک سچی مومنہ اور مسلمان عورت کی شان یہ ہے کہ باحیاء اور پاکیزہ اخلاق والی ہو اور قرآن مجید پڑھا ہو اور اپنے معاملات اور مسائل سے واقف ہو اور ذکر اللہ کے ساتھ نماز کی پابندی اور پھر قرآن مجید کو سمجھنے والی ہو۔کیونکہ دینداری۔پرہیزگاری، اور اللہ کا خوف جس کو حاصل ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول اور محبوب ہے۔ایک مومن اور مسلمان عورت کے لئے اس سے بڑی اور کیا سعادت ہوسکتی ہے۔قرآن مجید کا سیکھنا ہر مسلمان پر واجب ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:''جس آدمی کے دل میں قرآن مجید کا کچھ حصہ نہیں ہے اس کا دل ویران گھر کی مانند ہے۔'' (ترمذی)

قرآن پر عمل کرکے ہی نجات مل سکتی ہے

فرمایا: آج مسلمان کو اسی قرآن پر عمل کرکے نجات مل سکتی ہے۔ایک سچی خبر آپ کو سنا رہا ہوں کہ مسلمانوں کی ایک بستی میں اپنے جھونپڑی نما گھر میں ایک عورت کھانا پکا رہی تھی کہ تیز آندھی سے چنگاریاں اٹھیں، جن سے گھر میں آگ لگ گئی جو آناً فاناً تین ملحقہ گھروں میں پھیل گئی اور شعلے بلند ہونے لگے۔اس دوران ایک گھر سے قرآن پاک اڑا اور قبلہ کی طرف پرواز کرگیا۔چمکتی ہوئی شئے کی صورت میں اڑتے

قرآن پاک کا یہ معجزہ وہاں موجود درجنوں افراد نے دیکھا۔قرآن پاک آسمان پر جاکر غائب ہوگیا۔آتشزدگی سے تینوں گھروں کا سامان جل کر خاکستر ہوگیا۔فائر بریگیڈ نے موقع پر پہنچ کر آگ پر قابو پالیا۔

نیک لڑکیوں کو گھر میں بہو بنا کر لانے کی ضرورت

فرمایا: افسوسناک بات یہ ہے کہ آج کے مادہ پرست ماحول کے زیر اثر اب مرد ایسی بیویاں تلاش کرتے ہیں جو کمانے والی ہوں تاکہ ان کے معاشی معاملات میں ان کا ہاتھ بٹائیں۔اس کے بھی بداثرات عائلی زندگی پر مرتب ہوتے ہیں اور بچے ماں کے پیار ومحبت اور عادت واطوار سے کلی طور پر محروم ہوتے جا رہے اسی کو اکبر الٰہ آبادی نے کہا تھا۔

طفل میں خو آئے کیا ماں باپ کے اطوار کی
دودھ ہے ڈبے کا تعلیم ہے سرکار کی

آج ایسی لڑکیوں سے شادی کرنے اور گھر آباد کرنے کی ضرورت ہے جن میں اسلامی تعلیم اسلامی اخلاق پایا جائے۔اسلام کی تعلیم سے دین ودنیا میں سرخروئی اور سرفرازی حاصل ہوتی ہے۔

نئی نسل میں دینی شعور بیدار کیا جائے

فرمایا: آج ضرورت ہے کہ مسلمان عورتوں اور مردوں کو دین سے زیادہ سے زیادہ قریب لایا جائے۔خصوصاً نوجوان نسل میں دینی شعور اور مذہبی جذبات کو بیدار کیا جائے، اہل مغرب کی ثقافتی یلغار اور ہندوانہ رسوم ورواج کے اثرات کو زائل کیا جائے۔دین کے اصول وکلیات کے احترام کے مطالبہ کی تکمیل کی

سوائے اس کے اور کوئی صورت نہیں ہے کہ وہ دین کی تعلیمات سے پوری طرح واقف ہو، تاکہ وہ یہ جان سکے کہ زندگی کے مختلف حالات ومسائل میں کیا ہدایات ہیں اور وہ ان کو کس طرح حل کرتی ہے؟

آج پڑوسی کی اہمیت نہیں ہے

آج ترقی یافتہ دور میں معاشرہ نے پڑوسیوں کو اپنے ماحول اور معاملات سے بالکل الگ کردیا ہے۔ ہماری اپنی تہذیب میں پڑوسیوں کو جو خصوصی درجہ حاصل تھا۔ وہ آج گذرے زمانہ کا ایک حصہ بن چکا ہے۔ آج کے ماحول میں گھر میں صرف اپنے لئے سوچا جاتا ہے، اور پڑوسی کو ایک فالتو اور بیکار سمجھ کر اس سے تعلق نہیں رکھا جاتا۔ حالانکہ انسانی معاشرہ میں پڑوسی کو خصوصی درجہ حاصل ہے۔ ارشاد ربانی ہے کہ: ''اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ بھلائی کرو، او رقرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور رشتہ داروں پڑوسی اور اجنبی اور مسافروں کے ساتھ اور جن کے تم مالک ہو۔'' اس آیت میں تین قسم کے پڑوسیوں کا ذکر ہے اور ان میں سے ہر قسم کے پڑوسی کے ساتھ اچھے سلوک کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا پڑوسی سے حسن سلوک

فرمایا: دور ماضی کی ایسی بے شمار مثالیں اور واقعات ہمارے سامنے ہیں کہ جن سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کی اہمیت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک کیا ہے؟ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے کہ لمبے عرصہ تک آپ کے یہودی پڑوسی کے گھر کی غلاظت آپ کے گھر کے صحن میں آکر گرتی رہی۔ لیکن کبھی آپ نے ناراضگی کا اظہار نہیں کیا۔ اتفاقاً یہودی کسی کام سے آپ سے

ملاقات کے لئے آپ کے گھر آیا تو اس نے دیکھا کہ امام کے گھر کا صحن صاف نہیں ہے اور اس کی وجہ خود اس یہودی کے گھر کی گندگی ہے۔ دیکھ کر شرمندہ ہوگیا، معافی مانگی او رکہا آپ نے شکایت کیوں نہیں کی؟ حضرت حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے پڑوسی سے لحاظ اور شرم آتی ہے۔ اللہ اکبر!

میری ماؤں اور بہنو! آپ کو اور ہم کو اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنی چاہئے کہ ہم اپنے پڑوسیوں سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر ناراض ہوجاتے ہیں اور پھر کئی ماہ تک بول چال اور تعلق ختم کردیتے ہیں۔ یہ پڑوسی کی حق تلفی نہیں تو اور کیا ہے۔

زمانۂ جاہلیت میں عورتیں حسن کی نمائش کرتی تھیں

فرمایا: بڑے افسوس کی بات ہے کہ جس مذہب نے عورتوں کے لئے اس قدر پردہ پوشی کی تاکید فرمائی ہو اس کی آواز تک کو چھپانے کا حکم فرمایا ہے۔ اسی مذہب کی عورتیں آج اس قدر مغربی تہذیب وتمدن کی دلدادہ ہیں کہ اس کی ہر چیز کی نقالی کو اپنے لئے عزوافتخار سمجھتی ہیں اسلام کے اصول وقوانین کو اپنے لئے ایک قید تصور کرتی ہیں اور لباس اس طرح زیب تن کرتی ہیں کہ پہننے کے باوجود بھی ننگی ہی رہتی ہیں۔

''اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا: ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ عورتیں لباس پہنے ہوئے ہونگی لیکن اس کے باوجود ننگی رہیں گی، دوسروں کو اپنی طرف مائل کرنے والی اور خود دوسروں کی طرف مائل ہونے والی ہوں گی''۔ آج وہی زمانہ آگیا ہے، مرد تو پورا بدن ڈھکے ہوتے ہیں مگر عورتوں کا بدن کھلا ہوتا ہے اور دوپٹہ برائے نام سینے پر رکھ لیا تو رکھ لیا ورنہ وہ بھی نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولٰى. اور دکھلاتی نہ پھرو جس طرح پہلے جاہلیت کے دور میں دستور تھا۔

☆☆☆

ننانوے قتل کرنے والے کی مغفرت

فرمایا: بنی اسرائیل کا ایک شخص تھا جس نے ننانوے قتل کیا تھا اب اس کو توبہ کی فکر دامنگیر ہوئی چنانچہ ایک عابد کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میں نے ننانوے خون کئے ہیں کیا میرے لئے توبہ کی کوئی گنجائش ہے تو اس عابد نے کہا کہ تو نے ننانوے قتل کئے تیرے لئے توبہ کی کوئی گنجائش نہیں تو اس نے تلوار نکالی اور کہا کہ جب میرے لئے توبہ ہی نہیں تو تجھے قتل کر کے سو کی تعداد پوری کر دیتا ہوں اس کو قتل کر کے دوسرے کے پاس پہونچا تو اس عابد نے کہا کہ فلاں گاؤں میں ایک عالم صاحب رہتے ہیں ان کے پاس جاؤ وہ اس سے نجات کی شکل بتائیں گے چنانچہ وہ شخص توبہ کی غرض سے اس گاؤں کی طرف بڑھا ابھی کچھ فاصلہ طے کیا تھا کہ اس کی موت کا وقت آ گیا اور جنت و دوزخ کے فرشتے حاضر ہوئے دونوں میں بحث ومباحثہ ہوا جنت والے فرشتے نے کہا کہ اسنے توبہ کی کوشش کی اسلئے میں اس کی روح قبض کرونگا دوزخ والے فرشتے نے کہا کہ اس نے سو جان کو قتل کیا اسلئے میں اس کی روح قبض کرونگا پھر دونوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زمین کی پیمائش کی جائے جس زمین کی طرف وہ دوڑا ہے اگر وہ زمین قریب ہے تو جنت والا فرشہ روح قبض کریگا اور اگر جہاں سے یہ چلا ہے وہی جگہ قریب ہے تو دوزح والا فرشہ روح قبض کرے گا چنانچہ زمین کی جب پیمائش کی گئی تو وہی زمین قریب نکلی جس طرف وہ توبہ کے لئے دوڑا تھا، توجنت والے فرشتے نے روح قبض کی۔ اس واقعہ سے اندازہ لگایئے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے کتنی محبت ہے بندے کو معاف کرنے کے لئے اس کے گناہوں کو درگذر کر کے اپنی رحمت میں لانے کے لئے بہانے ڈھونڈھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت درحقیقت بندے سے صرف ایک چیز کا مطالبہ کرتی ہے وہ یہ کہ بندہ ایک مرتبہ اپنے کئے پر سچے دل سے شرمسار، نادم ہو جائے اور نادم ہو کر اس

وقت جو کچھ کر سکتا ہے وہ کر گذرے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر کے اس کو معاف فرما دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح معنی میں اپنے گناہوں پر نادم ہونے اور توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی رحمت سے ہم سب کی مغفرت فرمائے۔ آمین!

اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں

فرمایا: انسان کو اللہ کی رحمت سے کبھی نا امید اور مایوس نہیں ہونا چاہئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی زندگی سے سبق حاصل کرنا چاہئے کہ کیسے کیسے مصائب ومشکلات کے پہاڑ آئے لیکن اللہ ہی پر بھروسہ اور توکل کیا اور صبر وتحمل کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہیں دیا۔ علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، حق تعالیٰ کی مہربانی اور فیض سے ناامید ہونا کافروں کا شیوہ ہے جنہیں اس کی رحمت واسلہ اور قدرت کاملہ کی صحیح معرفت نہیں ہوتی ایک مسلمان کا کام یہ ہے کہ اگر پہاڑ کی چٹانوں اور سمندر کی موجوں کے برابر مایوس کن حالات پیش آئیں تب بھی خدا کی رحمت کا امیدوار رہے اور امکانی کوشش میں پست ہمتی نہ دکھلائے۔ آدمی کتنا ہی گناہ کرلے لیکن اللہ کی رحمت سے کم ہی رہیں گے، اللہ کے خزانے میں کسی بھی چیز کی کمی نہیں ہے کمی ہمارے ہی اندر ہے کہ ہم مانگتے نہیں اللہ کی رحمت بہانے ڈھونڈھتی ہے۔

اسلام نے ہر جانب سے عورت کا مقام بلند کیا ہے!

فرمایا: ''جب آفتاب اسلام دنیا کے افق پر چمکا تو جہاں اس نے دوسری بے شمار برائیوں کا خاتمہ کیا وہیں عورت کے حوالے سے ہونے والے فتنہ وفساد ظلم و زیادتی اور عریانیت کا بھی خاتمہ کیا اور مختلف جہتوں سے عورتوں کا مقام ومرتبہ اتنا بلند کیا کہ جس کا آج سے ڈیڑھ ہزار سال پہلے تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔''

لیکن سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ کرنے والے ہر دور میں موجود رہے ہیں اس زمانے میں بھی اسلام دشمن عناصر نے شریعت محمدیہ کی شبیہ کو مسخ کرنے اور اسے بدنام کرنے کی معاندانہ مہم شروع کر رکھی ہے، جس کے تحت اسلام کے خلاف بڑی شدومد کے ساتھ یہ پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے کہ اسلام عورت کو کمتر سمجھتا اور حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے، یہ بے بنیاد باتیں اس قدر عام ہوتی جارہی ہیں کہ جیسے یہ ثابت شدہ واقعہ ہو، حالاں کہ حقیقت سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں۔

عزت کا اصل معیار تقویٰ ہے

فرمایا: یہ دس صفتیں یعنی اسلام ایمان اطاعت سچائی صبر عاجزی صدقہ وخیرات روزوں کی پابندی ناموس کی حفاظت اور کثرت سے اللہ کا ذکر جس کے اندر پائی جائیں اسے قیامت کے دن اجر عظیم ملے گا اور وہ بخشش کا حقدار ہوگا خواہ مرد ہو یا عورت ہر کسی کے لئے یہ مژدۂ جانفزا ہے اسلام نے ترقی وارتقاء کے مواقع جس طرح مردوں کو عطا کئے ہیں اسی طرح عورتوں کو بھی عطا کئے ہیں اللہ تعالیٰ کے یہاں رجولیت ونسوانیت کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ وہاں تو تقویٰ کو دیکھا جاتا ہے اصل معیار تقویٰ ہے وہ جس کے اندر پایا جائے گا وہ اللہ کا محبوب ومقرب بندہ بن جائے گا ایسے ہی اللہ کے یہاں حسب ونسب خاندان اور قبیلہ کو نہیں دیکھا جاتا ہے بلکہ خاندان اور قبیلہ تو اللہ تعالیٰ نے تعارف اور پہچان کے لئے بنایا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ ذَکَرٍ وَّ اُنۡثٰی وَ جَعَلۡنٰکُمۡ شُعُوۡبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوۡا ، اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ۔

اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد وعورت سے پیدا کیا اور تم کو خاندان اور قبیلوں والا بنایا تاکہ ایک دوسرے کو پہچانو تم میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی وپرہیزگار ہے۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ کسی کا عورت ہونا اس کے عنداللہ مقرب ومحبوب ہونے کے منافی نہیں ہے، اس لئے عورتوں کو ناامید ومایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

گناہوں کی جڑ اور بنیاد

فرمایا: مردوں اور عورتوں کو جو نگاہ نیچے کرنے کا الگ الگ حکم دیا گیا وہ صرف اسلئے کہ اکثر جتنے گناہ ہوتے ہیں ان تمام کی جڑ اور بنیاد ایک دوسرے سے پردہ نہ کرنا ہے چوں کہ مرد وعورت ایک دوسرے سے بے محابا اور شترے بہار کی طرح ملتے ہیں تو برائیاں کیوں نہ پھیلیں شریعت کا حکم تو یہ ہے کہ اگر کسی عورت کو اپنے محرم پر اعتماد اور بھروسہ نہیں ہے تو اس کے سامنے بھی بے پردہ نہ آئے اور غیروں پر کونسا اعتماد؟ آج مغربی تہذیب سے مسلم خواتین اتنی متاثر ہو رہی ہیں کہ لباس کی ایک ایک جز کی نقل کرنے میں اپنی عزت اور بڑائی تصور کرتی ہیں یہ سب ہماری اپنی ہی کمزوریاں ہیں۔

ترقی کا دعویٰ کرنے والے حیوانی خصائل کے حامل ہیں

فرمایا: کیا ترقی کا یہی مفہوم ہے کہ مادی ترقی کی بنیاد اخلاقی قدروں کی پامالی کی جائے اور ان انسانی قدروں کو مسترد کردیا جائے جو فی الحقیقت پاکیزہ معاشرے اور صحت مند تمدن کیلئے روح کی حیثیت رکھتی ہوں۔ یہ ترقی کے دعوے کرنے والے دراصل حیوانی خصلت وعادت اپنانے اور سارے لوگوں کو اس کا پابند بنانے کیلئے کیوں جبر وتشدد اور قانون کا سہارا لے رہے ہیں؟ مثال کے طور پر مسجد کے میناروں سے کسی کو کیا نقصان پہنچتا ہے، کہ وہ دوسروں کی نگاہوں میں کانٹا بن کر کھٹکیں اور ان سے میزائیل جیسا خطرہ محسوس کیا جائے۔ یا حیادار عورت اپنی شریفانہ شناخت، حریص مردوں کی

نگاہوں سے محفوظ رہنے اور اپنے شرعی و مذہبی تقاضے پورے کرنے لئے حجاب اور برقعہ کا استعمال کرتی ہے تو اس سے دوسروں کو کیا تکلیف ہوتی ہے اور کیوں اس کی مذہبی آزادی اور بنیادی حق چھیننے کی کوشش کی جارہی ہے؟ جب کسی شہری کو نیم عریاں اور مکمل برہنہ رہنے کی آزادی دی جاسکتی ہے تو ساتر لباس اور باحجاب رہنے والوں کو وہی آزادی کیوں نہیں؟ آخر یہ کون سی تہذیب پروان چڑھائی جارہی ہے کہ عورتوں کے جسم سے لباس اتارے جارہے ہیں، ٹاپ لیس رہنا پسند کیا جارہا ہے، بلکہ مکمل برہنہ رہنے کو آزادی تسلیم کیا جارہا ہے جس سے سماج میں فتنہ پیدا ہورہا ہے، طرح طرح کی اخلاقی اورجسمانی بیماریاں جنم لے رہی ہیں، عورتوں کی عزت وعصمت تارتار ہورہی ہے۔

واویلا کیوں؟

فرمایا: آج مسلمانوں کے لیے یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ ان کو اپنے شعائر پر عمل کرنے سے روکا جارہا ہے اور پورے طور پر سختی اور کوشش کی جارہی ہے کہ مسلم عورتیں بھی یورپ وامریکہ کی انگریز عورتوں کی طرح آوارہ پھریں اور مغربی ممالک یہی چاہتے ہیں کہ آج پوری دنیا مغرب کی آوارہ اور گندی تہذیب کو اپنا لے اور انسان و حیوان میں جنسی تکمیل کا جو فرق و امتیاز باقی ہے وہ سب اٹھ جائے اسی چیز کو اس دور کی کامیابی اور ترقی یافتہ دور کہا جاتا ہے مغربی ممالک جو یہ آوازیں اُٹھارہے ہیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ پوری دنیا کو آوارہ بنا کر سبوتاژ کیا جائے، کیا یہی جمہوریت ہے؟ کہ ایک شخص کو اس کے مذہبی امور پر عمل پیرا ہونے سے روکا جائے اور جنسی استحصال کے لئے راہیں ہموار کی جائیں برقع اور حجاب دراصل مغربی تہذیب کے لیے ایک چیلنج بن گیا ہے۔اس کی مخالفت کی اصل وجہ مسلم خواتین کو ان کی امتیازی شناخت، تحفظ عصمت اور تصورِ حیاداری سے محروم کر کے مغرب کی بے حجاب اور بے شرم تہذیب میں مدغم کرنا

ہے، ورنہ کسی طبقے کے قومی لباس، رہن سہن اور طرزِ زندگی کو ایک گندے دھارے میں بہالے جانے کا کیا مطلب؟

حکمرانوں کی ذمہ داری

فرمایا: افسوس! آج جو مسلم ممالک ہیں برقعہ کو غیروں پر لازم کیا قرار دیتے جب کہ ان کے گھرانے کی عورتیں ہی اسلامی شعائر کو اپنانے سے کتراتی ہیں مسلمانوں کے بہت سارے ممالک ہیں اگر صرف چند ملک ہی اس فارمولے پر عمل کرلیں تو پوری دنیا میں ہلچل مچ جائے اور اسلام کے خلاف جتنے پروپگنڈے کررہے ہیں ان کی ہوا اکھڑ جائے لیکن مسلم ممالک کے حکمران اور سربراہوں کو اتنی جرأت وہمت کہاں ہے کہ وہ خود مغرب ممالک کے بے دام غلام بنے ہوئے ہیں عیش وعشرت میں اس طرح پڑے ہوئے ہیں کہ ان کو یہ تک خبر نہیں ہے کہ دشمنانِ اسلام کس طرح اسلام کے ایک ایک حکم کو بیخ وبن سے اکھاڑنے کی جدوجہد اور کوشش کررہے ہیں جب کہ مسلم حکمرانوں پر بڑی ذمہ داریاں عائد ہیں ان سے قیامت میں سوال کیا جائے گا کہ قوم کو کس رخ پر ڈھالا، کیوں اسلامی احکام کو لاگو نہیں کیا ''اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ'' لوگ اپنے بادشاہوں کے دین و مذہب پر ہوتے ہیں اس لئے حکمرانوں کو اسلامی عقائد واسلامی احکام کی بجا آوری دیگروں سے زیادہ ضروری ہے تاکہ اس کے اچھے اثرات ونتائج لوگوں پر پڑیں اور عورتیں اسلام کے احکام پر مضبوطی سے عمل کریں بالخصوص پردے اور برقعے کے تعلق سے کسی قسم کی نرمی نہ برتیں۔

خود بھی اپنی اصلاح کی فکر کریں

فرمایا: اس سلسلہ میں قصور ہمارا ہی ہے کوتاہی ہم سے ہی ہورہی ہے کہ مسلم عورتیں برقعہ کا استعمال نہیں کررہے ہیں آج کتنی نوجوان مسلم خواتین ہیں جن کے سروں

پر اوڑھنی تک نہیں رہتی ہے برقعہ اگر استعمال کر رہی ہیں تو اس کو پردے اور حجاب کے لئے نہیں بلکہ اس کو فیشن اور دکھاوے کے لئے، عوام کا حال تو درکنار جو نیک اور پڑھے لکھے کہے جاتے ہیں ان کے گھروں میں بھی پردے کا نظم نہیں محض دکھاوے کے لئے رشتہ داروں کے یہاں اور بازاروں میں جاتے وقت برائے نام برقعہ پہن لیتی ہیں۔

''کیا اس سے اصلاح ہوسکتی ہے اور مسلم معاشرے میں سدھار آسکتا ہے اگر ہم پردے کو لازم پکڑتے اور اس پر مضبوطی سے عمل پیرا ہوتے تو یہ کیسے ممکن ہوتا کہ آج کہیں بھی برقعہ پر پابندی لگ سکتی۔ صحابیات کے دور میں اگر کوئی سنت چھوٹتی تھی تو وہ پریشان ہوجاتی تھیں اور جلد از جلد اس کی تلافی کی فکر ہوتی تھی اور آج حال یہ ہے کہ فرائض تک چھوڑ دیتے ہیں تو ذرا بھی احساس نہیں ہوتا۔''

اصلاح کیلئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ضرورت

فرمایا: واقعات کی روشنی میں آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ صحابیات رضی اللہ عنہن کو خدمت دین اور اشاعت اسلام کا کس قدر شوق تھا اور معاشرے کے سدھار اور اس کی اصلاح کی کس قدر فکر تھی اور بدعات وخرافات سے اس قدر گریزاں تھیں کہ زمانہ جاہلیت کے کسی بھی رسم ورواج کو باقی رکھنے کی روادار نہ تھیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں کسی طرح کی کاہلی اور سستی ان کے یہاں ناممکن اور محال تھی اور تعلیم وتعلم اور درس وتدریس کا جوشوق وجذبہ ان میں تھا اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ مرد حضرات بھی صحابیات سے علم حاصل کیا کرتے تھے مگر آج اس کا بالکل الٹا ہوگیا آج مرد حضرات تو عورتوں کو تعلیم دیتے ہیں مگر عورتوں میں وہ شوق اور جذبہ نہیں ہے جو پہلے تھا آج اس کی بہت سخت ضرورت ہے۔

☆☆☆

ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں

فرمایا: صحابیات بالخصوص امہات المومنین رضی اللہ عنہن نے اشاعت اسلام میں بڑی قربانیاں دیں آج انھیں معزز وپاکیزہ نفوس کی کدوکاوش محنتوں اور قربانیوں کا نتیجہ اور ثمرہ ہے کہ دین صحیح شکل وصورت میں ہمارے پاس موجود ہے انھوں نے جس طرح نبی اکرم ﷺ سے دین حاصل کیا اسی طرح پوری ذمہ داری کے ساتھ بعد کی نسلوں کو بھی پہونچادیا اور بعد کی نسلیں بھی اپنی ذمہ داریوں کو نبھاتے ہوئے اپنی اولاد اور نسلوں کو منتقل کرتی رہیں تاکہ یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے اور دشمنان اسلام کی کتر بیونت جس طرح دیگر مذاہب میں ہوئی ہیں اس طرح مذہب اسلام میں نہ ہونے پائے اس لئے ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ علم دین حاصل کریں اور بطور خاص اپنے بچوں کو علم دین سے آراستہ وپیراستہ کریں تاکہ پکے سچے مسلمان بن سکیں۔

آج دشمنان اسلام کی طرف سے طرح طرح کے شکوک وشبہات پیدا کئے جارہے ہیں اس لئے اور بھی زیادہ ضروری ہے کہ ہم اپنے بچوں کے عقیدے بالکل درست رکھیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحابیات رضی اللہ عنہن کے نقش قدم پر چلنے اور اپنے بچوں اور بچیوں کی تعلیم وتربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

آزادی نسواں کا نعرہ دھوکہ ہے

فرمایا: آج عورت کے لئے آزادی نسواں کا نعرہ بلند کر کے اس کو طرح طرح کی بندشوں اور رکاوٹوں میں پھانس رہے ہیں اور لوگوں کے ہاتھوں کا کھلونا اور بازاروں اور ہوٹلوں کی زینت کے طور پر اس کو پیش کرتے ہیں اور بے حیائی وعریانیت کے نت نئے طریقے ایجاد کر کے عورت کے اندر رہی سہی شرم وحیا کو بھی ختم کیا جارہا ہے

فحش و بدکاری کے لئے بڑے پیمانے پر کوششیں بھی جاری ہیں جس کے اثرات بڑے خراب پڑ رہے ہیں۔

اسلام کا مہذب قانون دشمنان اسلام کو نہیں بھاتا

فرمایا: دشمنانِ اسلام صنفِ نازک کو اسلام کا دیا ہوا مقام اور مرتبہ کیسے برداشت ہوتا، لہٰذا اس نے عورت کی آزادی کے بہانے اسلام کی بندشوں سے آزاد کرانے کا نعرہ بلند کر دیا اور اسلامی تہذیب وتمدن کو فرسودہ تہذیب قرار دے کر اس کو زینت خانہ کے تصور سے نکال کر بازاروں، ہوٹلوں اور کلبوں کی زینت بنا دیا اور اپنی شیطانی اور شطرنجی چالوں کے ذریعہ مغربی تہذیب کا ایسا بھوت اس کے دماغ پر بٹھا دیا کہ وہ اس ظاہری آزادی ہی میں اپنی اصلی زندگی اور بقاء وتحفظ سمجھنے لگی، مگر اس بھولی بھالی اور نتیجہ سے بے خبر عورت کو کیا معلوم کہ ان انسان نما بھیڑیوں کے کیا مقاصد ہیں، انہیں عورت کو عزت دلانا نہیں بلکہ اپنے مقصد کی تکمیل کیلئے گھر کی چہار دیواری سے نکال کر بازاروں اور کلبوں کی زینت بنانا تھا۔ لہٰذا ان شہوت پسند اور مفاد پرست عناصر نے عورت کی سادگی اور بھولے پن سے فائدہ اٹھا کر پاکیزہ تہذیب کے دائرہ سے نکال باہر کیا اور پھر یہ بیچاری تقدیر کی ماری عورت ان کے اشارے پر اپنی عزت ووقار کو نیلام کرنے کے در پئے ہوگئی۔ افسوس یہ ہے کہ اس سیلاب میں کچھ مسلم خواتین بھی بہہ گئیں اور وہ بھی غیروں کی طرح خاتون خانہ نہ بن کر دوسری جگہوں کی زینت بن گئیں۔

شادی ایک فیشن بن کر رہ گئی

فرمایا: تہذیب حاضر کا ایک اور مظہر جو ہمارے معاشرہ اور گلی کوچوں میں بہت تیزی سے پھیلتا جارہا ہے وہ بیوٹی پارلر کا شوق ہے، جس کو ہم حسن باختہ اور زینت خانے

کا نام دے سکتے ہیں، جہاں سے عمر رسیدہ خواتین اور جوان دوشیزائیں مختلف ناز وانداز اور کانٹ چھانٹ کے بعد ماڈرن ماڈل بن کر نکلتی ہیں، جس میں چہرہ کی خراش تراش میک اپ سے لے کر بالوں کی کٹنگ اور جسمانی مالش شامل ہے، جہاں جسم کے ابھار اور گولائی کو نمایاں کرنے کی ورزش اور گُر سکھائے جاتے ہیں، بیوٹی پارلرز کو حسن کے مقابلوں اور فیشن شوز نے مزید مقبولیت عطا کی ہے، ان سے اخلاق تباہ ہوتے جارہے ہیں نوجوان نسل بے راہ ہوتی جارہی ہے، معاشرہ میں فحاشی اور بے حیائی عام ہوتی جارہی ہے، صرف لڑکیوں کے لئے ہی نہیں بلکہ لڑکوں اور مردوں کے لئے بھی اب ایسے بیوٹی پارلرز اور سیلون کھل گئے ہیں جہاں نئے انداز سے بالوں کی کٹنگ کسی فلمی ہیرو کے طرز پر کی جاتی ہے، ان سینٹروں اور پارلرز سے سج دھج کر نکلنے کے بعد لڑکے اور لڑکیوں کی نفسیات یہ بن جاتی ہیں کہ زیادہ سے زیادہ اپنی اور اپنے جسم کی نمائش کریں، در حقیقت یہی چیزیں بے پردگی اور بے حیائی کو جنم دیتی ہیں۔

نہ جا ظاہر پرستی پر اگر کچھ............

فرمایا: معاشرہ میں بے حیائی اور بے شرمی عام ہونے کی ایک وجہ آج کے دور میں کچھ اسکولوں کالجوں میں جنسی تعلیم کا داخلِ نصاب ہونا بھی ہے، آج غیر مسلم بچوں کے ساتھ ساتھ کچھ امیر مسلمانوں کے بچے بھی انگریزی اسکولوں میں زیر تعلیم ہیں، عیسائی اسکولوں میں بچوں کو تعلیم دلانے کی عام فضا بن گئی ہے اور کچھ ایجنٹوں کے ذریعہ عامۃ الناس کو یہ باور کرانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ ان اسکولوں میں تعلیم بہت اچھی ہے لیکن یہ معلوم نہیں کہ سانپ بھی ظاہری طور پر خوبصورت ہوتا ہے، مگر جب وہ ڈنک مارتا ہے تو اس کی حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے، اسی طرح یہ عیسائی اسکول اور ظاہری طور پر ان کا تعلیمی سسٹم اور کورسز بہت خوشنما معلوم ہوتے ہیں، لیکن در حقیقت یہ

مسلمانوں کو ان کی اسلامی تہذیب وتمدن اور کلچر سے دور رکھنے کے لئے قائم کئے گئے ہیں جن میں شروع ہی سے یونیفارم کے بہانے بچیوں کو نیم برہنہ رہنے کی عادت ڈالی جاتی ہے، اور ستم بالائے ستم بہت سے اسکولوں میں جنسی تعلیم بھی دی جارہی ہے اور اس کو نصاب کا لازمی حصہ قرار دئے جانے کی کوشش کی جارہی ہے۔

کتنی بے شرمی کی بات ہے کہ بچوں کے سامنے ایسی فحش باتیں کی جائیں اور ایسی تعلیم دی جائے جس سے ہیجان برپا ہو، کیا ان کے آباواجداد کو جنسی تعلیم دی گئی تھی؟ اگر نہیں تو ان کا جنم کیسے ہوا؟

جنسی تعلیم کا مقصد بے حیائی کو فروغ دینا

فرمایا: حقیقت یہ ہے کہ جنسی تعلیم مقصد نہیں بلکہ شہوت پرست اور جنسی درندوں کا اس عنوان کے تحت اپنے مقصد کے لئے بے حیائی اور فحاشی کو فروغ دینا اور نابالغ بھولے بھالے معصوم بچوں کو قبل از وقت بالغ کردینا ہے، تاکہ سماج میں رہی سہی شرم وحیا بھی مٹ جائے، درحقیقت یہ دشمنانِ اسلام کی گہری سازش ہے وہ ہمارے سماج میں جنسی تعلیم کے نام پر ماضی کی طرح چوردروازہ سے داخل ہونے کی کوشش کررہے ہیں تاکہ باپ بیٹی بھائی بہن اور استاذ شاگرد کے درمیان شرم وحیا کا جو حجاب حائل ہے وہ ختم ہوکر عریانیت عام ہوجائے۔

کامیابی صرف اسلام کے طریقہ میں

فرمایا: ہمارے لئے اسی میں کامیابی ہے کہ اسلام کے طریقے پر زندگی گذاریں خواہ لوگ اس کو فرسودہ کہیں یا دقیانوسیت سے تعبیر کریں فیشن پرستی ہی ہمارے دین ومذہب کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے والی ہے جس دین کے بارے میں خود اللہ رب

العزت نے فرمایا ہے۔ ''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ۔فرمایا: آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کردی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا جب اسلام اللہ تبارک وتعالیٰ کا پسندیدہ مذہب ہے اور کامل ومکمل دین ہے تو کسی دوسرے طریقہ اور فیشن کی کیا ضرورت؟ بلکہ وہ تو سراسر نقصان اور خرابی کا باعث ہے۔

اس لئے آج ہم عہد کریں کہ اسلام کے ہر ہر حکم پر عمل کریں گے کسی بھی چیز میں ہم غیروں کی تقلید وپیروی نہیں کریں گے۔

انسان کا سب سے پہلا خون اور اس کا سبب

فرمایا: آج دنیا میں جتنے بھی فتنے اور جھگڑے رونما ہورہے ہیں اگر جائزہ لیں اور سروے کریں تو اس نتیجہ پر پہونچیں گے عموماً تین اسباب سے یہ جھگڑے ہوتے ہیں اور فتنوں میں لوگ مبتلا ہوتے ہیں۔ زن، زر، زمین، عورت، مال ودولت اور زمین اور ان میں سب سے بڑا عورت کا فتنہ ہے قرآن کریم کی تفاسیر کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ دنیا میں جو سب سے پہلا ناحق خون ہوا اس کا سبب بھی ایک عورت ہی بنی قابیل نے اپنے چھوٹے بھائی ہابیل کو جو قتل کیا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ قابیل کا نکاح جس لڑکی سے ہونا تھا اور جو اس کے لئے حلال تھی وہ اتنی خوبصورت نہ تھی جتنی کہ ہابیل کے ساتھ بیاہی جانے والی لڑکی تھی تو قابیل نے کہا کہ میں اسی لڑکی سے شادی کروں گا حالانکہ وہ ہابیل ہی کے لئے حلال تھی نہ کہ قابیل کے لئے بہر حال قابیل اپنی بات پر اڑا رہا اور اپنے نیک اور متقی بھائی کو عورت کی خاطر قتل کرکے قیامت تک ہونے والے ناحق خون کا وبال اپنے سر لے لیا۔ الامان والحفیظ

☆☆☆

عورتوں کے روحانی امراض

فرمایا: عورتوں میں ایک مرض یہ ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی نہیں کرتیں زیور کو عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ یہ تو استعمال کرنے کی چیز ہے اس پر زکوٰۃ کیوں ہوگی؟ خوب سمجھ لو کہ شریعت کے مطابق زیور پر بھی زکوٰۃ واجب ہے اور ایک کوتاہی یہ کہ اکثر عورتیں حج بھی نہیں کرتی ہیں ان کو حج کا بھی اہتمام کرنا چاہئے اور آج کل تو حج کے ذرائع بہت آسان ہو گئے ہیں حج نہ کرنے پر سخت وعید آئی ہے۔ایک خاص مرض عورتوں میں یہ ہے کہ خاوندوں کی نافرمانی کرتی ہیں گو بعض مرد بھی ظلم کرتے ہیں، مگر بعض عورتیں ایسی ہیں کہ خاطر مدارات کے باوجود بھی شوہر کو تنگ کرتی ہیں۔

اسلام انسان کے لئے سراپا رحمت ہے

فرمایا: اسلام جونوعِ انسانی کے لئے سراپا رحمت ہے وہ معاشرہ کے بگاڑ کو قطعاً پسند نہیں کرتا اس لئے اسلام نے پردہ کا حکم دے کر عورتوں پر احسان عظیم کیا اور عزت ووقار کو بڑھایا ہے ورنہ جہاں آج مردوزن کا آزادانہ میل جول ہے وہیں جنسی آوارگی اور حیوانی خواہشات اور اخلاقی ومعاشرتی بگاڑ کا ایک مہلک سیلاب آیا ہوا ہے، دنیا کے مسلم اور غیر مسلم ممالک میں مردوں کے ساتھ ساتھ عورتیں بھی دوش بدوش کام کرتی ہیں، اس سے عورت چند پیسے ضرور کما لیتی ہے لیکن اس کے نتیجہ میں خاندان برباد ہو جاتا ہے، قومیں برباد ہو جاتی ہیں اور سب سے بڑھ کر برے اخلاق نشونما پاتے ہیں، یہ سبھی حالات بے پردگی کا خمیازہ ہیں۔

لمحہ فکریہ

فرمایا: آج آزادیٔ نسواں کا نعرہ بلند کرنے والے ذرا اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کیا یہی آزادی ہے کہ وہ ایک چیز کا مطالبہ کر رہی ہے اور ہم اس کو پورا کرنے

کیلئے تیار نہیں ہیں کیا سیکولرزم اور جمہوریت اسی کا نام ہے؟ عورت کا حسن اس کے پردے میں چھپا ہوا ہے اگر آپ اس سے پردہ چھیننے کی کوشش کر رہے ہیں تو اس سے بڑی حق تلفی اور ناانصافی کی چیز اور کیا ہو سکتی ہے اگر ٹھنڈے دل سے سوچیں تو شاید ان کی سمجھ میں بھی یہ بات آجائے کہ ہم کو پردے کے خلاف آواز نہیں اُٹھانی چاہئے۔

مصیبت کے وقت صبر وشکر ضروری

فرمایا: انسان پر مختلف حالتیں آتی ہیں، کبھی وہ اپنی کامیابی پر خوش ہوتا ہے، کبھی مصیبتیں اس کو چور چور کر دیتی ہیں۔اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ مصیبت اور پریشانی میں لوگوں کے منہ سے بہت برے برے کلمے نکل جاتے ہیں۔انسان بعض وقت مصیبت کے موقع پر ایسی ایسی بیہودہ باتیں زبان سے نکال دیتا ہے کہ اگر ان کے معنیٰ پر غور کریں تو وہ کلمے کفریہ ہوتے ہیں۔

مصیبتوں کے وقت انسان کا فرض ہے کہ وہ صبر اور شکر سے کام لے۔ کوئی کلمہ زبان سے ایسا نہ نکالے جس سے اللہ میاں ناراض ہوں۔ بہت جگہ دیکھا گیا ہے کہ جب کسی کا کوئی عزیز مرتا ہے یا کسی رشتے دار کا انتقال ہوتا ہے تو اس گھر کی عورتیں اپنے کپڑے پھاڑ لیتی ہیں۔اپنے بالوں کو نوچتی ہیں۔اپنی چھاتی کوٹتی ہیں اور بعض دفعہ تو یہاں تک نوبت پہنچتی ہے کہ ان کی زبان سے سخت گستاخانہ باتیں نکلتی ہیں، مہینوں مردے کی قبر پر جا کر روتی پیٹتی ہیں۔قرآن شریف میں ہے۔

مسلمانو! تم کو کسی طرح کی مشکل پیش آئے تو اس کے مقابلے کے لئے ضرور نماز سے مدد لو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے۔

☆☆☆

ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے

فرمایا: مغرب نے اپنے دین و مذہب سے بیزار ہو کر اپنی شہوت رانیوں کے ہاتھوں حیا وعفت کی چادروں کو تار تار کیا تو مشرق کے مریدانِ مغرب نے شیخ کے نقش قدم پر اس کوچے میں بھی قدم رکھ دیئے اور اب صورت یہ ہے کہ مغرب خود اس آگ میں جھلس رہا ہے، آگ کی لپٹیں خود اس کے وجود کو لپیٹ میں لیتی جا رہی ہیں، مگر اپنی خود فریبی میں ایسا مست ہے کہ اس کو احساس ہی نہیں ہو رہا ہے کہ وہ کس بری طرح جھلستا جا رہا ہے، طرہ یہ ہے کہ اس کو اس پر بھی اصرار ہے کہ وہ اپنے سارے مریدوں کو ''شیطانی راستے'' کے یہ مرحلے بھی ضرور طے کروائے گا۔

اسلام نے حق تلفی کو ختم کیا

فرمایا: اسلام ہی ایسا واحد مذہب ہے جس میں ہر کسی کے حقوق واضح انداز میں بیان کیے گئے ہیں اور حق تلفی کرنے والوں کے لئے سخت سزائیں مقرر کی گئی ہیں۔ لیکن انسان کی یہ خاصیت ہے کہ جو چیز انہیں بآسانی مل جائے اس کی قدر و منزلت کم ہو جاتی ہے۔ کبھی کبھی یہ اعتراض بھی سننے کو ملتا ہے کہ اسلام نے عورتوں کو وہ حق اور آزادی نہیں دی جس کی حق دار وہ ہیں۔ اصل میں ایسی الجھن پیدا کرنے کی بنیادی وجہ اسلامی تعلیم کا فقدان ہے۔ اسلام ہی دنیا کا واحد مذہب ہے جس نے عورتوں کو عزت دی اور ان کی سماجی زندگی کو بہتر بنایا۔

اسلام سے قبل پوری دنیا انتشار کا شکار تھی۔ اس عہد میں خواتین عموماً اور عرب معاشرے میں خصوصاً سخت آزمائش کے دور سے گزر رہی تھیں۔ عرب کے لوگ لڑکیوں کی پیدائش کو سخت ناپسند کرتے تھے، یہاں تک کہ کچھ ظالم ایسے بھی تھے جو اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے اور کچھ لوگ ان کی تربیت و کفالت سے دست بردار ہو کر انہیں

ذلت و رسوائی کی زندگی گزارنے پر مجبور کر دیتے تھے۔ اگر کوئی عورت بچ جاتی تو اسے نہایت ہی اہانت آمیز زندگی گزارنی پڑتی، انہیں اپنے اقربا کی دولت میں سے ترکہ بالکل ہی نہیں دیا جاتا تھا بلکہ وہ خود مالی میراث کی طرح وفات پانے والے شوہروں کے ورثہ میں تقسیم کر دی جاتی تھیں۔

اسلام نے عورتوں پر ہونے والے مظالم کو ختم کیا

فرمایا: اسلام آیا تو اس نے عورتوں پر ہونے والے ظلم و زیادتی کے خلاف آواز بلند کی اور اس برائی کا خاتمہ کرتے ہوئے عورتوں کو وہ مقام و مرتبہ دیا جس کی واقعی وہ حقدار تھیں۔ اللہ کا فرمان ہے کہ انسان چاہے مرد ہو یا عورت دونوں کا درجہ مساوی ہے، اور اسی طرح اعمال پر جزاء اور سزا میں بھی دونوں برابر اور یکساں حیثیت رکھتے ہیں، قرآن میں ارشاد ہے۔

''جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت اگر ایمان والا ہو تو ہم اس کو یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا کریں گے اور ان کے اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور دیں گے''۔

(قرآن سورۃ النمل آیت نمبر ۹۷)

جہیز لینا حرام ہے

ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا: اسلام میں جہیز لینا اور دینا دونوں حرام ہے، ہاں اس بات کی اجازت ہے کہ لڑکی کے والدین بنا کسی دباؤ کے اپنی بیٹی کو کچھ دیں تو وہ لیا جا سکتا ہے اگر عورت نوکری کرتی ہے جس سے اس کی آمدنی ہوتی ہے۔ وہ اس کی اپنی جائیداد ہے شوہر اس سے اس کے پیسوں کا حساب نہیں لے سکتا بلکہ یہ شوہر کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی بیوی اور بچوں کی دیکھ بھال کرے، یہاں تک کہ اگر خدانخواستہ کسی لڑکی کو طلاق ہو جائے تو دوران عدت شوہر خرچ کے پیسے دے گا۔

عورت کا اعزاز

فرمایا: قرآن میں عورتوں کو "محصنہ" کہا گیا ہے جس کا مطلب پاک اور پارسا بیوی کے ہیں جو اپنے شوہر کو برائیوں سے بچنے اور صراط مستقیم پر چلنے میں مدد دیتی ہے۔ اسلام نے عورتوں کو کیسا مرتبہ اور کیسی بلندی عطا کی ہے اس بات کا اندازہ ہم صرف اس سے لگا سکتے ہیں کہ قرآن وحدیث میں عورتوں کا ذکر بار بار ملتا ہے یہی نہیں حضور پاک ﷺ نے فرمایا ہے کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے یعنی جو کوئی بھی مرد ہو یا عورت اپنی ماں کی خدمت کرے گا اسے جنت میں جگہ ملے گی۔

عورت کو اسلام نے ملکہ اور یورپ نے بے حیا بنایا

فرمایا: آج مغربی ممالک یورپ وامریکہ نے مساوات کا نعرہ لگا کر ہر مقام پر عورتوں کو مردوں کے ساتھ لا کھڑا کیا اس سے عورتوں کے اندر بے حیائی وبے شرمی عروج پر پہونچ گئی ہے کوئی بھی مجلس کوئی بھی پروگرام عورتوں کی شرکت کے بغیر نا تمام اور غیر مکمل رہتا ہے اس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ لڑکے آوارہ ہو رہے ہیں ان کی تربیت صحیح طور پر نہیں ہو رہی ہے، اسلام نے عورت کو گھر کی ملکہ اور رانی بنایا تھا مگر افسوس کہ مغرب نے مساوات کا ڈھنڈورہ پیٹ کر اس کو غلام اور باندی کی صف میں لا کھڑا کیا اللہ تعالیٰ میری ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کی حفاظت فرمائے اور اسلامی احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

عورت کی ملازمت کے برے نتائج

فرمایا: آج مغرب کے طرز معاشرہ پر ایک عام فضا چل پڑی ہے جس طرح مرد کسب معاش کے لئے دوسروں کے یہاں ملازمت کرتا ہے اسی طرح عورتیں بھی کسب

معاش کے لئے بے پردہ ہو کر آفسوں میں جا کر کام کرتی ہیں جہاں نامحرموں سے اختلاط بات چیت اور بے حیائی وبے شرمی کے ناخوشگوار واقعات آئے دن اخبارات کی زینت بن رہے ہیں اور یہ سب نتیجہ ہے کہ اسلام کے احکامات کو پس پشت ڈالنے کا اور مغربی تہذیب وتمدن اور اس پر عمل پیرا ہونے کا، اسلام کے جو اصول وضوابط آج سے چودہ سو سال پہلے بیان کر دیئے گئے ہیں آج اسی کو راہ عمل بنانے کی ضرورت ہے۔

اسلام میں عورت کی قدر ومنزلت

فرمایا: اسلام میں عورت کی جو قدر ومنزلت ہے وہ دیگر مذاہب سے بالکل مختلف ہے، اسلام نے جن پردہ نشینوں کو اپنے کنار عاطفت میں جگہ دی انہوں نے دنیا میں بڑے بڑے عظیم الشان کام انجام دیئے جو تاریخ کے صفحات میں نمایاں طور پر نظر آتے ہیں، اس پس منظر میں صحابیات کے حالات زندگی کا مطالعہ کر کے ہم ان کی مذہبی، ترقی، سیاسی، عملی اور علمی کارنامے کی ایک ایک جھلک سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ خواتین جنت اللہ پاک کی پیاری بندیاں، جنہیں اللہ پاک نے کہا تھا کہ اگر تم چاہو تو مکہ کی وادیوں کے سارے پہاڑوں کو میں سونے میں بدل دوں لیکن ان پاک ماؤں نے آخرت کو ترجیح دی آخر کیوں؟ کیوں انہوں نے دولت دنیا کو ناپسند کیا؟

اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہم لوگوں کے لیے مثال بنایا تا کہ ان لوگوں کے نقش قدم پر چل کر ہم لوگوں کی بھی آخرت بخیر ہو، یہ دنیا تو ایک فریب ہے آج ہے کل نہیں سب فنا ہو جانے والی چیزیں ہیں، باقی تو صرف خدائے وحدہٗ لاشریک کی ذات ہے جو کبھی فنا نہیں ہوسکتی وہ زندہ جاوید ہے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

کامیابی شوہر کی خوشنودی ہی میں ہے

ایک موقع ارشاد فرمایا آج عورتوں کا حال یہ ہے کہ شوہروں کا ذرا بھی خیال نہیں کیا جاتا ہے شوہر بیچارہ عورت کی سہولت اور آرام کے لئے محنتیں اور تکلیفیں برداشت کرتا ہے اور کما کر لاتا ہے اگر کسی وجہ سے عورت کی کوئی ایک فرمائش پوری نہ کرسکا تو اس کی ساری محنتوں پر پانی پھیر دیتی ہیں اور ناشکری کرنا شروع کر دیتی ہیں میری ماؤں اور بہنو! شوہر کی رضامندی اور خوشنودی دخول جنت کا ذریعہ اور سبب ہے چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس عورت کا انتقال ہو جائے اور اس کا شوہر اس سے راضی ہو تو وہ عورت جنت کے آٹھوں دروازوں سے جس درازہ سے چاہے داخل ہو جائے۔

دین صرف اسلام ہے

فرمایا: اللہ کی نعمت دین اسلام کے علاوہ کسی نئی شریعت ثقافت، تہذیب یا قیادت کی قطعاً اجازت نہیں اب تو بس اسی پر اپنے آپ کو ڈھالنا ہوگا۔ منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے بسروچشم قبول کرنا ہوگا اور سرموفرق سے بھی خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامَ اللہ کے نزدیک دین صرف (اورصرف) اسلام ہے۔

عصر حاضر میں انسانی تہذیبوں کا معیار دن بدن گھٹتا جا رہا ہے ثقافت سے کھلواڑ کیا جا رہا ہے تہذیب اپنا مقام کھو رہی ہے انسان خود غرض ہوتا چلا جا رہا ہے دوسروں کو نقصان پہو چانے کے لئے کچھ بھی کرنے کو تیار ہے۔ یہاں تک کہ اپنوں ہی کو ختم کرنے سے گریز نہیں کرتا اس طرح سماج کو خطرہ مذہب سے نہیں مذہب کی مخالفت سے ہے۔ حالاں کہ دوسروں کے فائدہ کو نظرانداز کرنا کسی بھی مذہب کے

عین خلاف ہے مذاہب سے دوری، قوانین کی خلاف ورزی اور لسانی قدروں کی بے حرمتی کا یہ سلسلہ جاری رہا تو پھر وہ وقت دور نہیں کہ دنیا اپنی میعاد پوری کرے اور خطۂ ارض ملیا میٹ ہو جائے۔

رشتہ دار سے پردہ زیادہ ضروری

ایک موقع پر تقریر کے آخر میں ارشاد فرمایا: اخیر میں پردے کے تعلق سے ایک اہم بات بتا کر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں بہت سی عورتیں اور جوان لڑکیاں جب گھر سے باہر نکلتی ہیں تو پردہ کر لیتی ہیں لیکن گھر میں بہت سے غیر محرم ہوتے ہیں ان کو اپنا سمجھ کر پردہ نہیں کرتی ہیں چچازاد بھائی دیور جیٹھ ان سب سے عورتیں عموماً پردہ نہیں کرتی ہیں جب کہ ان لوگوں سے بھی پردہ کرنا ویسے ہی لازم ہے جیسے دوسروں سے بلکہ ان سے تو اور بھی زیادہ پردہ کرنا چاہئے کیوں کہ بعض دفعہ بڑے ناگوار واقعات رونما ہو جاتے ہیں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نامحرم عورتوں کے پاس مت جایا کرو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورت کی سسرال کے مردوں کے متعلق کیا حکم ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سسرال کے رشتہ دار تو موت ہیں اس حدیث میں عورت کی سسرال کے مردوں کو موت سے تشبیہ دی گئی جس کا مطلب یہ ہے کہ عورت اپنے جیٹھ دیور اور نندوئی وغیرہ سے گہرا پردہ کرے ان لوگوں سے اس طرح بچنا ضروری ہے جیسے کہ موت سے بعض عورتیں چھوٹی عمر میں اپنے دیور کی پرورش کرتی ہیں اور بڑے ہو جاتے ہیں تو اس خیال سے ان سے پردہ نہیں کرتی ہیں کہ ہم نے ہی پال پوس کر بڑا کیا ہے اب کیا پردہ کریں یہ بڑی جہالت ہے کہ شریعت کا حکم بتایا جائے۔ اللہ ہم سب کو سمجھ عطا فرمائے اور دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

بن بیاہی لڑکی اور لڑکے

جن گھروں میں بن بیاہی لڑکیاں اور لڑکے دونوں موجود ہیں، وہاں سب ہی کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ پہلے لڑکیوں کی شادی سے فراغت حاصل کی جائے پھر لڑکوں کی شادی کے بارے میں سوچیں گے۔ وہ یہ نہیں سوچتے کہ اگر ان کی طرح دوسرے تمام گھرانے بھی یہی سوچنے لگ جائیں (عملاً ایسا ہی ہو رہا ہے) تو وہ اپنی بیٹوں کی شادیاں آخر کس سے کریں گے؟ پہلے لڑکے کی شادی کی اس غیر فطری سوچ کو یکسر تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر لڑکیوں کی شادی میں رکاوٹ یا تاخیر ہو رہی ہو اور لڑکے شادی کی عمروں کو پہنچ گئے ہوں تو آپ بلا تکلف پہلے لڑکوں کی شادیاں کر دیں۔ اس طرح آپ عملاً دیگر گھرانوں کی مدد کر رہے ہوتے ہیں۔ جب یہی حکمت عملی سارے گھرانے والے اختیار کریں گے تو انشاء اللہ آپ کی بیٹیوں کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔

نکاح طویل عبادت ہے

جتنی عبادتیں ہیں وہ اپنے وقت کے ساتھ ہیں اور تھوڑے عرصہ کے لئے ہیں، مثلاً نماز سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں، لیکن جب تک آپ نماز کے آداب کے ساتھ اللہ کے سامنے قبلہ رخ کھڑے ہوئے ہیں تو آپ عبادت میں ہیں، لیکن جیسے ہی آپ نے سلام پھیرا یہ عبادت ختم ہوگئی، روزہ بہت بڑی عبادت ہے، لیکن جب سے آپ نے روزے کی نیت کی اور روزہ شروع ہوا، صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک آپ نے روزہ کے احکام ومسائل پر عمل کیا، آپ روزہ کی عبادت میں مشغول تھے، لیکن ادھر آپ نے افطار کیا، روزہ کی عبادت ختم ہوگئی، زکوٰۃ کا حال بھی یہی، آپ پر زکوٰۃ فرض ہوئی، اور آپ نصاب کے مالک ہیں، آپ نے مسئلہ کے مطابق زکوٰۃ

نکالی، اپنے مال میں سے اور کسی کے حوالہ کر دی، جب حوالہ کر دی تو زکوٰۃ کی عبادت ختم ہوگئی، سب سے بڑھ کر حج کا معاملہ ہے کہ سب سے زیادہ وقت اس میں لگتا ہے، سب سے زیادہ مجاہدہ اس میں ہوتا ہے، بڑی ہمت کی چیز بڑی عزیمت کی چیز اور بڑے مرتبہ کی چیز ہے، لیکن وہ بھی اس وقت ہے جب آپ نے احرام باندھا اور حج کی نیت کی احرام کھولنے تک اور حج کے آخری مناسک ادا کرنے تک، آپ حج کی عبادت میں مشغول ہیں لیکن جیسے ہی آپ آخری مناسک سے فارغ ہوئے، آپ حج کی عبادت سے فارغ ہو گئے، لیکن ''نکاح'' کی عبادت عجیب ہے کہ یہ نکاح ایجاب وقبول سے لے کر سوتے رہیں آپ جاگتے رہیں آپ چلتے رہیں آپ باتیں کرتے رہیں آپ اس عبادت میں مشغول ہیں یہ عبادت مستمر ہے یہ عبادت طویل ترین عبادت ہے اور اس میں حالات کا تغیر کوئی اثر نہیں ڈالتا نماز میں حالات کا تغیر اثر پیدا کرتا ہے، مثلاً یہ کہ وقت آیا نماز پڑھی تو نماز کی عبادت ختم ہو جاتی ہے، اس میں حکم ہے کہ اخلاق کے ساتھ پیش آؤ اپنے گھر والوں کے ساتھ باتیں کرو حضور ﷺ تو کہانیاں تک سناتے تھے، بخاری شریف میں اُمّ زرع کی طویل اور مشہور حدیث ہے یہ بات کبھی ذہن میں نہیں آئی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نکاح تو ایک ایسی مسلسل عبادت ہے جس کی مثال مجھے ابھی نہیں مل سکی۔

صحابہ اور صحابیات کی سیرت کو اپنائیں

فرمایا: میری ماؤں اور بہنو! ہم کو صحابہ وصحابیات کی سیرت کو اپنانا چاہئے معاشرے کے اندر چلنے والے رسوم ورواج اگر اسلامی احکام کے منافی اور متضاد ہیں تو اس سے بچنے کی بڑی سخت ضرورت ہے لیکن آج ہماری حالت یہ ہوگی؟ ہے کہ معاشرے کے رسوم ورواج برقرار ہیں عورتوں میں جو خرافات ہیں وہ چلتے رہیں

اسلام کیا کہہ رہا ہے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہم مسلمان ہیں ہم کو کامیابی اسی وقت مل سکتی ہے جب کہ مکمل اسلام کے پیرو کار بنیں اور بیوہ عورت کے تعلق سے جاہلانہ رسوم ورواج کو پس پشت رکھ دیں۔

صنف نازک پر اسلام کی رحمت بے پایاں

فرمایا: اسلام سے پہلے عورتوں کے مال کو شوہر یا دوسرے کی ملکیت سمجھی جاتی تھی اسلام نے یہ کہہ دیا کہ خبردار عورت کے مال وجائیداد کی جانب غلط نگاہ اٹھانے کی کوئی بھی جسارت نہ کرے عورتوں کے لئے مہر نہیں تھا اسلام نے اس کی شرافت کے لئے مہر متعین کیا چناں چہ قرآن کریم میں ہے اور ان کے مہر قاعدے کے موافق دے دیا کرو عورت پر مرد کا ظالمانہ سلوک تھا اسلام نے اس کی عفت پر تہمت لگانے والے کے لئے سخت سزا تجویز کی ارشاد خداوندی ہے کہ جو لوگ (زنا کی) تہمت لگائیں پاک دامن عورتوں پر اور پھر اپنے دعوے پر چار گواہ نہ لاسکیں تو ایسے لوگوں کو اسی درے لگاؤ اور اس کی کوئی گواہی قبول مت کرو اس طرح اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر ہونے والے مظالم کا سد باب کیا اور روکا اور لڑکیوں کی پرورش اور تعلیم وتربیت کرکے ان کی شادی کرنے پر بڑا اجر وثواب رکھا ہے۔

یہ کس درجہ احسان ہے عورتوں پر

فرمایا: مگر آج تہذیب مغرب نے نہایت ہی عیاری ومکاری کے ساتھ دلفریب انداز میں اس احساس کو بھی عورتوں سے چھین لیا ہے مغربی تہذیب کی نگاہ میں عورت جنسی بھوک مٹانے اور شہوت پوری کرنے کا بہترین ذریعہ ہے حقوق نسواں کی جس قدر پامالی وبے حرمتی کے واقعات یورپی ومغربی ممالک میں رونما ہوتے ہیں دنیا کے کسی اور

خطے میں نہیں ہوتے تہذیب مغرب نے آزادی کے نام پر عورتوں سے عفت وعصمت کی چادر چھین کر انھیں بالکل برہنہ وعریاں کر دیا مگر حقیقت ناشناسی کی بنیاد پر عورتیں اسے اپنی آزادی کی راہ میں اہم پیش رفت سمجھ رہی ہیں ایسے نازک حالات میں مذہب اسلام ہی جائے پناہ ہے جس نے دوسرے مظلوموں کی طرح عورت کو بھی اس کے جائز حقوق عزت وعظمت شرافت وکرامت عطا کی ہے چناں چہ حضور اکرم ﷺ نے خاص طور پر عورتوں کے ساتھ بہتر سلوک کی تاکید فرمائی جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا عورتوں کے ساتھ نرمی وحسن معاملگی کے سلسلہ میں میرے وصیت قبول کرو حضور اکرم ﷺ کی تعلیم وتربیت کا اثر تھا کہ مسلمان نے عورت کو عزت دی اسکی عفت وعصمت کے محافظ بنے اور انھیں وہ حقوق دیتے جن کا تصور دیگر اقوام عالم میں نہیں ملتا۔

پردے کا اصل مقصد

پردہ سے شریعت کا مقصود بالذات عورتوں کی عفت وعصمت کی حفاظت ہے جو اچھے اور صالح معاشرہ کے لئے از حد ضروری ہے۔ شریعت کو برقع یا نقاب فی نفسہ مطلوب نہیں ہے بلکہ اس کو صیانت عفت وعصمت کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ اسلئے کہ اس سے اس کی حفاظت عین ممکن ہے، لہذا اگر کوئی اپنی عفت وعصمت کا نیلام پردہ میں رہ کر کرے، اجنبی مردوں سے اختلاط، تفریح گاہوں اور جلسوں میں شرکت کرے اس کی قطعاً اجازت نہیں دی جائے گی کیوں کہ صحابہ وتابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کسی سے بھی یہ ثابت نہیں ہے کہ وہ ازواج کو نقاب یا برقع میں ساتھ لیئے پھرتے ہوں، تو کیا محض نقاب کو اختیار کرکے وہ تمام ممنوعات کرنا جس سے شریعت نے روکا ہے کیا یہ پردہ ہے؟ نہیں! پردہ وہی ہے جس میں عفت وعصمت کی حفاظت ہو۔ لہذا شریعت نے جہاں پردہ کو ذریعۂ

عزت وناموس قرار دیا ہے وہیں عورت کو ہر اس چیز سے بھی روکا ہے جس کی وجہ سے عفت وعصمت نفس کی پامالی ہوتی ہے چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے غیر محرم مردوں اور عورتوں میں تخلیہ کی ممانعت فرمائی ہے۔

اجنبی عورت سے خلوت میں گفتگو حرام

بے ضرورت وبے تکلف عورتوں کے پاس آمدورفت رکھنے کو حرام قرار دیا گیا ہے اور فطرت صحیحہ ودلالت صریحہ سے ثابت ہے کہ اس قسم کی آمدورفت کا انسداد ایک پردہ کے ذریعہ ہی ہوسکتا ہے، ورنہ کوئی چیز اس درجہ کا قوی مانع نہیں ہے، اسی طرح سے آپ ﷺ نے غیر محرم مردوں اور عورتوں کے آپسی اختلاط کی ممانعت فرمائی ہے:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مرد عورت سے تنہائی میں ملتا ہے تو اس کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ (ترمذی شریف)

اللہ تعالیٰ لباس ستر پوشی کے لئے اتارہ

فرمایا: معزز خواتین اسلام بزرگ ماؤں اور پیاری بہنو! آج کل ہمارے مسلم معاشرے میں بڑی ہی برائیاں در آئی ہیں جس کا واحد سبب اسلامی احکامات پر عمل پیرا نہ ہونا ہے مغربی تعلیم اور اس کے افکار ونظریات نے طرح طرح کی برائیاں جنم دی ہیں مخلوط تعلیم اور اس کے مضر اثرات آج ہمارے سامنے ہیں اسلام نے عورت کو گھر کی زینت قرار دیا جب تک عورت گھر کی چہار دیواری کے اندر رہتی ہے اس وقت وہ شیطان کے مکر وفریب سے محفوظ ومعصوم رہتی ہے لیکن جب چہار دیواری کے باہر قدم رکھا تو یہیں سے فتنے رونما ہوئے یوں ہی اگر سادے لباس میں نکلیں تو شاید لوگوں کی نگاہیں ان کی طرف نہ اٹھیں مگر ایسا بھڑکیلا اور نظروں کو اپنی طرف مائل کرنے والا لباس

زیب تن کر کے چلتی ہیں کہ شیطان کو بھی لوگوں کو ان کی طرف متوجہ کرنے کا خوب موقع ملتا ہے یقیناً انسانی ضروریات ہیں اور بسا اوقات عورت کا باہر سامان خریدنے یا دیگر کام کاج کے لئے جانا ناگزیر اور ضروری ہوتا ہے تو اس کے لئے معمولی اور سادے لباس میں نکلیں اللہ تعالیٰ نے لباس اتارا ہے ستر پوشی کے لئے۔

اب تو معاملہ ہی الٹا ہو گیا

فرمایا: یہ کھلا ہوا اور بدیہی امر ہے اور لوگوں کے مشاہدے میں ہے کہ عورتوں سے زیادہ تو مرد ہی پردہ کرتا ہے مرد کے لئے از روئے شرع پیٹ اور پیٹھ ڈھانکنا فرض نہیں لیکن آپ مردوں کو نہیں دیکھیں گے کہ گھٹنے سے نیچے اور ناف سے اوپر تک کا بدن کھول کر چلیں مرد تو ٹخنوں کو چھپا کر بھی چلتا ہے دونوں قدم دونوں ہتھیلی اور چہرے کے علاوہ اکثر مردوں کو آپ دیکھیں گی کہ جسم کا اور حصہ نہیں کھولتے مگر افسوس ہے کہ شریعت نے عورتوں کیلئے جن اعضاء کو پوشیدہ رکھنے کا حکم فرمایا تھا عورتوں نے اس کو ظاہر کردیا آج نتیجہ ہمارے سامنے ہے جتنے بھی بے حیائی کے اڈے اور برائیوں کے سرچشمے ہیں وہاں عورتوں کا رہنا انتہائی ناگزیر اور ضروری قرار دیا گیا ہے تا کہ زیادہ برائیاں وجود میں آئیں عریانیت نے آج پورے معاشرے کو تباہ وبرباد کررکھا ہے اسلامی لباس کو ایک قید اور جال سمجھا جاتا ہے پورے بدن کو کھول کر بازاروں میں پھرنا ایک فیشن بن چکا ہے نہ اللہ کا خوف نہ رسول اللہ ﷺ کا لحاظ۔

ہمسائے کی حقوق کی فکر کریں

فرمایا: آج بھی کتنے ایسے گھر اور کتنے ایسے خاندان وبستیاں ہیں جنہیں ہمسائیگی کے حقوق کے باوجود فاقہ کشی اختیار کرنی پڑتی ہے اور بوڑھوں وکمزوروں کو دووقت کی روٹی میسر

نہیں آتی، اور کتنے گھر ایسے ہیں جہاں چھوٹے چھوٹے ننھے بچوں کو ماں کے دودھ سے محروم ہو کر ڈبہ کا دودھ بھی میسر نہیں آتا اور بچوں کو عمدہ عمدہ کپڑے لذیذ لذیذ کھانے گرم گرم بستر سوکھی دووقت کی روزی روٹی تک میسر نہیں آتی، اور پہننے کے لئے اتنا کپڑا بھی میسر نہیں آتا کہ جس سے صحیح طور پر بدن ڈھک سکے اور سونے کے لئے نرم گرم بستر تو کیا؟ دھول سے اٹی ہوئی ٹاٹ بھی میسر نہیں آتی۔

میری ماؤں اور بہنو اگر حال اتنا ہی ہوتا تب بھی بہت غنیمت ہوتا۔ بلکہ افسوس غریب و ناتواں کو اپنے امیر جلاد پڑوسی کا خوف لگا رہتا ہے کہ ہم سے کوئی سہو ہو جائے اور اس کی ڈانٹ کھانی پڑے اور کب نہ جانے ہم کو اس کی ملامت کا شکار ہونا پڑے۔

حالاں کہ حدیث میں صراحت کے ساتھ ایسے تاکیدی کلمات کا استعمال کیا گیا ہے کہ جس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ شخص کامل مومن ہو ہی نہیں سکتا جس کا پڑوسی اس سے بے خوف و مامون نہ ہو۔ یہ ساری باتیں پڑھتے پڑھاتے بھی ہیں سنتے سناتے ہیں لکھتے لکھاتے بھی ہیں اور روزمرہ کے حالات و مشاہدات سے آگاہ ہوتے بھی ہیں لیکن جب عمل کا موقع آتا ہے تو دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔

دین کے شعبوں میں عورتیں مردوں کے مساوی

فرمایا: اس امت کی سب سے بڑی عالمہ حضرت عائشہؓ سب سے پہلی قرآن پاک کی حافظہ تھیں، بڑی فقیہہ عالمہ تھیں، امام ترمذی نے لکھا ہے کہ میں نے اپنے بچپن میں ستر (۷۰) عورتوں سے علم حاصل کیا جو حدیث کی راویہ تھیں اور ان سے باقاعدہ حدیث آگے روایت کی جاتی تھیں ان کا گھر گلشن بنا ہوا تھا، بچیاں اس دور میں دین کی خدمت کیا کرتی تھیں بلکہ حفاظت قرآن میں اس امت کی بیٹیوں کا بڑا حصہ ہے اس زمانے میں پریس (Press) تو نہیں ہوا کرتے تھے، ہاتھ سے لکھنا

پڑتا تھا، بچیاں اپنی شادیوں سے قبل اپنے قرآن اپنے ہاتھ سے خوشنویسی کے ذریعہ لکھ لیا کرتی تھیں وہی قرآن جہیز میں دیا جاتا تھا، زیادہ سے زیادہ نسخے قرآں کے اس طرح لکھے جاتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ دین کے معاملہ میں عورتیں مردوں سے کبھی پیچھے نہیں رہیں۔ الغرض دین کے ہر شعبہ میں عورتیں مردوں سے آگے نہیں تو دوش بدوش تو نظر آتی ہیں۔

قرآن کریم سمجھنے کیلئے حدیث کا پڑھنا بھی ضروری

فرمایا: آج کے دور میں بعض عورتیں کہتی ہیں کہ ہم تو قرآن پاک پڑھتے ہیں حدیث کی ضرورت نہیں بھلا بغیر حدیث کے بغیر قرآن سمجھ میں کہاں اور کیسے آئے گا؟ آج کی عورتیں پردہ پر تنقید کرتی ہیں جب کہ پردہ کرنا قرآن پاک کا صریح حکم ہے۔

آج باہر کی دنیا میں عورتیں مردوں کے دوش بدوش چلنا چاہتی ہیں جب کہ مرد و زن کو پیدا کرنے والے مالک اللہ رب العزت نے ہر ایک کے لئے تقسیم کار کر دیا کہ عورت گھر کے کام کرے اور ایک مرد کو باہر کے کام۔ دین سے ناواقفی ،قرآن وحدیث کی صریح تعلیمات سے لاعلمی، عمل صالح سے کوراپنے عورت کو چوں کہ ایک مربہ بنا دیا۔ آج عورت مرد کی ہوس کا آلہء کار بنی ہوئی ہے آج عورت صرف نمائش کی شئے بن کر رہ گئی ہے کہ ہر اشتہار میں بے لباس عورت نظر آئے گی بقول علامہ اقبال کے:

آہ! بے چاروں کے اعصاب پہ عورت ہے سوار

اور عورت بھی اپنے مقام و مرتبہ کو بھول کر چند سکوں کی خاطر یا چند تعریفی کلمات کے واسطے یا چند لوگوں کے بہکاوے میں آکر اپنا من اور اپنی عزت گنوا بیٹھی ہے، اپنی حقیقت کو بھلا چکی ہے۔

☆☆☆

اللہ تعالیٰ ڈھیل دیتے ہیں

فرمایا: انسان گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ ان پر اس کی فوراً گرفت نہیں کرتا اور سزا نہیں دیتا۔ اس سے مجرمانہ سوچ والے لوگ گناہوں میں اور جری ہوجاتے ہیں اور یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں سے واقف ہی نہیں ہے، یا اللہ تعالیٰ ان کی گرفت کی طاقت نہیں رکھتا استغفر اللہ۔

قرآن میں انسان کی ان غلط فہمیوں کا بھی ازالہ کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں سے نہ غافل ہے نہ بے بس اور نہ عاجز ہے بلکہ وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے، وہ جب چاہے گا ان کی گرفت کرلے گا۔ ارشاد ہے: اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰهُمْ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ. (الزخرف:۸۰) ''کیا انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم ان کے راز کی باتیں اور ان کی سرگوشیاں سنتے نہیں ہیں؟ ہم سب کچھ سن رہے ہیں اور ہمارے فرشتے ان کے پاس ہی لکھ رہے ہیں''۔

انسان کی غلط فہمی

فرمایا: انسان کو ہر وقت اللہ سے ہدایت کی دعا کرتے رہنا چاہئے اور نافرمانیوں سے بچنا چاہئے۔ بعض اوقات انسان کی غلط فہمی اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ وہ صریح طور پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کرتا ہے مگر اپنے آپ کو ہدایت یافتہ سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی اس طرح کی غلط فہمی کا بھی ازالہ کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ گمراہی، گمراہی ہے اور ہدایت ہدایت ہے۔ جو گمراہ ہے وہ اپنے کو ہدایت والا نہ سمجھے اور اس گمان میں نہ رہے کہ اس کے ساتھ ہدایت یافتہ ہونے کا معاملہ کیا جائے گا، ارشاد ہے: اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ. (الاعراف:۳۰)

''انہوں نے اللہ کے بجائے شیاطین کو اپنا سرپرست بنالیا ہے اور وہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم سیدھی راہ پر ہیں''۔

بار ہا آدمی گمراہ ہونے کے ساتھ راہِ حق میں رکاوٹیں کھڑی کرتا ہے اور لوگوں کو دین کی طرف آنے سے روکتا ہے۔ اس کے باوجود وہ سمجھتا ہے کہ وہ ہدایت یافتہ ہے۔ قرآن میں ایسے شخص کو بھی متنبہ کیا گیا ہے کہ وہ اپنی غلط فہمی دور کرلے۔ اس کا اپنے آپ کو ہدایت یافتہ سمجھ لینے سے اس کے گناہ نیکیاں نہیں بن سکتے اور وہ اللہ کی گرفت سے بھی نہیں بچ سکے گا۔

حالات سے گھبرانا نہیں چاہیے

فرمایا: اچھے اور برے حالات ہر ایک پر آتے ہیں پوری انسانیت میں سب سے برگزیدہ اور معزز ہستی انبیاء علیہم السلام کی ہے ان کے اوپر بھی حالات آتے رہے اس لئے حالات سے گھبرانا نہیں چاہئے بلکہ صبر کرنا چاہئے۔ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے آج پریشانی ہے تو کل اللہ تعالیٰ آسانیاں بھی فرمائیں گے۔

مومن کی آزمائش ضروری ہے

فرمایا: ایمان کے تعلق سے بعض اوقات آدمی اس غلط خیال میں مبتلا ہوجاتا ہے کہ محض زبان سے اس کا اقرار کرلینا ہی کامیابی کیلئے کافی ہے اور آزمائش ضروری نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس خیال کی بھی تردید کی ہے اور واضح کیا ہے کہ مومن کی آزمائش ضروری ہے۔ اس کے بعد ہی اس کے ایمان کا اعتبار ہوگا اور اسکو اجر ملے گا۔

مومن کی آزمائش کو اس لئے بھی ضروری قرار دیا گیا ہے کیوں کہ کئی بار آدمی وقتی سبب کے تحت ایمان لاتا ہے مگر جب اس پر مشکلات آتی ہیں تو وہ ایمان سے پھر جاتا ہے اور اس پر قائم نہیں رہ پاتا۔ اللہ تعالیٰ ایسے ایمان والوں کو خوب جانتے ہیں۔

تلخ حقیقت

فرمایا: جادو وہ ہے جو سر چڑھ کر بولے۔ فضیلت و برتری تو وہ ہے دشمن بھی جس کی شہادت دے اپنا آدمی اگر کسی چیز کو اچھا کہے تو کونسی حیرت کی بات ہے اس کو تو تعریف کرنی ہی ہے دشمن اگر تعریف کرے تو یقیناً اس کی بڑی اہمیت ہے کیونکہ دشمن تو اچھی کو بھی خراب بتاتا ہے اور تنقیدی نظر سے دیکھتا ہے قرآن کریم کے تعلق سے دشمنان اسلام نے شروع ہی سے اپنی تنگ نظری کا ثبوت دیا ہے اور بے جا اعتراضات کرتے رہے ہیں یہ اور بات ہے کہ ان کے اعتراضات سے بجائے نقصان کے فائدہ ہی ہوا ہے اس لئے کہ انسان کی فطرت ہے جب اس کو کسی شئے سے روکا جاتا ہے تو اس کو ضرور کرتا ہے اور تحقیق کے درپہ ہو جاتا ہے کہ آخر مجھے اس سے کیوں روکا گیا، بس اسی طرح جب قرآن کریم پر اعتراضات کئے جاتے ہیں اور بیہودہ باتیں اس کے تعلق سے کہی جاتی ہیں تو پڑھے لکھے اور منصف مزاج لوگوں کے دلوں میں اس کی امنگ پیدا ہوتی ہے کہ آخر قرآن میں ہے کیا؟ لوگ اس کو اتنا خطرناک اور دہشت گردی کی تعلیم دینے والا بتاتے ہیں اور جب اس کو پڑھتے ہیں تو ان کو ساری باتیں اس کے خلاف ہی معلوم ہوتی ہیں جو لوگوں سے سنتے ہیں اور نتیجہ یہاں تک پہونچتا ہے کہپ اک ضمیر لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں اور سچے پکے مسلمان بن جاتے ہیں۔

دنیا وآخرت میں نجات کا مدار سیرت رسول ﷺ ہی ہے

فرمایا: آج امریکہ اور پورے یورپ میں لوگوں کا رجحان اسلام کی طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے اور قرآن کریم کے نسخوں کی مانگ جس قدر نائن الیون کے بعد ہو رہی ہے اس قدر کبھی نہیں ہوئی، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ قرآن مجید از خود پڑھ کر دیکھنا چاہتے

ہیں کہ اسلام کے تعلق سے میڈیا کی پھیلائی ہوئی باتیں کہاں تک درست ہیں؟ جوان میں صاف دل سے کتاب الٰہی کا مطالعہ کرتے ہیں وہ اس دین کو اپنائے بغیر نہیں رہتے، اس لئے کہ ان کے سامنے یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ یہی کتاب اور دین اسلام اور اسکے پیغمبر آخر الزماں ﷺ کی سیرت کی پیروی ہی دنیا وآخرت میں کامیابی اور نجات کی ضامن ہیں۔

اللہ کا دین غالب ہو کر رہے گا

فرمایا: مذہب اسلام کے علاوہ کوئی بھی مذہب نجات دینے والا نہیں ہے اس لئے کہ سارے ادیان و مذاہب منسوخ ہو چکے ہیں رہتی دنیا تک کے لئے انسانوں کو رشد وہدایت سے روشناس کرانے والا یہی قرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللّٰهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُونَ. " دشمنان اسلام تو چاہتے ہیں کہ اللہ کی روشنی اپنے منہ سے بجھا دیں، اور اللہ تعالیٰ اپنی روشنی کو پورا کئے بغیر نہ رہے گا اگر چہ کفار ناک بھنوں چڑھائیں دین اسلام کی حفاظت کی ذمہ داری تو اللہ تعالیٰ نے لی ہے اس لئے باطل پرست لاکھ کوشش کرتے رہیں وہ تو غالب ہو کر ہی رہے گا۔

نکاح سنت ہے اور ضرورت بھی

فرمایا: نکاح سنت ہے اور یہ ایسی انسانی ضرورت ہے کہ مفر نہیں، امیر وغریب عالم وجاہل سبھی اس کے ضرورت مند محتاج ہیں جس طرح انسانی زندگی کی بقاء کے لئے غذا وخوراک ضروری ہے، سردی وگرمی سے بچنے کے لئے لباس ضروری ہے، دھوپ وبارش سے بچنے کے لئے سایہ ضروری ہے یا مکان ضروری ہے، اسی طرح جنسی جذبات

کوتسکین دینے کیلئے نکاح وشادی ضروری ہے، انسان کی جنسی پیاس کے اعتبار سے بھی یہ ضروری ہے، اورنسل انسانی کی بقاء واضافہ کی رو سے بھی ضروری ہے۔

جہیزاورمہر کی زیادتی رکاوٹ بنی ہوئی ہے

فرمایا: افسوس ہے کہ ہم نے مہر کو بڑھا کر اپنے معاشرہ کو بڑی بے چینی اور عذاب میں ڈال دیا ہے زندگی مکدر ہوکر رہ گئی ہے، نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو جونکاح کے ضرورت مند ہیں ایک عذاب میں ڈال رکھا ہے، نوجوان نکاح کے اشد ضرورت مند ہیں اور تنگدستی حائل ہے لڑکیاں شادی کے قابل ہیں، گھر کے گوشے میں تنہائی کے کڑوے گھونٹ پی رہی ہیں، دونوں ہی کم سے کم مہر میں ایک دوسرے سے اپنا رشتہ ازدواج قائم کرکے جنسی جذبات کی آگ کو بجھانا چاہتے ہیں اور باہم مل کر سکون وراحت کی زندگی گزارنا چاہتے ہیں مگر مہر کی کثرت رکاوٹ بنی ہوئی ہے اور جنسی جذبات کی آگ وہ آگ ہے جو نکاح کے بغیر بجھائی نہیں جاسکتی اور غلط طریقہ سے اس آگ کو بجھانے کا سامان کیا گیا تو پھر خدا کے غضب کی آگ بھڑکے گی۔ اس لئے جہیز کی مانگ کوختم کریں اورمہر کم سے کم رکھیں۔

نکاح، جنسی بیماری کا صحیح علاج ہے

فرمایا: نکاح جنسی بیماری کا صحیح علاج ہے ورنہ بداخلاقی کا وہ حیا سوز فتنہ پیدا ہوگا جو دین واخلاق اور شرف وعزت کی دھجیاں اڑادے گا، ساری ذمہ داری لڑکوں اور لڑکیوں کے ماں باپ اور ولی پر آتی ہے، کہ نکاح میں رکاوٹ کا سبب وہ بنتے ہیں، مہر یا جہیز کا ایسا چکر چلاتے ہیں کہ شادی دشوار ہوجائے، کہیں مہر دشواری پیدا کرے کہیں جہیز کا مسئلہ آفت ڈھائے ہر دوصورت میں سنت نبوی ﷺ کی مخالفت ہے الامان والحفیظ۔

اولاد سے محبت کریں مگر............!

فرمایا: ہر ایک انسان کو اپنی اولاد سے بڑی محبت اور شفقت ہوتی ہے بلکہ انسان کی کوئی خصوصیت نہیں جانوروں میں بھی یہ صفت پائی جاتی ہے وہ بھی اپنی اولاد سے بڑی محبت کرتے ہیں البتہ انسانوں کے اوپر بڑی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں کہ ان کی اس طرح پرورش کریں کہ ان کا مستقبل سنورے خوشحال زندگی گذاریں کسی کے محتاج اور دوسروں پر بوجھ بن کر نہ رہیں اس کیلئے شروع ہی سے تربیت ضروری ہے پیار ومحبت کے ساتھ ان کے ذمے چھوٹے چھوٹے کام لگادیں جن کو وہ بآسانی انجام دے سکیں اور اگر کام خراب کردیں تو ڈانٹ اور مار پیٹ کے بجائے ہلکی سی تنبیہ کردیں جس سے اپنی غلطی کا احساس ہوجائے اور مزید احتیاط سے کام کریں بچوں کا دل سفید کاغذ کے مانند ہے اس پر جو چاہو لکھدو اگر بچوں کی تعلیم وتربیت صحیح ڈھنگ پر کریں گے تو انکے دلوں پر صحیح چیزیں منقوش ہوں گی اور اگر صحیح تعلیم وتربیت کا بندوبست نہیں کرینگے تو اس کا انجام اچھا نہیں ہوگا۔

ہر کام کو معمول کے مطابق کیا جائے

فرمایا: وہی طالب علم آگے چل کر کامیاب ہوتے ہیں جو اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہیں اور کام کرنے کا شوق اور جذبہ ان کے دلوں میں ہوتا ہے کاہل اور سست آدمی کبھی کامیاب نہیں ہوتا کوئی بھی کام ہوخواہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کے لئے مستقل مزاجی ضروری ہے ایسا نہ ہو کہ ایک دن شوق میں آکر پوری رات مطالعہ کیا اور دوسرے دن ایک لفظ نہیں پڑھا تو ایسے مطالعہ اور ایسی محنت لاحاصل اور بے کار ہے اور اس میں کوئی برکت بھی نہیں ہوتی کام تو تھوڑا تھوڑا کریں مگر پابندی سے لگاتار کریں جتنے لوگوں نے ترقی کی ہے خواہ دنیوی یا دینی، انہوں نے اپنے اوقات کو تقسیم کیا اور ہر کام کو معمول کے مطابق کیا تب جاکر کامیاب ہوئے۔

زندگی بہت تھوڑی ہے

فرمایا: آخرت کے مقابلہ میں دنیوی زندگی کی کوئی حیثیت نہیں آخرت کا ایک دن دنیا کے پچاس ہزار سال کے برابر ہے۔ اس اعتبار سے دیکھیں تو انسان کی زندگی بہت ہی تھوڑی ہے بلکہ پوری زندگی چند منٹ کے برابر گویا اور جیسے ہی موت طاری ہوتی ہے حساب وکتاب کا عمل شروع ہوجاتا ہے تو گویا مرنے کے بعد سے ہی آخرت کی زندگی شروع ہوجاتی ہے جس سے ہر ایک دوچار ہوتا ہے خواہ کافر ہو یا مسلمان مرد ہو یا عورت۔

مرنے کے بعد زندہ ہونے پر یقین رکھنا ایمان ہے

فرمایا: ابھی یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ مرنے کے بعد زندہ کیسے ہوں گے جب کہ قرآن پکار پکار کر مثالیں بیان کر کے سمجھا رہا ہے آدمی تھوڑا بھی غور کرلے تو معلوم ہوجائے کہ انسان کچھ نہیں تھا اور ایک ناپاک قطرہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کو بنایا تو کیا دوبارہ اس کو بنا نہیں سکتا؟ یہ تو پہلے کے مقابلہ میں آسان ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اس لئے موت کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے پر یقین رکھنا چاہئے بلکہ یقین رکھنا عین ایمان ہے اور ایمان کا جز ہے اور موت کے بعد پیش آنے والے احوال سے نمٹنے کی تیاری آج ہی سے کرنی چاہئے۔ اس لئے کہ اس دن کوئی کسی کے کام نہ آئے گا بلکہ ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہوگی حتیٰ کہ باپ کو بیٹے کی اور بیٹے کو باپ کی شوہر کو بیوی کی اور بیوی کو شوہر کی فکر نہ ہوگی نفسی نفسی کا عالم ہوگا عقلمند شخص وہی ہے جو آج ہی سے اس کی تیاری کرے۔

☆☆☆

ہمت مرداں مدد خدا

فرمایا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب آدمی سوجاتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر تین گرہ لگا دیتا ہے اور ہر گرہ پر ضرب لگا دیتا ہے۔ (گویا منتر پھونکتا ہے) اور کہتا ہے سو رہو ابھی رات بہت زیادہ ہے تھپکی دے دے کر سلاتا ہے اور غفلت میں ڈالے رکھتا ہے، آدمی اسی غفلت وکاہلی میں پڑ کر شیطان کا شکار ہوجاتا ہے اور تہجد کی توفیق نہیں مل پاتی، حالانکہ ذرا سی ہمت کرے تو کام بن جائے۔ "فَاِنْ اِسْتَیْقَظَ فَذَکَرُ اللّٰہ" پھر اگر انسان اٹھ کر اللہ کا ذکر کرلیتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور اگر مزید ہمت کر کے وضو اور نماز ادا کرلیتا ہے تو تینوں گرہیں کھل جاتی ہیں اور انتہائی نشاط وفرحت کیساتھ صبح کرتا ہے ورنہ سارا دن خبیث النفس وکسلمند ہی رہتا ہے۔

تہجد صلحاء کا طریقہ رہا ہے

فرمایا: تہجد صلحاء کا طریقہ رہا ہے، ہمارے دارالعلوم دیوبند کے بارے میں مشہور ہے کہ کسی زمانہ میں یہاں کا چپراسی بھی صاحب نسبت ہوتا تھا، آخر کیا وجہ ہے؟ اب یہ تعلق پیدا نہیں ہوتا، نبوت ورسالت کا دروازہ بند ہے، لیکن اللہ جل شانہ سے تعلق ونسبت کا دروازہ تو بند نہیں ہوا ہے یہ تعلق مجاہدہ وکسب سے پیدا ہوگا، ہمت سے کام لینا ہوگا، عوام سے اگر تہجد چھوٹ جائے تو حرج نہیں، لیکن خواص کو تو اس کا اہتمام ضروری ہے، ایک زمانہ تھا کہ گاؤں کے بڑے بوڑھے مسجد میں پہونچ کر تہجد پڑھتے تھے۔ آج جتنے نمازی فجر کی نماز میں نہیں پہونچتے، اس سے زیادہ تہجد میں ہوتے تھے، آج دنیا کی ملازمت کرنے والے جن کی ڈیوٹی تین چار بجے صبح سے ہوتی ہے، آخر وہ کیسے اٹھ کر

پہونچتے ہیں، اس کے لئے ہمت کرتے ہیں اور تدبیر کرتے ہیں، الارم لگاتے ہیں، کسی کو متعین کرتے ہیں تاکہ وہ جگادے، دنیا کیلئے ایسی تدبیر اور آخرت کی خاطر کچھ نہیں۔

اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے

فرمایا: چند کوڑیوں کی خاطر آدمی راتوں رات جاگتا ہے مہینوں اور سالوں گھر چھوڑ کر روزی کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے جب کہ دنیا اور دنیا کی ہر شئے فانی ہے ایک وقت مقررہ پر سب ختم ہوجائیں گے اور آخرت تو ہمیشہ رہنے والی جگہ ہے اس کیلئے کتنی تیاری کرنی چاہیئے؟

اسلام میں عدل وانصاف ہے

اسلام میں ماں، بہن اور بیٹی کے الگ الگ اور مستقل حقوق ہیں جن کی مثال یورپی قوانین میں قطعاً نہیں ملتی، خواتین کے ساتھ اسلام نے عدل وانصاف کا معاملہ کیا ہے اسلامی قوانین کے تحت مسلم خواتین کو یقیناً تحفظ حاصل ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے اپنی رات تو آسودہ گزاری اور اس کے پڑوسی بھوکے رہے۔'' اس مختصر روایت میں پوری دنیا کے لئے اجتماعی کفالت کا ایک دستور ہے، جہاں مغربی سماجی مبصرین کی پہنچ تک نہیں۔

یہود ونصاریٰ کی غلط فہمی کا ازالہ

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے یہود ونصاریٰ کی غلط فہمی کا ازالہ دو باتوں کے ذریعے کیا ہے۔ ایک یہ کہ ان کے گناہوں اور جرائم کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ گناہوں کو پسند

نہیں کرتا اور تم مسلسل گناہ کرتے جاتے ہو، پھر تم کیسے اللہ کے چہیتے ہوسکتے ہو؟ جس طرح اللہ تعالیٰ اعلیٰ صفات کا حامل ہے، اگر تم اللہ کے بیٹے ہو تو تمہیں بھی ان صفات کا حامل ہونا چاہیئے جب کہ حقیقت میں تم ایسے نہیں ہو۔ لہٰذا اس کے چہیتے کیسے ہوگئے؟ دوم: ان کی سزاؤں کا حوالہ دیا گیا ہے، گویا اللہ تعالیٰ ان کو بتارہا ہے کہ کوئی باپ اپنے بیٹے کو یا کوئی دوست اپنے دوست کو بلاوجہ سزائیں نہیں دیتا۔ اللہ تمہیں سزائیں دیتا ہے تو تم اس کے چہیتے کیسے ہوگئے؟

رمضان سے رمضان تک کا کفارہ

فرمایا: حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رمضان سے رمضان تک کفارہ کی شرط یہ ہے کہ دل میں رمضان کی لگن رہے جب رمضان گزر جائے تو آدمی یہی سوچتا رہے کہ بڑا برکت کا مہینہ ہاتھ سے چلا گیا خدا کرے کہ پھر آجائے اور کسی طرح سے گیارہ مہینہ پورے ہوں اور پھر رمضان شریف آجائے جب یہ نیت اور لگن ہوگی تو اس کے اثرات باقی رہیں گے اور اگلے اثرات اس کیلئے مبادی اور مقدمات بن جائیں گے اور یہ دونوں چیزیں مل کر بیچ کے گناہوں کو مٹادیں گی۔ معلوم ہوا کہ رمضان کی برکات سے برائیاں اور بدیاں مٹتی ہیں۔

علم کے ساتھ عمل بھی ہونا چاہیئے

فرمایا: حکیم الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی ہی عمدہ باتیں بیان فرمائیں ہیں عمل کرنے کیلئے چند باتیں ہی کافی ہوا کرتی ہیں اور عمل ہی کرنے کی نیت نہ ہو تو لاکھ تقاریر سن لیں نصیحتیں سن لیں بلکہ ڈھیر سارا علم بھی حاصل کرلیں اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔

آخرت کی تیاری کرلینی چاہئے

فرمایا: حدیث شریف میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی نعمتیں چھپا کر رکھی ہیں جن کو نہ کسی کی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا، نہ کسی قلب پر ان کا خیال گذرا اور جو برے لوگ ہیں سرکش و نافرمان ہیں ان کی قسمت میں تباہی لکھدی گئی۔ جہنم ان کا ٹھکانہ ہوگا اور ہمیشہ ہمیشہ وہیں پڑے رہیں گے ہم کو اللہ تعالیٰ نے چندروزہ زندگی عطا کی آخرت کی تیاری کرلینی چاہئے اور ایسے اعمال کرنے چاہئیں جو ہم کو جنت میں لے جائیں۔

رشتہ داری کو قائم رکھنے کے احکام

فرمایا: سورہ الحجرات: ۱۳، میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْباً وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْآ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ. (اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور مختلف خاندان یعنی رشتہ دار بھی بنائے۔ (جھاڑ کی ڈالیوں کی طرح) تاکہ تم ایک دوسرے کو جان پہنچان سکو یعنی آپس میں رشتہ داری کے تعلقات برقرار رکھ سکو۔ کوئی کسی پر فوقیت نہیں رکھتا مگر اللہ کے نزدیک وہ شخص بڑا درجہ اور مقام رکھتا ہے جو پرہیزگاری اور تقویٰ میں آگے ہو۔ اللہ تعالیٰ ہر معاملہ کی خبر رکھتا ہے۔'' اللہ تعالیٰ توفیق فرمائے کہ ہم اپنے اعمال کی اصلاح کریں۔

رشتہ داروں کی خوشی کے مقابلہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی فضل ہے

فرمایا: آج کل دعوتوں اور تقریبوں میں بے جا اسراف اور غیر شرعی رسموں کے چلن کے ساتھ فلم بندی، باجانوازی اور آتش بازی کے موقعوں پر مسلمانوں کو اعلانیہ طور

پر بائیکاٹ کرنے کی اسلامی تمدن میں اجازت ہے مگر رشتہ داری اور تعلقات کو برقرار رکھا جانا چاہئے (رشتہ دار کی خوشنودی پر اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی افضل اور قابل ترجیح ہے) ایسا کرنا ہی غیر شرعی اعمال کو ترک کرانے میں مدو معاون ثابت ہوگا۔

صحت و بیماری اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے

فرمایا: صحت اور بیماری دونوں اللہ کی نعمت ہے اگر بیماریاں نہ آئیں تو صحت وتندرستی کی کوئی اہمیت نہیں رہے گی اگر موت نہ ہو تو زندگی کی قدر نہیں اسلام چونکہ ایک مکمل نظام زندگی کا نام ہے انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس کے لئے شریعت مطہرہ نے احکام نہ بیان کئے ہوں، اور اس کے لئے اصول وضوابط نہ بتائے ہوں یہ خصوصیت صرف اسلام ہی کے لئے ہے اس کے علاوہ کسی بھی دین و مذہب میں یہ خصوصیات نہیں پائی جاتیں ہم کو اپنے مذہب سے الگ کوئی چیز تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے چونکہ مذہب اسلام آخری مذہب ہے پیغمبر اسلام آخری پیغمبر ہیں قرآن مقدس آخری آسمانی کتاب ہے۔

عیادت کے متعلق اسلام کی تعلیم

فرمایا: مریض کی عیادت کے حوالے سے اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ ''عیادت کیلئے جاؤ تو مریض کے پاس دیر تک نہ بیٹھا کرو''۔ اگر آدمی کو یقین ہو کہ میرے زیادہ بیٹھنے سے بیمار کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی تو کوئی مضائقہ نہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عیادت کا افضل مرتبہ اونٹنی کے دو مرتبے دوہنے کے درمیانی وقفہ کے بقدر ہے اور حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ بہترین عیادت وہ ہے جس میں عیادت کرنے والا مریض کے پاس سے جلد اٹھ کھڑا ہو''۔

بیمار پرسی کا انداز

''کنز العمال کی ایک روایت میں ہے' مریض کی عیادت کا کامل طریقہ یہ ہے کہ عیادت کرنیوالا اس کی پیشانی پر اپنا ہاتھ رکھے یا اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھے اور اس سے دریافت کرے کہ تمہارا مزاج کیسا ہے''۔اس قسم کی ایک اور روایت کنزل العمال میں ہے۔ مریض کی تیمارداری کا طریقہ یہ ہے کہ تم اپنا ہاتھ اس پر رکھو اور اس سے دریافت کرو کہ تمہاری صبح کیسی گذری اور شام کیسی گذری؟

مریض سے کیسے بات کی جائے؟

فرمایا: حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بیمار کی عیادت کی اور اس سے فرمایا کہ تمہیں خوش خبری ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' بخار میری آگ ہے' جسے میں اپنے بندے پر اس لئے مسلط کرتا ہوں تا کہ وہ (بخار) اس کے حق میں قیامت کے دن دوزخ کی آگ کا بدلہ اور حصہ ہو جائے''۔

مریض سے دعا کی درخواست کرنا

فرمایا: حضرت عمر فاروق ؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب تم بیمار کے پاس جاؤ تو اس سے کہو کہ وہ تمہارے لئے دعا کرے کیونکہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی طرح ہے۔ حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تم مریض کی عیادت کرو اور اس سے درخواست کیا کرو کہ وہ تمہارے لئے دعا کرے کیونکہ مریض کی دعا بلاشبہ قبول ہوتی ہے اور اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مریض کی دعا تندرست ہونے تک لوٹائی نہیں جاتی'۔

احکام شریعت میں مادی فوائد بھی ہیں

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بندوں پر جن احکام کو لازم فرمایا ہے ان کے ادا کرنے سے بندوں کو صرف روحانی اور اخروی فائدہ ہی نہیں بلکہ جسمانی اور دنیوی فائدے بھی ہیں، نماز ہی کو لے لیجئے جب مسلمان صبح کو اٹھ کر مسجد جاتا ہے تو اخروی فائدہ تو ہے ہی مگر جسمانی فائدہ یہ ہے کہ اس کی ورزش ہوتی ہے اور چند قدم چلنے کی وجہ سے اس کے جسم میں نشاط اور چستی پیدا ہوتی ہے اور جب وہ نماز کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے پھر رکوع کرتا ہے سجدہ کرتا ہے تو اس کی وجہ سے جسمانی ورزش بھی ہوتی ہے اور بہت سی بیماریوں سے نجات مل جاتی ہے اس لئے ہم بیماری کی حالت میں بھی نماز کی پابندی کریں تا کہ اس کی برکت سے جلد بیماریوں سے نجات مل سکے۔

بیماری بھی خیر کا باعث ہے

فرمایا: سچ تو یہ ہے کہ مومن کے لئے بیماری بھی خیر کا باعث ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ مومن کو اگر کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے جس سے اس کو تکلیف ہوتی ہے تو اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب ہم مسلمان ہیں اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں اس کے احکام کی پیروی کرتے ہیں پھر کیوں بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں؟ حالانکہ بہت سے کفار مشرکین جو بڑے بڑے گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں شراب و کباب میں زندگی بسر کرتے ہیں انہیں کوئی بیماری تک نہیں آتی۔ ایک بات یاد رکھنی چاہئے کہ مسلمان کو جو

تکلیف پہونچتی ہے اللہ تعالیٰ اس کو گناہوں سے پاک وصاف کرتے ہیں آخرت میں اس کا فائدہ ہمیں محسوس ہوگا اور کفار مشرکین کیلئے تو دنیا ہی جنت ہے مرنے کے بعد ان کو سخت عذاب ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا میں ڈھیل دے دی ہے جتنا چاہو مزے اڑالو جب آنکھیں بند ہونگی تو حقیقت معلوم ہوگی۔

صنف نازک کے ساتھ کھلواڑ

فرمایا: تاریخ کے ہر دور میں صنف نازک کے ساتھ کھلواڑ کیا جاتا رہا ہے اس کے حقوق کا استحصال کرنے والوں کی تعداد روز افزوں بڑھتی جارہی ہے کہنے کو تو سبھی صنف نازک کہتے ہیں مگر ذمہ داری مردوں سے بھی زیادہ اس کے سر ڈالی چلی جاتی ہے۔

فطرت انسانی کا ایک اہم خاصہ یہ بھی ہے کہ اسے جس چیز سے روکا جاتا ہے اس چیز کو کر ڈالنے کا جذبہ دو چند ہو جاتا ہے اور اپنی پوری کوشش اس کے پیچھے صرف کر دیتا ہے۔اب دیکھئے! کہ خالق ارض وسماء نے مردوں کو عورتوں پر ایک گنا فضیلت عطا کی ہے، لیکن یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ فطرت انسانی اس کے خلاف بغاوت پر آمادہ نہ ہو اور اس کے خلاف نہ سوچے، سوچنا تھا، سوچا اور ایسا سوچا کہ بس ہر جگہ اب وہی ہیں، ماچس کی ڈبیہ سے لے کر دیواروں پر چپکے ہوئے بڑے بڑے پوسٹروں تک عورت ہی عورت نظر آتی ہے۔

عورتوں پر دوہری ذمہ داری

فرمایا: مردوں کے شانہ بہ شانہ، دفاتر میں نوکریاں دلوائیں، جہاں دن بھر تھکتی رہتی ہیں، شام آتے ہی اپنے گھروں کو لوٹ کر اپنے ''بال وپر'' سنبھالتی ہیں۔ پھر بچوں اور شوہر کے لئے کھانا تیار کرتی ہیں۔ واقعی صاحب یہ برتری ہی ہے کہ بے

چارے مرد کو تو ایک ہی ذمہ داری سنبھالنی مشکل ہے اور عورتیں دوہری ذمہ داری اپنے دامن نازک میں سمیٹ رہی ہیں واہ صاحب کیا خوب انصاف ہے عورت کے ساتھ مغرب والوں کا۔

استخارہ کو لازم پکڑیں

فرمایا: کوئی بھی اہم معاملہ پیش آجائے تو ضرور استخارہ کر لینا چاہئے خواہ دینی معاملہ ہو یا دنیوی معاملہ استخارہ کر لینے سے آدمی کو اطمینان ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد بھی ہوتی ہے اس لئے کہ جو آدمی استخارہ کرتا ہے وہ گویا اپنا معاملہ اللہ رب العزت کے سپرد کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کبھی اپنے بندوں کو نا کام ونامراد واپس نہیں کرتے بلکہ صحیح راستہ کی رہنمائی کرتے ہیں اور اس طرح منزل مقصود تک آدمی پہونچ جاتا ہے اس لئے استخارہ کو لازم پکڑیں اور جب بھی کوئی معاملہ پیش آئے تو ضرور استخارہ کریں۔

نیکی اور بدی کا فرق اضافی اور نا قابل اعتبار ہے

فرمایا: قرآن میں نیکی اور بدی کا واضح تصور دیا گیا ہے اور فطرت سلیمہ بھی ان کے درمیان فرق وامتیاز کو تسلیم کرتی ہے مگر اس کے باوجود بعض اوقات برائی کا ارتکاب کرنے والے اپنے آپ کو نیکوکاروں کی طرح تصور کرنے لگتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ نیکی اور بدی کا فرق اضافی اور نا قابل اعتبار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی غلط فہمی کا ازالہ کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ نیکی اور بدی برابر نہیں ہوسکتی اور نہ ان کا انجام یکساں ہوسکتا ہے۔ بدی کا انجام برا ہے اور نیکی کا انجام اچھا ہے۔ جو نیکی اور بدی کو یکساں سمجھ کر گناہوں کے ارتکاب میں جری ہورہے ہیں وہ متنبہ ہو جائیں، ورنہ ان کی سخت گرفت ہوگی۔

حقیقی سکون اولیاء اللہ کو

فرمایا: اللہ تعالیٰ صاف ارشاد فرماتے ہیں: اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ کان کھول کر سن لو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے نیکی و پرہیزگاری کے ساتھ زندگی گذارنے والے ہی چین و سکون اور راحت و آرام پاتے ہیں اور اولیاء اللہ کونسے بڑے مالدار ہوتے ہیں کیا عیش و آرام کی اشیاء جو دوسروں کے پاس ہوتی ہیں کیا ان لوگوں کے پاس ہوتی ہیں؟ کیا اونچی اونچی بلڈنگیں نرم نرم بستر جو دنیاداروں کے ہوتے ہیں ان بزرگوں کے پاس ہوتے ہیں؟ ہرگز نہیں مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ ان کو ایسا قلبی سکون عطا کرتا ہے جو بڑے بڑے بادشاہوں اور دولت و خزانوں کے مالکوں کو بھی میسر نہیں ہوتا۔ پیسوں کے ذریعہ راحت و آرام اور سکون و اطمینان کے اسباب و آلات تو خریدے جاسکتے ہیں مگر راحت و آرام پیسوں کے ذریعہ حاصل نہیں ہوسکتا ہے۔

کفار کی خوشحالی پر رشک مت کرو

فرمایا: دنیا میں کفار و فجار کی عیش و عشرت اور دولت و حشمت ہر شخص کے لئے یہ سوال بنتی رہتی ہے کہ جب یہ لوگ اللہ کے نزدیک مبغوض اور ذلیل ہیں تو ان کے پاس یہ نعمتیں کیوں ہیں اور اطاعت شعار مومنین غربت و افلاس کے شکار کیوں؟ یہاں تک فاروق اعظم ؓ جیسے عالی قدر بزرگ کو بھی اس سوال نے متاثر کیا جس وقت وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہونچے جہاں آپ ؑ خلوت گزیں تھے دیکھا کہ موٹی موٹی تیلیوں کے بوریئے پر آپ ﷺ لیٹے ہوئے ہیں اور تیلیوں کے نشانات جسم مبارک پر پڑے ہیں فاروق اعظم ؓ رو پڑتے ہیں عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ قیصر و کسریٰ کافر

وفاجر ہونے کے باوجود اس قدر عیش و عشرت میں ہیں اور آپ ﷺ محبوب دوجہاں ہونے کے باوجود اس حالت میں زندگی گذار رہے ہیں آپ ؑ نے فرمایا اے ابن خطاب ؓ ابھی تک تم شبہ میں ہو کفار و فساق کے لئے یہ راحتیں اور نعمتیں صرف دنیا ہی میں ہیں آخرت میں مرنے کے بعد ان کے لئے راحت و آرام بالکل نہیں ہے۔ اور فرمایا مجھے تم لوگوں کے بارے میں جس چیز کا سب سے زیادہ خوف ہے وہ دولت وزینت ہے جو تم پر کھولدی جائے گی۔ الغرض ہم کفار کو عیش و عشرت میں دیکھ کر ہرگز متاثر نہ ہوں اور تعجب نہ کریں اس لئے کہ دنیا ہی ان کے لئے جنت ہے اور مرنے کے بعد ان کا کوئی حصہ نہیں۔

مخرب اخلاق آلات سے بچوں کو بچائیں

فرمایا: آج کے اس پرفتن دور میں جب کہ میڈیا کے ذریعہ بے حیائی کو فروغ دیا جارہا ہے اور انسانی اخلاق کو تباہ و برباد کردینے والے نئے نئے آلات و اسباب ایجاد کئے جارہے ہیں اور شرم وحیا کو مختلف طریقوں سے دور کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں انٹرنیٹ، موبائل اور ٹی وی کی وجہ سے شرم وحیا مکمل طور پر ختم ہوتی جارہی ہے ایسے حالات میں ایک ماں کی ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے کہ وہ اپنی اولاد کو کس طرح آنے والے فتنوں سے محفوظ رکھ سکے مرد حضرات تو روزی روٹی کی تلاش میں نکل جاتے ہیں بیشتر اوقات بچے ماں ہی کے پاس گذارتے ہیں اس لئے ماں کا تعلیم یافتہ ہونا بھی سخت ضروری ہے جب تک اس کو دین کا علم نہیں ہوگا وہ خود بھی ان فتنوں سے نہیں بچ سکتی ہے چہ جائیکہ دوسروں کو بچانے کی فکر کرے اسی لئے اسلام نے ہر ایک کے لئے علم دین کا حاصل کرنا ضروری قرار دیا۔

صرف اسکول کی تعلیم کافی نہیں

فرمایا: ایک بات تو یہ ذہن نشیں ہوجانی چاہیے کہ بچے کو شروع ہی سے ایمان ویقین میں مضبوط کرنے کی فکر لازم اور ضروری ہے۔ دوسرے اسلامی آداب اور اسلامی تہذیب سے اس کو آراستہ کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ تعلیم میں اول ومقدم دینی تعلیم کو رکھنا چاہئے، پھر عصری ودنیوی تعلیم سے بھی بچے کو آراستہ کرنے کی تدبیر کرنا چاہئے۔ آج عام طور پر مائیں اپنے بچوں کی تربیت میں انتہائی کوتاہی کرتی ہیں۔ ان کو نہ اسلامی آداب سکھاتی ہیں نہ اسلامی تہذیب واخلاق سے ان کو آراستہ کرتی ہیں بلکہ صرف انگریزی وعصری اسکول کے حوالے کر کے یہ سمجھ جاتی ہیں کہ ہم نے حق ادا کردیا۔ مگر ان کو یہ خبر نہیں کہ ان اسکولوں میں ایمان اور یقین تو ایک طرف رہا وہاں ان بچوں کو اخلاق وآداب کی تعلیم ہی نہیں دی جاتی اس لئے بچوں کی تربیت کا گھر میں نظام بنانا چاہئے۔

اپنے ساتھ اولاد کی تربیت بھی ضروری

فرمایا: آج یہ بکثرت نظر آتا ہے کہ آدمی اپنی ذات میں بڑا دیندار ہے نماز روزے کا پورا اہتمام ہے زکوٰۃ بھی ادا کی جارہی ہے مال بھی اللہ کی راہ میں خرچ کیا جارہا ہے لیکن اولاد کو اور گھر کو دیکھو تو اس میں اور ان میں زمین وآسمان کا فرق ہے یہ کہیں جارہا ہے تو وہ کہیں جارہے ہیں۔ خوب سمجھ لیں جب اپنے گھر والوں کو آگ سے بچانے کی فکر نہ ہو تو خود انسان کی اپنی نجات نہیں ہوسکتی۔ خلاصہ یہ کہ ماں باپ کو اپنی اولاد کی پہلے تربیت کرنا ضروری ہے۔ علماء نے اولاد کی تربیت کے سلسلے میں چند ہدایتیں دی ہیں اس کیلئے سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ آدمی کو نیک عورت کا انتخاب کرنا چاہئے عورت اگر نیک ہوگی تو اس سے پیدا ہونے والی اولاد بھی نیک ہوگی۔

دنیا دھوکہ کا گھر ہے

فرمایا: آسمان وزمین اور اس پوری کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور یہ دنیا دھوکہ کا گھر اور دھوکہ کا ساز وسامان ہے۔ لہٰذا درحقیقت بدنصیب اور خسارے میں وہ ہے جو دنیا اور اس کی رونقوں کو بڑا سمجھنے لگے۔ اس کے لئے اپنی ساری صلاحیتوں کو برباد کرنے لگے۔ وہ شخص انتہائی بدنصیب اور محروم ہے جو اپنی زندگی کے قیمتی لمحات کو دنیوی ساز وسامان کو حاصل کرنے میں گنوادے اور آخرت کی بالکل فکر نہ کرے۔ وہ شخص برباد ہوگیا جو دنیا میں مشغول ہوکر آخرت کو بھول جائے۔

دنیا فنا کا گھر ہے

فرمایا: قرآن وسنت کی تعلیمات سے واضح ثبوت ملتا ہے کہ دنیا فنا کا گھر ہے۔ دنیا پر شاہی راج کرنے والے دنیا کو آخری کناروں تک فتح کر کے خوشیاں منانے والے' فرعونی مسندیں بچھانے والے، کبر ونخوت کے جھنڈے گاڑنے والے تہہٗ خاک چلے گئے۔ موت کا عفریت سب کو نگل گیا اور ان کی لہلہاتی کھیتی، خوبصورت تفریح گاہیں، زرق وبرق ریشمی لباس، نرم وملائم قالینیں، بلند وبالا محلات، سب ویران پڑے ہیں اور حوادث زمانہ نے ان کے محلات کو کھنڈرات میں تبدیل کردیا ہے۔ انکی بلند وبالا عمارتوں کا ذرہ ذرہ صدا دے رہا ہے کہ دیکھو، دنیا جمع کرنے والے خاموش آبادیوں میں پہنچ گئے ہیں۔

دنیا آخرت کی کھیتی ہے

فرمایا: یاد رکھیے'' دنیا روح کی تکمیل کے لئے ہے، نفسانی تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے نہیں ہے۔ دنیا سے دھوکہ نہ کھا جانا، یہاں بڑے سے بڑے بادشاہوں کی بھی

تمام خواہشات پوری نہیں ہوئیں۔ اٹھتے ہوئے جنازے، قبرستانوں کی خاموش ویرانیاں بتلاتی ہیں کہ دنیا دھوکہ کا گھر ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فکر آخرت نصیب فرمائے کہ درحقیقت آخرت کی زندگی ہی ابدی زندگی ہے اور مومن کے لئے درحقیقت دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

پیغمبر اسلام پر ایمان لائے بغیر کامیابی نہیں

فرمایا: ایمان کے بغیر خواہ کتنی نیکیاں اور رفاہی کام کیوں نہ کئے جائیں مگر آخرت میں کچھ بھی کام نہیں آئیں گے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے اس امت کا یعنی اس دور کا جو کوئی بھی یہودی یا نصرانی میری خبر سن لے یعنی میری نبوت ورسالت کی دعوت اس کو پہونچ جائے اور وہ پھر مجھ پر اور میرے لائے ہوئے دین پر ایمان لائے بغیر مرجائے تو ضرور وہ دوزخیوں میں ہوگا۔ اس حدیث شریف میں یہود ونصاری کو بطور تمثیل بیان کیا گیا کہ یہ دونوں اہل کتاب ہیں پھر بھی آپ علیہ السلام کی نبوت ورسالت پر ایمان لائے بغیر کامیاب وبامراد نہیں ہوسکتے تو پھر دیگر مذاہب وادیان مجوسی ہندو بدھسٹ وغیرہ کیسے کامیاب ہوسکتے ہیں ہر ایک کے لئے مذہب اسلام کی اتباع وپیروی لازمی وضروری ہے۔

آپ ﷺ کی صحبت کا اثر

فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ کی صحبت بابرکت کا اثر تھا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنی خواہشات کو شریعت کے مطابق ڈھال لیا تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اتنے مسکن مزاج اور خدمت خلق کا جذبہ رکھنے والے کے ایک دفعہ رات کو گشت کررہے تھے کہ آبادی سے

دور ایک خیمہ سے عورت کے کراہنے کی آواز آئی جس کو درد زہ ہو رہا تھا صورت حال معلوم کر کے گھر جاتے ہیں اور بیت المال سے ضروری سامان اپنے کندھے پر لاد کر لے جاتے ہیں ان کے غلام اسلم نے بہت اصرار کیا کہ سامان میں اپنے سر پر اٹھالیتا ہوں مگر امیر المومنین رضی اللہ عنہ نہ مانے اور اپنی اہلیہ کے ہمراہ جاتے ہیں اہلیہ محترمہ خیمہ کے اندر عورت کے پاس چلی جاتی ہیں اور خود چولہا پھونک کر کھانے کا نظم کرتے ہیں کیا آج کے اس دور میں کوئی بادشاہ بلکہ معمولی رئیس بھی اس طرح کی قربانی دینے کو تیار ہے؟ حالانکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا رعب ودبدبہ ایسا تھا کہ بڑے بڑے بادشاہ ان کا نام سن کر کانپ اٹھتے تھے۔

دنیا کی بہترین عورت کون ہے؟

فرمایا: ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ کی محفل میں بات چلی کہ دنیا کی عورتوں میں بہترین عورت کونسی ہے؟ کسی نے کوئی صفت بتائی اور کسی نے کوئی صفت بتائی۔ بات چیت ہوتی رہی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کسی کام سے گھر تشریف لے گئے۔ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو بتایا کہ محفل میں یہ تذکرہ ہورہا ہے کہ دنیا کی بہترین عورت کون سی ہے ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں بتلادوں کہ سب سے بہترین عورت کونسی ہے فرمایا ہاں بتایئے۔ فرمایا کہ سب سے بہترین عورت وہ ہے جو نہ خود کسی غیر مرد کو دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اس کو دیکھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ محفل میں واپس تشریف لائے اور حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ میری اہلیہ نے دنیا کی بہترین عورت کی پہچان بتائی کہ جو نہ خود کسی غیر مرد کو دیکھے نہ ہی کوئی غیر مرد اس کو دیکھ سکے۔ حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّيْ“ یعنی فاطمہ تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ یعنی اس نے صحیح بات بتلائی۔

عورتوں کیلئے عفت و پاکدامنی سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں

فرمایا: آج عریانیت فحاشی آوارگی اور بے حیائی۔ غرضیکہ ہرطرح کی برائی کو فروغ مغرب کی گندی تہذیب سے ہی مل رہا ہے ایسی حالت میں ہمارے لئے اسلام کے ایک ایک حکم پر عمل کرنا اور بالخصوص پردہ جیسی عظیم نعمت کو مضبوطی سے پکڑنا بے حد ضروری ہے اس لئے کہ صنف نازک کے لئے عفت و پاکدامنی سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام کے احکام بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

عورت شعلہ بھی ہے اور شبنم بھی

فرمایا: عورت شعلہ بھی ہے اور شبنم بھی۔ اگر وہ خدا کے خوف سے عاری ہے اور اسکا دل ونگاہ بے باک ہے، ایمان کی نعمت سے محروم ہے تو وہ ایک شعلہ کی مانند ہے جس سے زندگی و روح کی خرمن کو آگ لگ جانے کا خطرہ ہے اور صرف خطرہ ہی نہیں بلکہ زندگی کی حقیقی مسرت وشادمانی جھلس جایا کرتی ہے۔

اس کے برخلاف مومن عورت جس کا دل ودماغ ایمان کے چراغ سے روشن ہوتا ہے خدا کی محبت اور اس کے خوف سے سرشار رہتا ہے اور اپنی زندگی کو ایک متاع گرانمایہ سمجھتی ہے تو وہ اس شبنم کی طرح ہے جس سے سارا باغ ٹھنڈک محسوس کرتا ہے جس کی آمد سعید پر پتہ پتہ کھل اٹھتا ہے اور ڈالی ڈالی جھوم جاتی ہے اور زمین کا ہر حصہ سیراب ہوتا ہے۔

مسواک عظیم سنت ہے

فرمایا: نبی کریم ﷺ کی ایک ایک نقل وحرکت امت کے لئے نمونہ اور اسوہ ہے اسی نمونہ پر چل کر امت کامیاب ہوسکتی ہے آج ہم نے سنت نبوی کو چھوڑ دیا اور بڑی

سے بڑی سنت کی ہمارے یہاں کوئی اہمیت نہیں رہی جب کہ نبی کریم ﷺ کی ایک ایک سنت خواہ چھوٹی ہو یا بڑی اس میں دین کا فائدہ تو ہے ہی دنیا کا فائدہ بھی ہے آدمی کی صحت وتندرستی رہتی ہے سینکڑوں بیماریوں سے نجات ملتی ہے انہیں سنتوں میں سے ایک اہم سنت مسواک کرنا ہے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ میری امت پر شاق گذرے گا تو ہر نماز کے لئے مسواک کرنے کا حکم دیتا مگر امت پر مشقت کی بنیاد پر حکم نہیں دیا گیا مگر امت کی فلاح و بہبودی اسی میں ہے کہ ہر نماز کے وقت مسواک کو لازم پکڑیں۔

حضور ﷺ کی سنتوں کو زندہ کریں

آدمی دنیا کے حقیر سے فائدہ کے لئے کتنی محنتیں اور مشقتیں اٹھاتا ہے چند کوڑیوں کی خاطر راتوں رات جاگتا ہے اور یہاں ایک سنت کو ادا کرنے کی وجہ سے اتنے کثیر فوائد ہیں مگر اس کی طرف کوئی توجہ نہیں حقیقت یہ ہے کہ احکام اسلام کی ہمارے دلوں میں کوئی اہمیت نہیں۔ حضور اکرم ﷺ کی سنتوں کی پرواہ نہیں ورنہ کیا وجہ ہے کہ بلا کسی مشقت کے محض نمازوں کے اوقات میں ایک دو منٹ مسواک کر لینے سے اتنے فوائد حاصل ہو رہے ہیں اور ہم اسکو حاصل نہیں کرتے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ معمول تھا کہ کسی بات کا آپ ﷺ حکم کرتے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عمل کرنے کے لئے دوڑ پڑتے تھے اور ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے۔

فضول خرچی سے اجتناب کریں

فرمایا: آج کے دور میں شادی اتنی مہنگی ہوگئی ہے کہ غریب تو غریب ایک متوسط درجہ کا آدمی بھی شادی کے نام پر ایک عرصہ سے رقم جمع کرتا ہے کہ کل کے روز بچیوں کی

شادی کرنی ہے ہزاروں نہیں لاکھوں روپے شادی محل کے لئے اور کھانے کا انتظام کرنے کے لئے لاکھوں روپے لڑکی کے زیورات کے لئے لاکھوں روپے اور سامان جہیز کے لئے لاکھوں روپے اتنی کثیر رقم خرچ کر کے شادی کی جاتی ہے اور بعض دفعہ خلع اور طلاق وغیرہ کا مسئلہ بھی پیدا ہو جاتا ہے اور عمر بھر کمائی ہوئی پوری پونچی ڈوب جاتی ہے اور آدمی کنگال ہو کر رہ جاتا ہے۔فضول خرچی کا یہی نتیجہ ہوتا ہے۔اس سلسلہ میں لڑکے کے والدین کو توجہ دینے کی ضرورت ہے خود منع کر دینا چاہئے کہ میرے بیٹے کو کچھ نہیں چاہیئے صرف نکاح کر کے لڑکی رخصت کر دو شادیوں پر خرچ کی جانی والی رقم پر کنٹرول کرنے کی سخت ضروری ہے۔

ساتر لباس پہنیں

فرمایا: فیشن کے اس دور میں مختلف قسم کے کپڑے رائج ہو گئے ہیں اور آئے دن نئے نئے ڈیزائن کے کپڑے مارکیٹ میں آرہے ہیں اور فیشن کے نام پر کپڑے کی مانگ بڑھ رہی ہے خواہ ستر پوشی ہو یا نہ ہو بلکہ بہت سے لباس تو ایسے ہیں کہ ان کے پہننے سے وہ اعضاء بھی نظر آتے ہیں جن کا چھپانا ضروری ہے۔نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں بعض عورتیں کپڑا پہنے ہوتی ہیں پھر بھی ننگی ہوتی ہیں، مردوں کی طرف مائل ہوتی ہیں اور ان کو اپنی طرف مائل کرنے والی ہوتی ہیں آج ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ عورتیں ایسے کپڑے پہن رہی ہیں کہ چست ہونے کی وجہ سے بدن کے اعضاء دیکھتے ہیں یا کپڑے ہونے کی وجہ سے بدن کھلے رہتے ہیں یا اتنے باریک ہوتے ہیں کہ کپڑا پہننے کے باوجود جسم نظر آتا ہے اسی طرح مرد اس انداز کا کپڑا پہنتے ہیں جس سے ان کی ستر پوشی بھی نہیں ہوتی جب کہ کپڑا پہننے کا اصل مقصد یہی ہے۔اگر ہم عذاب آخرت سے بچنا چاہتے ہیں تو ایسے کپڑوں سے گریز کرنا چاہئے۔ورنہ کل قیامت کے دن اللہ ورسول ﷺ کو کیا منہ دکھائیں گے۔

اخلاص وللّٰہیت والے ہی دوسروں کی فکر کرتے ہیں

فرمایا: اللہ تعالیٰ اخلاص کے قدرداں ہیں اور جس آدمی کے اندر اخلاص وللّٰہیت ہوگی وہی دوسروں کی فکر کرے گا اسی کے ذریعہ معاشرے میں اصلاح و درستگی پیدا ہو سکتی ہے قوموں کی گمراہیاں، ہدایت میں تبدیل ہو سکتی ہیں صحابہ کرام کا اخلاص اور خوف خدا ہی تھا کہ علاقہ کی ہدایت و رہنمائی کا ذریعہ بنے ایک ایک صحابی ہزاروں کے لئے کافی ہوا کرتا تھا ایسا نہیں کہ ان کے پاس روپے پیسے تھے یا ہر طرح کی سہولیات میسر تھیں بلکہ ان کے اندر کا اخلاص کارفرما تھا آج بھی اسی اخلاص کی ضرورت ہے تاکہ قوم مسلم جو سخت پیاس ہے اس کی اصلاح ہو سکے آج معاشرے میں نیک اور صالح لوگوں کی قلت ہے لوگ پریشان ہیں ان کی صحیح رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں ہے۔

اخلاص کے بغیر کوششیں ناکام

فرمایا: آج بھی صالح اور نیک معاشرے کے قیام کے لئے کوششیں ہوتی ہیں، جماعتیں بنتی ہیں، انجمنیں قائم ہوتی ہیں، پروگرام طے پاتے ہیں اور پھر ان پر محنتیں صرف ہوتی ہیں، لیکن خاطر خواہ نتیجہ ظاہر نہیں ہوتا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ جماعتی کردار نہیں ہے اور اگر جماعتی کردار ہے بھی تو اس میں روح اخلاص مفقود ہوتا ہے۔پھر ساری جدوجہد اور محنت وکوشش کولہو کے بیل کی طرح ہے جو گھومتا رہتا ہے، لیکن اس کی روش ایک دائرے کی شکل میں محدود ہو کر رہ جاتی ہے۔

تعلیمات نبوی ﷺ ہی امن وامان کی ضامن

فرمایا: ہم نے نبی کے اسوہ کو نہیں اپنایا صحابہ کرام کے طور طریق کو اختیار نہیں کیا۔قرآن تو پکار کر کہہ رہا ہے کہ تمہیں سربلند ہو گے بشرطیکہ مومن کامل بن کر رہو۔

حضور علیہ السلام کی ایک ایک سنت پر عمل کیا جائے۔ معاملات ،معاشرت اور اخلاقیات کو درست کیا جائے اسلام نے تو اہم تعلیم دی ہے۔اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ ۔حقیقی مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں کیا ہم اس حدیث پر عمل کر رہے ہیں پڑوسیوں کے تعلق سے ہم کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ جو شخص آسودہ ہو کر سوئے اور اس کا پڑوسی اس کے بازو میں بھوکا سوئے وہ ہم میں سے نہیں ،کتنی پیاری تعلیم ہے اسلام کی اگر واقعی ہم ان تعلیمات نبوی پر صحیح معنوں میں عمل کرنے والے بن جائیں تو معاشرے میں امن وامان اور پیار ومحبت کا ڈنکا بجنے لگے گا اختلاف وانتشار کافور ہو جائیں گے۔

عالم کیلئے اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق مغفرت کی دعاء کرتی ہے

فرمایا: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:’جو شخص ایسے راستے پر چلے جس میں وہ (دین کا) علم تلاش کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے اس عمل سے خوش ہو کر آسان کر دیتا ہے اور فرشتے طالب علم کے لئے اس کے اس عمل سے خوش ہو کر اپنے پر رکھ دیتے ہیں اور عالم کے لئے آسمان وزمین کی ہر مخلوق ،حتی کہ مچھلیاں پانی میں مغفرت کی دعاء کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہے جیسے چاند کو سارے ستاروں پر فضیلت حاصل ہے۔اور علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء نے اپنے ورثے میں دینار اور درہم نہیں چھوڑے ،وہ تو (دین کا) علم ہی ورثے میں چھوڑ کر جاتے ہیں ،پس جس نے وہ علم حاصل کیا ،اس نے (شرف وفضل کا) ایک بڑا حصہ حاصل کرلیا‘۔ (ابوداؤد، ترمذی)

☆☆☆

اولاد کے تعلق سے والدین سے باز پرس ہوگی

فرمایا: رفتہ رفتہ علم رخصت ہو رہا ہے علمائے اکابر ہمارے درمیان سے اٹھتے جا رہے ہیں ان کی جگہ لینے والے دوسرے پیدا نہیں ہو رہے ہیں اور جس طرح ہمارے اکابر اور اسلاف نے حصول علم کے لئے محنتیں اور کوششیں کی تھیں اور علم دین کی یہ عظیم الشان امانت ہم تک پہونچائے تھے ہم نے اس کی قدر نہ کی اور مسلم بچے جن کو علم دین حاصل کرنا تھا اور لوگوں تک علم دین کو پہونچانا تھا آج وہ اسکولس وکالجس میں پڑھ رہے ہیں جہاں کی تہذیب وتمدن اور معاشرت غیر اسلامی ہے کل قیامت میں والدین سے باز پرس ہوگی کہ اپنی اولاد کو علم دین سکھایا تھا یا نہیں اس وقت کیا جواب دیں گے اس لئے اپنے بچوں کو علم دین سیکھنے کیلئے تیار کریں اور عالم وفاضل بنائیں تاکہ کل کے دن یہ ہمارے کام آویں حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب انسان مرجاتا ہے تو اسکا عمل بھی منقطع ہو جاتا ہے البتہ تین شخص ایسے ہیں کہ انکا عمل منقطع نہیں ہوتا ایک وہ شخص جس نے کوئی صدقہ جاریہ کرتا ہو مثلاً کوئی نہر کھدوائی ،مسجد ومدرسہ بنوایا یا علم دین سکھا دیا یا کچھ کتابیں لکھ دیں اور تیسرا نمبر ولد صالح جو اپنے والدین کیلئے دعائیں کرے اگر تین میں سے کوئی ایک کام کر گیا تو مرنے کے بعد بھی اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی۔

ہم دنیا کے طرف راغب ہو رہے ہیں

فرمایا: آج غریب سے غریب انسان بھی دو وقت کا کھانا تو کھا ہی لیتا ہے اور گذر بسر کے لئے کچھ روپئے پیسے تو ہوتے ہی ہیں مگر سرکار دو جہاں ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ حال نہ تھا وہاں تو کئی کئی دن تک چولہے نہیں جلتے تھے پانی اور کھجور پر گذر کیا

جاتا آج کل تو عمدہ سے عمدہ غذائیں کھائی جارہی ہیں جس کا اسوقت تصوراور وہم وگمان بھی نہیں کیا جاسکتا تھا لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی شکر گزاری کی توفیق نہیں ہوتی بس اچھا کھانے اچھا پہننے عمدہ بنگلے اور زندگی کے سارے اسباب ورسائل اکٹھا کرنے کی ہی فکر لگی رہتی ہیں جب کہ مومن کیلئے دنیا سے بے رغبتی اور آخرت سے رغبت پیدا کرنا چاہئے۔حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤمِنِ وَجَنَّةُ الْکَافِرِ دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہمارا اصل ٹھکانہ دنیا نہیں بلکہ آخرت ہے اس لئے آخرت کی فکر کرنی چاہئے اور دنیا سے بے رغبتی رہنی چاہئے جنہوں نے اپنی آخرت کو سنوار لیا انہیں کے لئے کامیابی ہے۔

قرآن سے بے اعتنائی

فرمایا:آج مسلمانوں کی اکثریت کا عملاً قرآن سے اگر کچھ تعلق نظر آتا ہے تو بس یہ کہ وہ اسے اپنے گھروں میں ریشمی جزدانوں میں لپیٹ کر الماریوں میں سجا کر رکھتے ہیں،مختلف امراض کے علاج کے لئے اس کی آیتوں کے تعویذ بنا کر گلے میں باندھتے اور دھو کر پیتے ہیں، جنات اور بھوت پریت بھگانے کے لئے اسے پڑھ کر پھونکتے ہیں ۔تنازعات کی صورت میں اس پر ہاتھ رکھ کر قسم کھاتے ہیں، دوکانوں اور مکانوں کی برکت کے لئے قرآنی آیات کے طغرے لگاتے ہیں اوران کے افتتاح کے موقع پر قرآن خوانی کی محفلیں منعقد کرتے ہیں۔جبکہ ہونا تو یہ چاہیے کہ قرآن کو ہم سینوں سے لگائیں اس کی تلاوت کریں اور قرآن کے احکام پر عمل کریں۔

دل کو سنوارنے کی ضرورت

فرمایا: ہمارے اکابرو اسلاف نے دل کو سنوارنے کے لئے بڑے مجاہدے کئے اور سنۃ اللہ یہی ہے کہ جو لوگ ہمارے لئے مجاہدے کریں گے ہم ان کو سیدھے راستہ کی

رہنمائی کردیں گے۔اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب کو اتنا صاف ستھرا کردیا کہ دنیا کی گندگی ان کے قلوب پر اثر انداز نہیں ہوسکتی تھی وہ دنیا کو دھتکارتے تھے اور دنیا ان کے قدموں میں آکر گرپڑتی ہیں مگر آج کل لوگوں کا حال یہ ہے کہ اپنے جسم کے لئے بڑی محنت کرتے ہیں سینکڑوں اور ہزاروں خرچ کرتے ہیں جب کہ اصل دل ہے اس کی طرف توجہ دینی چاہئے اگر دل مطمئن رہا تو پورے جسم کو راحت آرام اور چین وسکون مل جائے گا لیکن جسم کے حسین وجمیل اور خوبصورت ہونے سے کوئی ضروری نہیں کہ دل کو بھی سکون واطمینان حاصل ہو۔

تلاوت قرآن صرف ایک عبادت ہی نہیں

فرمایا: تلاوتِ کلام پاک ایک بہت بڑی عبادت ہونے کے ساتھ ساتھ ایمان کو تروتازہ رکھنے کا موثر ترین ذریعہ ہے۔قرآن صرف ایک بار پڑھ لینے کی چیز نہیں ہے بلکہ بار بار پڑھنے اور ہمیشہ پڑھتے رہنے کی چیز ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے مسلسل قرآن کریم کی تلاوت کی بار بار تاکید فرمائی۔

روزانہ کا معمول

فرمایا: قرآن مجید کے حق تلاوت کی ادائیگی کے لئے دوسری ضروری چیز یہ ہے کہ تلاوت قرآن کو زندگی کے معمولات میں مستقل طور پر شامل کیا جائے اور ہر مسلمان تلاوت کا ایک مقررہ نصاب پابندی کے ساتھ لازماً پورا کرتا رہے۔مقدار تلاوت مختلف لوگوں کے لئے مختلف ہوسکتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ مقدار جس کی آنحضور ﷺ نے توثیق فرمائی ہے یہ ہے کہ تین دن میں قرآن ختم کیا جائے یعنی دس پارے روزانہ پڑھے جائیں اور کم سے کم مقدار، جس سے کم کا تصور بھی ماضی قریب تک نہ کیا جاسکتا تھا

یہ ہے کہ ایک پارہ روزانہ پڑھ کر ہر مہینے ایک قرآن ختم کرلے۔ ہمارے حضرت حاذق الامتؒ پرنامبٹی فرمایا کرتے کہ آخری درجہ یہ ہے کہ روزانہ پاؤ پارہ تلاوت کریں، یہ نہایت قلیل مقدار ہے اس مقدار پر دوام ہونا چاہیے!

نفاق ایک مہلک مرض ہے

فرمایا: نفاق ایک خطرناک مرض ہے۔ یہ ایمان کی ضد ہے۔ دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے۔ جس دل میں نفاق ہوگا وہ ایمان سے خالی ہوگا اور جہاں ایمان خالص ہوگا وہ نفاق سے پاک ہوگا۔ سورۂ بقرہ کے شروع ہی میں منافقین کے بارے میں کہا گیا کہ وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں۔ وہ اپنی چرب زبانی سے اہل ایمان کو دھوکا دینا چاہتے ہیں، حالاں کہ وہ خود فریب خوردہ ہیں۔ اہل ایمان کے درمیان اپنے ایمان کا چرچا کرتے ہیں، لیکن اپنے حلقے میں پہنچتے ہیں تو انہیں اپنی دوستی کا یقین دلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو ایمان والوں سے مذاق کرتے ہیں۔ اس کی تفصیل قرآن میں کئی مقام پر موجود ہے۔ اس پست کردار کی وجہ ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے۔

فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضاً وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ بِمَا کَانُوْا یَکْذِبُوْنَ (البقرۃ:۱۰) ''ان کے دلوں میں روگ ہے اللہ تعالیٰ نے اس روگ میں اضافہ کردیا ہے ان کیلئے دردناک عذاب ہے، اس جھوٹ کی بنا پر جو وہ بولتے ہیں''۔

حسد نیکیوں کو کھا جانے والی آگ ہے

فرمایا: حسد ایک خطرناک اور مہلک مرض ہے جس آدمی کو لگ جائے وہ تباہ وبرباد ہوجاتا ہے حسد کرنے والے کی صحت پر متاثر ہوتی ہے اس کی معاشیات بھی متاثر

ہوتی وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہتا ہے۔ کسی لمحہ اسے چین وسکون نہیں آتا ہر وقت محمود کی تباہی وبربادی کی فکر میں لگا رہتا ہے مگر اس کا تو کچھ ہوتا نہیں بلکہ اللہ کو جو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے جسے چاہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہے ذلت، جسے چاہے مالدار بناتا ہے اور جسے چاہے فقیر ومحتاج کردیتا ہے۔ دنیا میں ہر طرح کے لوگ رہتے اور بستے ہیں اور انہیں تمام لوگوں سے مل جل کر یہ دنیا آباد ہوتی ہے یہ ممکن ہی نہیں کہ دنیا میں سب ایک ہی طرح کے لوگ ہوجائیں اگر ایسا ہوجائے تو دنیا کا نظام ٹھپ پڑ جائے گا اس لئے اللہ کی مشیت پر راضی رہنا چاہئے اور کسی کے مال ودولت یا علم پر حسد نہیں کرنا چاہئے۔

حسد کی حقیقت

فرمایا: حسد کی حقیقت یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو دیکھا کہ اسکو کوئی نعمت ملی ہوئی ہے وہ نعمت چاہے دین کی ہو یا دنیا کی اس نعمت کو دیکھ کر اسکے دل میں جلن اور کڑھن پیدا ہوئی کہ اس کو یہ نعمت اس سے چھن جائے تو اچھا ہے، یہی حسد کی حقیقت ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کو علم دیا، اب دوسرے شخص کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ نعمت اس کو کیوں ملی؟ اس سے یہ نعمت چھن جائے تو بہتر ہے اور اس کے خلاف کوئی بات آتی ہے تو یہ اس سے خوش ہوتا ہے، اور اگر اس کی ترقی سامنے آتی ہے تو اس سے دل میں رنج اور افسوس ہوتا ہے کہ وہ کیوں آگے بڑھ گیا۔

حسد کے درجات

فرمایا: حسد کے تین درجے ہیں: پہلا درجہ یہ ہے کہ دل میں یہ خواہش ہو کہ مجھے ایسی نعمت مل جائے، اب اگر اس کے پاس رہتے ہوئے مل جائے تو بہت اچھا، ورنہ اس سے چھن جائے اور مجھے مل جائے، یہ حسد کا پہلا درجہ ہے۔

حسد کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ جو نعمت دوسرے کو ملی ہوئی ہے وہ نعمت اس سے چھن جائے اور مجھے مل جائے ، اس میں پہلے قدم پر یہ خواہش ہے کہ اس سے وہ چھن جائے اور دوسرے قدم پر یہ خواہش ہے کہ مجھ مل جائے یہ حسد کا دوسرا درجہ ہے۔

حسد کا تیسرا درجہ: حسد کا تیسرا درجہ یہ ہے کہ دل میں یہ خواہش ہو کہ یہ نعمت اس سے کسی طرح چھن جائے اور اس نعمت کی وجہ سے اس کو جو امتیاز اور جو مقام حاصل ہوا ہے اس سے وہ محروم ہو جائے ، پھر چاہے وہ نعمت مجھے ملے یا نہ ملے ، یہ حسد کا تیسرا اور سب سے رذیل ترین درجہ ہے۔

علم دین حاصل کرنے والوں کیلئے بشارتیں

فرمایا: علم دین حاصل کرنے والوں کے لئے بڑی بشارتیں وارد ہوئی ہیں حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ”مَنْ خَرَجَ فِیْ طَلَبِ عِلْمٍ فَھُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ حَتّٰی یَرْجِعُ“ جو علم حاصل کرنے کے لئے نکلتا ہے وہ اللہ کے راستہ میں رہتا ہے جب تک لوٹ نہ آئے ، ایک اور حدیث میں ہے ان لوگوں کے لئے آسمان زمین کی تمام مخلوقات حتی کہ سمندر میں مچھلیاں اور خشکی میں سوراخوں میں چونٹیاں مغفرت کی دعائیں کرتی ہیں۔ اللہ ہمیں بھی علم دین حاصل کرنے کیلئے قبول فرمائے۔ آمین!

ہر مخلوق اللہ کے وجود پر شاہد

فرمایا: اللہ کی قدرت بڑی عجیب وغریب ہے مخلوق کی روزی رسانی کا اور بقائے حیات کے لئے غذا کا کس طرح سے نظم کیا ہے اگر انسان ان سب باتوں پر غور وفکر کرے تو معلوم ہوگا کہ کوئی ایسی ہستی ہے جو آسمان وزمین اور ان کے درمیان کی مخلوقات حیوانات ، نباتات ، جمادات اور آسمان وزمین کے ماوراء جتنی بھی مخلوقات ہیں

ہر شئی اس کے قبضہ قدرت میں ہے اور ہر ایک شئی انسان کو اس وحدہ لاشریک لہ کی شہادت اور اس پر ایمان ویقین کی دعوت دے رہی ہے مگر یہ انسان کی بڑی ہی ناسپاسی ہے کہ اس معبود برحق کو چھوڑ کر کسی اور کے در پر ماتھا ٹیکے یا اس کی خدائیت میں کسی غیر کو شریک کرے لیکن اس کی ذات کریمی کے کیا کہنے کہ ان سب چیزوں کو دیکھنے کے باوجود ہر ایک بندے کو روزی پہونچاتا ہے اس کی گرفت اور پکڑ نہیں کرتا اس کو ڈھیل او رکھلی چھوٹ دے رہا ہے۔ مگر بندے کو سمجھ میں نہیں آتی اور وہ یہ نہیں سوچتا کہ جس ذات نے مجھے پیدا کیا ہے ہم اسی کے ہو کر رہیں کسی غیر کی پرستش ہرگز نہ کریں۔

ہنر اور پیشہ سیکھنے کی ضرورت

فرمایا: زندگی گزارنے کیلئے ہنر اور پیشے کی خاص ضرورت ہے البتہ مقصد نہیں ہے۔ ضرورت اور مقصد میں یہی فرق ہے۔ ضرورت اصل نہیں ہوتی وہ مقصد کو پورا کرنے کیلئے ہوتی ہے اسلئے ضرورت کو ضرورت ہی کے اندر اختیار کرنی چاہئے انسان کی تخلیق کا مقصد اللہ رب العزت کی عبادت وبندگی ہے مگر انسان چوبیس گھنٹے عبادت نہیں کرسکتا اس کو کھانے پینے اور دیگر لوازمات کو اختیار کرنا پڑے گا اس کے بغیر انسانی زندگی بلکہ کسی بھی حیوان کا گزراں نہیں ہوسکتا۔ اسلئے روزی کمانا اس کیلئے مختلف پیشوں کا اختیار کرنا سب اس اسلام کے دائرے میں رہ کر ہونا چاہئے۔ مذہب اسلام ہمہ گیر مذہب ہے زندگی کے تمام شعبے اس کے اندر ہے اور ہر شعبہ زندگی کیلئے ہدایتیں اور رہنمائیاں بھی موجود ہیں۔ اقتصادیات ، معاشیات ، سیاسیات ، معاملات ، معاشرت ، اخلاقیات ، تجارت ان کیلئے جو اصول وہدایت شریعت نے تجویز کئے ہیں انہیں کو اختیار کرکے ہم زندگی گذاریں تو دنیا میں بھی چین وسکون ملے گا اور مرنے کے بعد بھی راحت وآرام کی زندگی بسر کریں گے۔

عزم وحوصلہ کی ضرورت

فرمایا: آخر صحابیات بھی تو اہم کارنامے انجام دیا کرتی تھیں تو کیا بغیر حجاب اور پردے کے؟ ظاہر ہے کہ پردے کیساتھ کرتی تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لوگ علم حاصل کرنے کے لئے آیا کرتے تھے بلکہ بعض اجلہ صحابہ کو بھی کوئی اہم مسئلہ درپیش ہوتا تو اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہی اس کا حل دریافت کیا کرتے تھے اور تشفی بخش جواب پاتے۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا لیڈی ڈاکٹر تھیں جو مریضوں اور لڑائیوں میں زخمی ہونے والے مجاہدین کا علاج ومعالجہ اور مرہم پٹی کیا کرتی تھیں آج بھی ضرورت ہے کہ خواتین ان کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں مگر اسلامی احکام واصول کی پابندی ضروری ہے۔ اس کو بروئے کار لاکر ہی کوئی خدمت انجام دیں۔

ہدایت وگمراہی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں

فرمایا: ایمان سب سے بڑی نعمت ہے جس کو مل گئی اس کو دنیا وآخرت کی بھلائیاں مل گئیں لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ جیسے یہ بہت بڑی نعمت ہے اسی طرح اس کی حفاظت بھی بہت ضروری ہے اس کے کچھ تقاضہ بھی ہیں جن کے پورا کئے بغیر ایمان نامکمل رہتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”مَنْ قَالَ لاَ اِلٰـهَ اِلاَّ اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ“ جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا وہ جنت میں داخل ہوگیا مطلب یہ ہے کہ اسلام کے احکام پر عمل کریں گے تب ہی جنت میں دخل ہوں گے جس کے اندر جتنی اللہ ورسول کی اطاعت وفرمانبرداری ہوگی اس کے ایمان کو اتنی ہی تروتازگی نصیب ہوگی۔

والدین کی نافرمانی کا وبال دنیا ہی میں

فرمایا: والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کرنے والے دنیا میں بھی سرخرو رہتے ہیں اور مرنے کے بعد جو اجر وثواب اللہ تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے وہ تو ملے گا ہی اور جو والدین کی نافرمانی کرتے اور ان کو تکلیف پہونچاتے ہیں تو ان کو دنیا ہی میں اس کا وبال ملتا ہے۔ حدیث شریف میں ایک اہم بات کی طرف خاص طور پر توجہ دی گئی ہے کہ بسا اوقات انسان اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتا بلکہ نافرمانیوں میں زندگی گذار دیتا ہے۔ اور والدین کے انتقال کے بعد اولاد کو افسوس ہوتا ہے تو اب کیا کرے اس کا تدارک بتلایا گیا کہ والدین کے لئے کثرت سے دعائیں کرے ایصال ثواب کرے اور والدین کے قریبی رشتہ داروں کی خدمت بھی کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی فرمانبرداروں میں لکھدیں گے۔

نبی کریم ﷺ کے اخلاقی تعلیمات کے ساتھ عملی اقدامات

فرمایا: نبی کریم ﷺ نے اخلاقی تعلیمات کے ساتھ ایسے عملی اقدامات فرمائے جو مختلف حوالوں سے امت کے لئے راہنمائی کا سامان ہیں۔ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اعلان نبوت سے قبل کی آپ ﷺ کی زندگی کا جو خاکہ پیش کیا ہے، وہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ کی حیات مبارکہ دوسرے انسانوں کی خدمت کے لئے وقف تھی۔

انگریزوں کا ہندوستان پر قبضہ

فرمایا: سولہویں صدی میں برطانیہ سے ایک قافلہ ہندوستان کی سرزمین پر تجارت کی غرض سے آیا اور حکومت وقت سے اس نے یہ درخواست کی کہ ہم یہاں تجارت کو فروغ دینا چاہتے ہیں ہمیں اسکی اجازت دی جائے حکومت وقت نے اسکے دام فریب

میں آکر کئی ایکڑ زمین بھی اسکے نام الاٹ کردی اور بدبخت انگریزوں کا قدم ہندوستان کی سرزمین پر جڑ پکڑنے لگا اوران لوگوں نے اپنی کمپنیاں قائم کرلیں اور سوسال تک ان لوگوں نے اپنی تجارت سے سروکار رکھا اور حکومت وسیاست سے دور رہے لیکن جب دیکھا کہ مغلیہ حکومت کی دیواریں کمزور پڑ رہی ہیں تو اپنے اصلی لبادہ کھول کر بالکل سامنے آگیا جس کو اب تک چھپائے ہوئے تھا اور بڑی ہی عیاری ومکاری کے ساتھ ایک ایک علاقہ کو ہڑپ کرتا چلا گیا اور وہ منحوس وقت بھی آیا جب کہ دہلی سمیت پورے غیر منقسم ہندوستان پر انگریزوں کا قبضہ ہوگیا۔

جنگ آزادی میں علماء کرام کا کردار

فرمایا: جب انگریزی دور حکومت میں انسانیت سسک سسک کر دم توڑنے لگی تو علماء کرام نے علم بغاوت بلند کیا اور جنگ آزادی میں اپنی قائدانہ اور مجاہدانہ صلاحیتوں کا ایسا مظاہرہ کیا کہ انگریزوں کو مجبوراً بادل ناخواستہ ہند سے کوچ کرجانا پڑا لیکن اس آزادی کے لئے جتنی قربانیاں علماء کرام نے دیں وہ کسی سے مخفی نہیں۔

اگر علماء کرام اپنی گوناگوں خصوصیات کے ساتھ میدان کارزار میں کود نہ پڑتے تو ملک کی تعمیر اور آزادی کی صبح کا خواب کبھی بھی شرمندہ تعبیر نہ ہوتا۔

تونگری کسے کہتے ہیں؟

فرمایا: تم اس چیز پر راضی وشاکر رہو جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری قسمت میں لکھ دیا ہے اگر تم تقدیر الٰہی پر راضی ومطمئن رہو گے تو تمہارا شمار مالدار لوگوں میں ہوگا، یعنی جب بندہ اپنے مقسوم ومقدر پر راضی ومطمئن ہوجاتا ہے اور طمع وحرص سے پاک ہو کر زیادہ طلبی کی احتیاج نہیں رکھتا ہے تو وہ مستغنی اور بے نیاز ہوجاتا ہے اور تونگری کا اصل مفہوم بھی یہی ہے۔

زیادہ ہنسی دل کو مردہ کردیتی ہے

فرمایا: زیادہ ہنسنے سے پرہیز کرو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ اور خدا کی یاد سے غافل بنادیتا ہے۔ اگر تم ہنسنے سے اجتناب کروگے تو تمہارا دل روحانی وتروتازگی اور نور سے بھرا رہے گا اور ذکر اللہ کے ذریعہ اس کو زندگی وطمانیت نصیب ہوگی۔

عاریۃً چیز دینے سے بھی معاشی ضرورتوں کی تکمیل

فرمایا: عاریتاً چیز دینے سے بھی معاشی ضرورتوں کی تکمیل ہوتی ہے۔ قرآن کریم نے ایسے لوگوں کو جو برتنے کی معمولی چیزیں بھی ادھار نہیں دیتے، بربادی کا پیغام دیا ہے۔ (الماعون:۷) 'ماعون' ایک وسیع المعانی لفظ ہے۔ مفسرین کے نزدیک اس میں زکوٰۃ سے لے کر چھلنی، ڈول، سوئی، کلہاڑی، ہنڈیا، نمک، دیا سلائی تک کی عام اشیائے ضروریات شامل ہیں۔

قرض صدقہ سے بھی افضل ہے

فرمایا: نبی کریم ﷺ نے جبرئیل امین علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ قرض میں کیا خاص بات ہے کہ وہ صدقہ سے بھی افضل ہے تو انہوں نے فرمایا کہ سائل جس کو صدقہ دیا جاتا ہے اس حالت میں بھی سوال کرتا اور صدقہ لے لیتا ہے جب کہ اس کے پاس کچھ ہوتا ہے اور قرض مانگنے والا قرض جبھی مانگتا ہے جب وہ محتاج اور ضرورت مند ہوتا ہے اسلئے ہم کو اس کا خیال رکھنا چاہئے۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں مال ودولت سے نوازا ہے تو کسی مجبور آدمی کی ہم ضرور مدد کریں اگر قرض کوئی مانگے تو حتی الوسع اس کی درخواست کو رد نہ کریں بلکہ پورا کرنے کی کوشش کریں اسکے بڑے فضائل ہیں۔

خوش بختی کا تعلق انسان کی اندر کی دنیا سے ہے

فرمایا: خوشی یا خوش بختی کا تعلق باہر کی دنیا سے نہیں انسان کی اندر کی دنیا سے ہے۔خوش بختی ایک ایسا سایہ دار درخت ہے جس کی جڑیں دل میں پیوست ہیں، ایمان سے یہ جڑیں سیراب ہوتی ہیں، عمل سے ان جڑوں کو کھاد ملتی ہے اور تقویٰ سے ان جڑوں کو غذا حاصل ہوتی ہے اور ایمان وہ سدا بہار باغیچہ ہے جس کے گھنے درختوں، رنگ برنگے پھولوں اور ان پھولوں کی مہکتی ہوئی خوشبوؤں میں اپنا سارا دکھ درد اور زندگی کی ساری تکلیفیں بھول جاتا ہے، وہاں نہ اسے رزق کی تنگی پریشان کرتی ہے، نہ لوگوں کی بدسلوکی کبیدہ خاطر کرتی ہے، نہ محرومی کا احساس ملول ورنجیدہ کرتا ہے، رضامندی کے جذبہ سے اس کا دل ایسا سرشار رہتا ہے کہ ناشکری کا وہاں گزر بھی نہیں ہو پاتا، تو پھر کس بات کا غم؟ اور کیوں کر افسوس؟

ہمیشہ صبر کا دامن تھامے رہیں

فرمایا: زہد وقناعت کا مطلب یہ ہے کہ آپ حلال طریقے سے اپنا حصہ اتنا ہی لینے کی کوشش کریں جو آپ کی گزر بسر کے لئے کافی ہو اور حرص وطمع چھوڑ دیں، جو کہ ظلم، وفتنہ وفساد اور بہت سی برائیوں کی جڑ ہے اور یہ سمجھیں کہ یہ دنیا آپ کے لئے پیدا کی گئی ہے اور آپ آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، آپ کے علم کا مقصد حصول آخرت ہو نہ کہ فانی دنیا آپ کی پہچان قناعت، استغناء، خودداری اور ایمان داری ہو اور دنیا میں رہ کر آپ آخرت والے کہلائیں۔آپ ہمیشہ صبر کا دامن تھامے رہیں اور اللہ کے شکر گزار بندے بنیں یہی مومن کا زہد ہے۔

غیبت کرنا مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے

فرمایا: آج کل لوگوں میں یہ وبا عام ہوتی جارہی ہے کہ معمولی معمولی باتوں پر جھوٹ بولتے ہیں ایک دوسرے کی غیبت اور چغلخوری کرنے کو اپنا معمول بنا لیتے ہیں عوام تو عوام خواص بھی اس میں برابر کے شریک ہیں کم ہی ایسی مجلسیں ہوتی ہیں جہاں غیبت اور چغلخوری نہیں کی جاتی۔اللہ تعالیٰ نے سورہ حجرات میں فرمایا: ''اور تم میں سے کوئی ایک دوسرے کی غیبت نہ کرے۔کیا تم میں کوئی یہ پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ سوتم لوگ اس کو ناپسند کروگے اور اللہ سے ڈرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنیوالے بڑے مہربان ہیں۔غیبت کرنا مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے۔

دوزخ کی آگ اور اندھیری

فرمایا: رسول خدا ﷺ کا ارشاد ہے کہ دوزخ کو ایک ہزار برس تک دھونکا گیا تو اس کی آگ سرخ ہوگئی، پھر ایک ہزار برس تک دھونکا گیا تو اس کی آگ سفید ہوگئی، پھر ایک ہزار برس تک دھونکا گیا تو اس کی آگ سیاہ ہوگئی، چنانچہ دوزخ اب سیاہ اندھیرے والی ہے۔(ترمذی) ایک روایت میں ہے کہ وہ اندھیری رات کی طرح تاریک ہے، اور دوسری روایت میں ہے کہ اس کی لپٹ سے اس میں روشنی نہیں ہوتی (ترغیب) یعنی ہمیشہ اندھیرا ہی رہتا ہے الامان والحفیظ۔

عذاب دوزخ کا اندزاہ

فرمایا: رسول خدا ﷺ نے فرمایا دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب اس شخص پر ہوگا جس کی دونوں جوتیاں اور تسمے آگ کے ہوں گے جن کی وجہ سے ہانڈی کی طرح

اس کا دماغ کھولتا ہوگا وہ سمجھے گا کہ مجھے ہی سب سے زیادہ عذاب ہورہا ہے، حالانکہ اس کو سب سے کم عذاب ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

اللہ تعالیٰ ہر مومن اور ہر مسلمان کو عذاب سے بچائے۔ آمین!

دوزخ کا عذاب بڑا ہی سخت ہے

فرمایا: قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ دوزخی جب شدت پیاس کیوجہ سے پریشان ہوں گے اور پانی کا مطالبہ کرینگے تو ایسا گرم اور کھولتا ہوا پانی ان کو دیا جائیگا کہ آنتیں اور پیٹ کی دیگر چیزیں کٹ کٹ کر پائخانہ کے راستہ سے نکلیں غرضیکہ دوزخ کا عذاب بڑا ہی سخت ہوگا۔ اللہ ہم سب کو عذاب دوزخ سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

دین میں بگاڑ پیدا کرنے والوں کا انجام

فرمایا: آہ دین میں بگاڑ پیدا کرنے والوں کا اس وقت کیسا برا حال ہوگا جبکہ قیامت کے دن پیاس سے بیتاب اور مصیبت سے عاجز و بے کس ہوں گے اور حوض کوثر کے قریب پہونچا کر دھتکار دیئے جائیں گے اور رحمۃ للعلمین ﷺ ان کی بداعمالی کا حال سنکر دور دور فرما کر پھٹکار دیں گے۔

بیٹی قیمتی چیز ہے اسے ناپسند نہ کرو

فرمایا: انسان صرف مرد ہی نہیں بلکہ عورت بھی انسان ہے اور جس طرح اشرف المخلوق مرد ہے اسی طرح عورت بھی اشرالمخلوق ہے عورت اور مرد ہی کے ذریعہ دنیا کی حسن وخوبصورتی ہے یہ ممکن نہیں ہے صرف مرد ہی کے ذریعہ دنیا تکمیل کو پہونچے اسی لئے تو شریعت نے جس طرح مردوں کو عزت وسربلندی عطا کی اسی طرح عورتوں کو بھی

رفعت وعظمت عطا کی مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ عورتوں کو وہ مقام ومرتبہ نہیں دیا جاتا جو مردوں کو دیا جاتا اور لڑکیوں کی پیدائش پر اس طرح خوشی کا اظہار نہیں کیا جاتا جس طرح لڑکوں کی پیدائش پر خوشیاں منائی جاتی ہے۔

اولاد کے درمیان عطیات میں برابری کا حکم

فرمایا: نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اپنی اولاد کے درمیان دادودہش اور عطیات میں برابری کرو اگر میں اولاد میں سے کسی کو ایک دوسرے پر فوقیت دیتا تو لڑکیوں کو لڑکوں پر فوقیت اور برتری دیتا یعنی لڑکیوں کو لڑکوں کے مقابلہ میں زیادہ دینے کا حکم دیتا۔ علماء کرام نے اس حدیث کی بنیاد پر یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ میراث میں تو لڑکوں کو لڑکیوں کا دوگنا دیا جائیگا مگر زندگی میں لڑکی اور لڑکے کے درمیان جو بھی سامان تقسیم کیا جائے برابری کا پورا خیال کیا جائے الغرض لڑکوں کی طرح لڑکیوں کی بھی عزت وتوقیر کی جائے اور ان کو احساس کمتری میں مبتلا نہ کیا جائے۔

بُروں کی صحبت کا انجام

فرمایا: بروں کی صحبت بھی آدمی کو اللہ سے غافل کرتی ہے، قیامت کے دن بہت سے لوگ بری صحبت کی وجہ سے جہنم رسید کئے جائیں گے، جیسا کہ فرمایا گیا ”اور جس دن ظالم انسان (حسرت سے) اپنے ہاتھ کاٹ کھائیں گے اور کہے گا، کاش میں نے پیغمبر کی ہمراہی اختیار کر لی ہوتی! ہائے میری بربادی! کاش میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا! میرے پاس نصیحت آچکی تھی، مگر اس (دوست) نے مجھے بھٹکا دیا۔

(الفرقان: ۲۷تا۲۹)

متقی اور منافق کی پہچان

فرمایا: نیک لوگوں کی صحبت اختیار کریں، غافلوں کی صحبت سے کلی اجتناب کریں۔ اللہ تعالیٰ حکم فرماتے ہیں یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کیساتھ رہو جس آدمی کے دل میں اللہ کا خوف ہوگا وہ کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا گویا نیک لوگوں کی یہ پہچان بتائی گئی ہے وہ ہمیشہ سچ ہی بولتے ہیں جھوٹ سے ہمیشہ دور اور کنارہ ہوتے ہیں اور جو آدمی جھوٹ بولتا ہو وہ کبھی بھی متقی اور پرہیزگار نہیں ہوسکتا ہے۔

وقت پر شادی نہ کرنا فتنہ کو دعوت دیتا ہے

فرمایا: آہ ہمارا کیا حال ہو رہا ہے، ہمارا معاشرہ کس قدر پراگندہ ہوتا جارہا ہے ہماری لڑکیاں کیوں ہماری دہلیز پر بیٹھی رہ جاتی ہیں اور عاجز آکر خودکشی کرنے کو آسان سمجھ لیتی ہیں، پھر خود اپنی اور اپنے والدین کی آخرت کی بربادی کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ کیوں نہیں ہم ایسا طریقہ اختیار کریں جس سے وہ ہماری آخرت کی آبادی کا ذریعہ بن سکیں۔

چھوٹی نیکیوں کو بھی چھوٹی سمجھ کر نہ چھوڑیں

فرمایا: حدیث میں آتا ہے ایک شخص کہیں جارہا تھا اس نے دیکھا کہ راستہ میں ایک درخت کی شاخ ہے جس کی وجہ سے لوگوں کو آنے جانے میں تکلیف ہو رہی ہے اس نے وہ ٹہنی کاٹ دی اللہ تعالیٰ نے اس معمولی سی نیکی کیوجہ سے اس کی مغفرت فرمادی اس لئے چھوٹی نیکیوں کو بھی چھوٹی سمجھ کر چھوڑ نہ دیں اور اللہ جس نیکی کو قبول

کرلیں وہ چھوٹی کہاں ہے حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایمان کی ستر سے زائد شاخیں ہیں اس میں ادنی درجہ راستہ سے کسی تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا ہے۔

ذکر سے دل مطمئن ہوتے ہیں

فرمایا: ذکر سے روح میں تازگی پیدا ہوتی ہے اللہ خوش ہوتے ہیں اور پورے روئے زمین پر باران رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں فرمایا گیا: مِثْلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَایَذْکُرُ مِثْلُ الْحَیِّ وَلْمَیِّتِ جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اس کی مثال زندوں جیسی ہے اور جو اللہ کا ذکر نہیں کرتا اس کی مثال مردوں جیسی ہے۔

ذکر اللہ سب سے بڑی چیز ہے

فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ اور اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے یعنی دنیا میں اللہ کے ذکر سے بڑھکر کوئی چیز ہو ہی نہیں سکتی ہے دنیا اور دنیا کا سارا نظم و نسق صرف ذکر اللہ کی برکت سے ہی چل رہا ہے جس دن زمین پر کوئی ذکر اللہ کرنیوالا نہیں رہے گا اللہ تعالیٰ پوری دنیا کو ختم فرمادیں گے۔

نیک لوگوں کا موجود ہونا دنیا کیلئے باعث خیر ہے

فرمایا: نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں لَوْ کَانَتِ الدُّنْیَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰہِ جَنَاحَ بَعُوْضَۃٍ مَّاسَقٰی کَافِرًا مِّنْھَا شُرْبَۃَ مَآءٍ اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی حیثیت ایک مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو اس میں سے کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی نہ پلاتے حدیثوں سے پتہ چلتا ہے کہ دنیا اسی وقت تک قائم رہے گی جب تک اہل اللہ اور ذاکر اللہ موجود رہیں تو گویا نیک لوگوں کا موجود ہونا دنیا کیلئے باعث خیر ہے۔

غفلت وسستی کالبادہ اتار کر اپنی نسلوں کی فکر کریں

فرمایا: جس ملک میں رہتے اور بستے ہیں یہاں کے حالات تیزی کیساتھ ہمارے بچوں کے لئے خطرناک بنتے جارہے ہیں اگر ہم خود ادھر توجہ نہ کریں گے اور اپنی ساری قوت اولاد کی تعلیم وتربیت پر نہ لگائیں گے تو ارتداد اور الحاد کا ہمہ گیر فتنہ ہماری نسلوں کو تباہ کردے گا، جس کے آثار شروع ہو چکے ہیں، یہ وہ نازک وقت ہے جب کہ ہم غفلت وسستی کا لبادہ اتار کر اور اپنی ذاتی فکر کو چھوڑ کر نسلوں کی حفاظت کے لیے کام کریں، ہم کو کسی دوسری قوم سے شکوہ وشکایت کرنے کا حق نہیں، نہ کسی سے بھیک مانگنے کی ضرورت ہے، ایک زندہ قوم نازک سے نازک حالت میں بھی حوصلہ اور عزم کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتی۔

نیک اولاد ذخیرۂ آخرت ہے

فرمایا: آج اپنی اولاد کیلئے جتنی محنت کریں گے ان کی تعلیم وتربیت پر توجہ دیں گی تو یہی بچے کل قیامت کیلئے ذخیرہ ثابت ہونگے اور دنیا سے چلے جانے کے بعد جب آپکا نامۂ اعمال بند کر کے رکھدیا جائیگا اس وقت اولاد کی دعاؤں اور نیک اعمال کیوجہ سے تمہارے نامۂ اعمال میں بھی نیکیاں لکھی جائیں گی۔

اپنی اولاد کو نیک وصالح بنائیں

فرمایا: نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب انسان مرجاتا ہے تو اسکے اعمال اس سے منقطع ہوجاتے ہیں مگر تین چیزوں کی وجہ سے اسکے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھی جاتی ہیں یا تو صدقۂ جاریہ کیوجہ سے یا ایسے علم کیوجہ سے جس سے فائدہ اٹھایا جائے یا ایسی اولاد ہو جو اس کیلئے دعائیں کرے، کوشش تو یہ کریں کہ تینوں چیزیں حاصل

ہوجائیں نہیں تو کم از کم اپنی اولاد کو نیک وصالح بنائیں جس کی ایک ایک نیکی میں آپ کا حصہ ہوگا لیکن یہ بھی یاد رکھیں اگر اولاد کو غلط راستہ پر لگا دیا تو اس کی ایک ایک بدی میں آپ کا حصہ ہوگا اسلئے مال وجائداد زیور اور کپڑے تمام چیزوں سے زیادہ اولاد کی فکر کریں تاکہ مرنے کے بعد سرخروی حاصل ہو۔

گانا عام ہوتا جارہا ہے

فرمایا: بڑی تیزی کے ساتھ مسلم معاشرے میں برائیاں پیر پھیلاتی جارہی ہیں ہرنئی صبح وشام کے ساتھ برائیوں اور خرابیوں میں اضافہ ہورہا ہے بندۂ خدا برائی وخرابی میں الجھ کر خود کو گناہ گار، رب کی رحمتوں سے دور کررہا ہے افسوس صد ہزار افسوس کہ لوگوں کو اس کا شعور واحساس بھی نہیں کہ وہ کیسے کیسے گناہ انجام دے رہے ہیں اور آخرت میں ان کا کیسا بھیانک انجام بھگتنا پڑ سکتا ہے اور آج صورت حال یہ ہے کہ مسلمانوں کا کوئی بھی محلّہ، کوئی بھی گھر، کوئی بھی فرد بوڑھا، جوان، بچہ، مرد، عورت کوئی بھی اس گناہ سے بچا نہیں ہے۔ موبائل میں گانا، آٹو رکشہ پر گانا، ہوٹل میں گانا، مارکیٹ میں گانا، تہوار میں گانا بجانا، شادی بیاہ میں گانا بجانا گویا گانے باجے کے بے غیر زندگی کا کوئی تصور نہیں، نئی نسل اپنے بڑوں سے چار ہاتھ اور آگے نکل چکی ہے، موبائل اور ہیڈفون کے ذریعہ اسکول، کالج، ٹیوشن آتے جاتے، ریل بس ٹیکسی، بائیک پہ سفر کرتے ہوئے گانا ہی گانا۔ گویا گانا زندگی کا ایک حصہ بن چکا ہے۔

انسان کی بربادی کے اسباب

فرمایا: اللہ کو دو آوازیں سخت ناپسند ہیں (۱) خوشی کے وقت گانے باجے کی آواز (۲) مصیبت کے وقت رونے دھونے کی آواز۔ افسوس آج لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی

ناپسند کواپنی پسند بنالی ہے جب کہ ہونا تو یہی چاہیے تھا کہ خوشی کے وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جاتا اور مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ سے صبر اور عافیت طلب کی جاتی لیکن وائے رے حرماں نصیب کہ خوشی کے وقت خدا اور رسول دین و مذہب، شریعت وسنت کوفراموش کر کے لوگ رقص وسرور، شراب وکباب گانے باجے کی محفلیں سجاتے ہیں ,اور مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کی ناشکری اور شکوہ وشکایت کرتے ہیں۔

بے ادب محروم گشت از فضلِ رب

فرمایا: ادب ایک عظیم نعمت ہے اساتذہ و مشائخ کا ادب واحترام والدین کا ادب بزرگان دین کا ادب جو لوگوں کا ادب واحترام کرتا ہے بعد میں اسی کا ہی ادب کیا جاتا ہے اور بے ادب شخص کبھی کامیاب نہیں ہوتا، ’’بے ادب محروم گشت از فضل رب‘‘ جس کے اندر ادب واحترام نہ ہو وہ فضل خداوندی سے محروم رہتا ہے، علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ کتابوں کو بلا وضو ہاتھ نہیں لگاتے اور حاشیہ بین السطور دیکھنے کیلئے کتاب ٹیڑھی نہیں کرتے بلکہ خود ہی ادھر ادھر ہو جاتے تھے یہ تھا ہمارے اکابر کا ادب واحترام کتابوں کا اللہ تعالیٰ نے چلتا پھرتا کتب خانہ حضرت کو بنا دیا تھا حافظہ ایسا غضب کا تھا کا ایک مرتبہ جس کتاب کا مطالعہ کرلیا پھر وہ سالہا سال نہ بھولتے اور ہمارا یہ حال ہے کہ بڑی سے بڑی کتاب احادیث وتفاسیر کو بلا وضو کے ہاتھ لگا دیتے ہیں۔

اخلاق ردست رکھنے چاہیے

فرمایا: آدمی کو ہمیشہ اخلاق درست رکھنے چاہئے اپنوں کے ساتھ بھی اور غیروں کے ساتھ بھی حسن سلوک صرف یہی نہیں ہے کہ دوسروں کو تکلیف نہ پہونچائی جائے بلکہ دوسروں کی تکلیف دہ باتوں پر صبر کرنا بھی حسن اخلاق کا ایک اہم درجہ ہے۔

احسان کا دائرہ وسیع ہے

فرمایا: ہمیں اس نکتے کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے کہ احسان کا حکم صرف والدین تک محدود نہیں ہے بلکہ اس کا دائرہ مخلوق خدا تک محیط ہے۔ جس کی وجہ سے احسان کو آداب معاشرت کی ایک شاخ کہا جاسکتا ہے، دوسروں پر احسان کے ذریعہ نہ صرف معاشرتی برائیوں کی بیخ کنی کی جاسکتی ہے بلکہ احسان کے نتیجے میں قائم ہونیوالی اعلی معاشرتی اقدار ہمارے معاشرے کومضبوط اور مستحکم بناتی ہے۔

جھوٹا شخص ہر گناہ کرسکتا ہے

فرمایا: بہت سے موقعوں پر انسان جھوٹ بولتا ہے کبھی اپنے عیوب کو چھپانے کے لئے کبھی دوسروں پر اپنی قوت جتانے کے لئے کبھی کسی کے ڈر اور خوف کیوجہ سے کبھی مال وغیرہ کے لالچ میں وغیرہ وغیرہ، جھوٹ بہت سے گناہوں کی جڑ اور بنیاد ہے اس لئے کہ جو انسان جھوٹ بول سکتا ہے وہ سب کچھ کرسکتا ہے کیونکہ ہر گناہ کر لینے کے بعد کہے گا میں نے کچھ بھی نہیں کیا خاص کر عورتوں کے اندر جھوٹ بولنے کی صفت مردوں کے مقابلہ میں زیادہ ہوتی ہے شریعت نے چند مواقع میں جھوٹ کی اجازت دی ہے، دو مسلمانوں میں صلح کرانے کے لئے، جنگ کے وقت میں جان کا خوف ہو اس لئے انسان کو بلاضرورت شدیدہ جھوٹ سے گریز کرنا چاہیے۔

جھوٹ بولنے سے نجات حاصل کرنے کا ذریعہ

فرمایا: جس کو جھوٹ بولنے کی لت پڑ چکی ہو وہ کیسے اس کو چھڑائے تو اس کا صرف ایک ہی علاج ہے وہ خوف خدا ہے اگر اللہ کا ڈر دل میں پیدا ہوجائے تو

گناہوں سے چھٹکارا مل سکتا ہے اور جھوٹ جیسی گندی عادت سے بچا جاسکتا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں صاف صاف فرمادیا۔ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ کان کھول کرسن لیجئے اللہ کی لعنت ہے جھوٹ بولنے والوں پر۔

جان اور مال اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں

فرمایا: ہماری جان اور ہمارا مال اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اللہ رب العزت جہاں خرچ کرنے کا حکم کریں ہمیں وہاں خرچ کرنے میں دریغ نہ کرنا چاہیے، انسان دنیا کو خواہ کتنا ہی کیوں نہ جمع کرلے مگر اس کے کام وہی آسکتا ہے جو اللہ کے راستہ میں خرچ کردیا، جو جمع کر کے چلا جائے گا وہ تو ویسے ہی رہ جائیگا آخرت میں اسکا بھی حساب دینا پڑے گا اسلئے مال کو جمع کر کے رکھنے کے بجائے اس کو کثرت سے خرچ کرنا چاہیے۔

اسلامی جہاد امن وامان قائم کرنے کیلئے ہے

فرمایا: جہاد کا ایک اہم مقصد مجبوروں، بیواؤں اور غریبوں کی مدد کرنا ان کے اوپر ہونے والے ظلم وستم کو روکنا ہے۔ ایسا نہیں جیسا کہ آج کل لڑائیاں ہوتی ہیں ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں بے قصور جانیں تلف ہوجاتی ہیں، دہشت گردی کے نام پر پورے پورے ملک کو تباہ و برباد کردیا جاتا ہے، لیکن اسلام ایسے جہاد کی تعلیم دیتا ہے جس میں امن وامان ہی ہے صرف انہیں لوگوں سے لڑائی کی اجازت ہے جو نقصان پہونچاتے اور زمین پر فساد فرپا کرتے ہوں۔

مسلم قوم کے زوال کا سبب بزدل ہونا ہے

فرمایا: جب تک مسلم قوم بیدار رہے گی اور جہاد کیلئے تیار رہے گی تو ترقی کی راہ پر گامزن رہے گی اور دنیا اس کی قدم بوسی کریگی اور جب تلوار میان میں چلی گئی اور جہاد

کرنا چھوڑ دیا اور ناچ گانے میں مست ہوگئی تو قوم کا زوال شروع ہوگیا، یہ بزدل اور کمزور ہوکر بیٹھ گئی اور دشمنان اسلام شیر بن کر تنتے تنہا پھر رہے ہیں اور دنیا کے شہر و ممالک پر قبضہ جمائے بیٹھے ہیں۔

گھوراہ قلب مومن میں اب جزو ایماں سوتا ہے

غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

”ساری خوبیوں کی جڑ رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہے، قول میں بھی اور فعل میں بھی“۔ فرمایا ”مومن کا دل چوں وچرا کا واقف ہرگز نہیں بنتا بلکہ تسلیم اختیار کرتا ہے“ ایک گھڑی کا صبر شجاعت ہے۔ اللہ تعالیٰ مدد اور فتح سے صابروں کے ساتھ ہے۔

فرمایا: ”اپنے دلوں کو سنوارو کیونکہ جب وہ سنور جاتے ہیں تو تمہارے تمام حالات درست ہوجاتے ہیں“۔

اللہ تعالیٰ کی قربت اختیار کرو

فرمایا: شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے ”تجھ پر افسوس! مخلوق ایک دن یا تین دن یا ایک مہینہ یا ایک سال یا دو سال تیری حاجتیں پوری کردے گی، آخر کار تجھ سے تنگ آجائے گی، تجھ پر لازم ہے کہ اللہ کی قربت اختیار کرلے اور سب مرادیں اسی سے مانگے، کیونکہ وہ تجھ سے تنگ نہ آئے گا اور دنیا وآخرت کی حاجتوں میں تجھے رنجیدہ نہ کرے گا۔ حق پرست کی توحید جب پکی ہوجاتی ہے تو اس کا باپ اور ماں، ابن، دوست، دشمن، مال اور پڑوس کچھ نہیں رہتا ہے کسی چیز سے اس کو آرام نہیں ملتا اور سوائے دروازۂ حق تعالیٰ اور اس کے احسان کے کسی چیز سے علاقہ قائم نہیں رہتا ہے“۔

☆☆☆

گداگری کا مرض بھی دن بدن بڑھ رہا ہے

فرمایا: آج کے دور میں جس طرح دوسری بے شمار برائیاں روز بروز بڑھ رہی ہیں اس طرح گداگری کا مرض بھی دن بدن بڑھ رہا ہے مسلمانوں کے صدہا خاندان ایسے ہیں جنہوں نے گداگری کو اپنا پیشہ بنالیا ہے ایسے بھکاریوں کے لیے یہ حدیث تازیانہ عبرت ہے کہ جولوگ بلاضرورت لوگوں سے مانگنے کے عادی ہیں وہ حشر کے میدان میں اس طرح آئیں گے کہ ان کے چہروں پر ذلت وخواری کے آثار ہونگے، ہڈی اور کھال کے سوا گوشت کا نام ونشان نہیں ہوگا جیسے دنیا میں بھکاریوں کا منہ چھپا نہیں رہتا لوگ دیکھتے ہی پہچان لیتے ہیں کہ بھکاری ہے اسی طرح قیامت کے دن بھی اسے لوگوں کے سامنے یوں لایا جائے گا کہ محشر والے دیکھتے ہی پکاراٹھیں گے کہ یہ پیشہ ور بھکاری ہے۔

مشقت کی روزی میں برکت

فرمایا: معمولی سے معمولی کام کرنا اور تھوڑے پیسوں کے لئے بہت سی مشقت اٹھانا بھیک مانگنے سے ہزار درجہ بہتر ہے کیونکہ بھیک مانگنے سے انسان کی عزت چلی جاتی ہے اور مال میں برکت بھی نہیں ہوتی مگر محنت سے عزت بھی رہے گی اور مال میں برکت بھی ہوگی۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی پر اگر مشکل آپڑے تو وہ اپنی رسی لے اور لکڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لادے اور اسے بازار میں فروخت کرے یہ لوگوں سے بھیک مانگنے سے بہتر ہے، کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ اس کی عزت کو بچالے گا۔

☆☆☆

اپنی مجبوری اللہ کے سامنے پیش کرے

فرمایا: جو شخص اپنی غریبی کی شکایت لوگوں سے کرتا پھرے گا اور بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے مانگنا شروع کردے گا اسکا انجام یہ ہوگا کہ اسے بھیک مانگنے کی عادت پڑ جائے گی جس میں برکت نہیں ہوگی، اس طرح وہ ہمیشہ فقیر ہی رہے گا اور جو شخص اپنی غربت لوگوں سے چھپائے اور رب تعالی کی بارگاہ میں دعا مانگے اور حلال پیشے کی کوشش کرے تو رب تعالیٰ اسے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بچائے گا اور اپنے فضل سے اسکی حاجت پوری کردے گا۔

غفلت اور سستی بہت بڑی بیماری ہے

فرمایا: غفلت اور سستی بہت بڑی بیماری ہے جس کے اندر یہ بیماری پائی جائے وہ مرد یا عورت نہ تو دنیوی ترقی کرسکتی ہے نہ اخروی جس کام کو کرنے کا ارادہ ہوگا غفلت وسستی اس کے لئے مانع بن جائیگی اس لئے ہروقت چست رہنا چاہیے کاہل وسست آدمی خود اپنے لئے بھی بوجھ ہوتا ہے اور جہاں کہیں جاتا ہے ان لوگوں کے لئے بھی باعث تکلیف بنتا ہے ایسے شخص سے دور رہنا چاہئے۔

تحصیل علم ہر ایک کیلئے ضروری

فرمایا: غفلت کو دور کرنے کے چند اسباب میں سے ایک سبب حصول علم دین ہے اگر علم کو اپنی زندگی کے اندر داخل کرلے تو کبھی بھی غفلت وسستی انسان کے قریب نہیں آسکتی آج امت کا بہت بڑا طبقہ علم دین سے کورا ہوتا جارہا ہے دنیوی علوم کی طرف بڑی توجہ ہے اس کے لئے لوگوں کے پاس وقت بھی ہے اور پیسے بھی ہیں ہزاروں روپۓ خرچ کرکے عصری علوم بچوں کو دلا رہے ہیں مگر دینی تعلیم کیلئے نہ تو پیسے خرچ

کر سکتے ہیں اور نہ ہی اسکے لئے وقت ہے جبکہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے،ہم خود بھی علم دین حاصل کریں اور بچوں کو بھی علم دین سکھائیں اور اسلام کے احکام پر عمل کریں تا کہ گناہوں سے بچ سکیں۔

آج مسلمان کو جن حالات کا سامنا ہے وہ اعمال کا نتیجہ ہے

فرمایا: آج ہمارے اوپر اچھے برے حالات جو پیش آرہے ہیں یہ سب ہمارے اعمال کیوجہ سے ہیں۔ جب انسان گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے اگر توبہ کرلے تو وہ نقطہ مٹ جاتا ہے اور اگر توبہ نہیں کرتا تو وہ نقطہ برقرار رہتا ہے اور جیسے جیسے گناہ کرتا ہے ویسے ویسے نقطوں کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ پھر ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ اسکا دل بالکل سیاہ ہوجاتا ہے اور اس پر خیر اور بھلائی کی کوئی بات اثر نہیں کرتی۔

غفلت جہنم میں جانے کا سبب ہے

فرمایا: جہاں غفلت کی وجہ سے انسان دنیا میں بڑی بڑی سزاؤں سے دوچار ہوتا ہے وہیں عذاب جہنم کا بھی مستحق ہوجاتا ہے ارشاد ہے وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ، اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ. (یونس:۷) اور جولوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں ان کا ٹھکانا جہنم ہے ان کے کرتوتوں کے سبب۔ معلوم ہوا دنیا وآخرت میں اللہ کی پھٹکار کے بنیادی اسباب میں سے ایک اہم سبب غفلت بھی ہے۔

اولاد کی تربیت کا نتیجہ

فرمایا: اولاد کی تعلیم وتربیت صحیح ہوگی تو والدین کی آنکھیں بھی ٹھنڈی ہونگی اور انکا دل خوش ہوگا اور اولاد اپنے والدین کے اشاروں پر چلے گی، اور والدین کی اطاعت

وفرمانبرداری انسان کو جنت میں داخلے کا ذریعہ اور سبب بنے گی اور والدین کی نافرمانی دخول نار کا ذریعہ اور سبب ہے۔

سورہ یٰسین کی فضیلت

فرمایا: سورۂ یٰسین کے فضائل میں آتا ہے کہ جب کسی کی جانکنی کا وقت آجائے تو اس کے پاس سورہ یٰسین کی تلاوت کرنے کیوجہ سے سکرات کی تکلیف میں تخفیف ہوجاتی ہے اسلئے اپنے مردوں کے پاس سورہ یٰسین کی کثرت سے تلاوت کرنی چاہیے اسی طرح جس آدمی کو چیچک کا مرض ہو اسکو سورۂ رحمٰن ایک دھاگے پر پڑھکر گلے میں ڈالدیا جائے تو چیچک سے چھٹکارا مل جائیگا اور اگر بچھو نے ڈنک مار دیا ہو تو سورۂ شعراء کی آیت وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ پڑھکر اس جگہ پر ہاتھ پھیرتے رہیں تو ڈنک کی تکلیف سے نجات حاصل ہوجاتی ہے۔

ناچنے گانے والے کی آمدنی حرام ہے

فرمایا: بڑی شرم کی بات ہے کہ جس نبی کی بعثت آلات موسیقی توڑنے کی لیے ہوئی تھی اس کی امت ناچ گانا دیکھنے اور سننے میں مصروف ہے، بلکہ بڑی تعداد میں فلمی گانے اور فلموں کی سی ڈی کی دکانیں مسلمانوں نے کھول رکھی ہیں، مسلمانوں کو خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ اس ذریعہ سے کمائی ہوئی دولت خالص حرام ہے اور حرام کھا کر کوئی جنت میں نہیں جاسکتا۔

کانوں میں میوزک اور گانے کی آواز جانے نہ دیں

فرمایا: مسلمان مرد وعورت کو بھی چاہیے کہ حضور ﷺ وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی کریں، اپنے کانوں میں میوزک اور گانے کی آواز جانے نہ دیں، یہی حضور کی سچی

غلامی اور محبت کی علامت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ڈھول بجانے چنگ و رباب اور بانسری بجانے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ کھیل کود سے میرا کوئی کام نہیں ۔ (الادب المفرد للبخاری) یعنی گانا باجا، آلات موسیقی اور غیر ضروری کھیل کود کا اسلام اور پیغمبر اسلام سے کوئی رشتہ ناطہ نہیں ہے۔

موبائیل اور انٹرنیٹ کی تباہ کاریاں

فرمایا: آج امت مسلمہ کے نونہال بچے اور بچیاں گانا بجانا سن کر گمراہی کے عمیق غار میں جا رہے ہیں۔ موبائیل اور انٹرنیٹ کی تباہ کاریوں نے مسلمانوں کو ان کے مقصد اصلی سے ہٹا دیا اور گانے بجانے میں لگ کر رہ گئے جبکہ حدیث میں فرمایا گیا: اَلْجَرَسُ مَزَامِيْرُ الشَّيْطَانِ گھنٹی شیطان کی بانسریاں ہیں۔

غیرت مند شوہر عورت کی ملازمت کو پسند نہیں کرسکتا

ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا: اگر شوہر اور سسرال والے ملازمت کو پسند نہیں کر رہے ہیں اور لڑکی زبردستی ملازمت کرنا چاہتی ہے تو اس سے سوائے اختلاف وانتشار اور طلاق وجدائی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا کوئی بھی باغیرت شوہر یہ بات ہرگز پسند نہیں کرسکتا کہ میری بیوی ایسی جگہ جا کر ملازت کرے جہاں غیروں کی ہوس ناک نگاہیں پڑیں۔ آج کل ایسا ہی ہو رہا ہے۔ مرد وعورت ایک جگہ ملازمت کر رہے ہوتے ہیں شوہر غیر عورتوں کے ساتھ ملازمت کرتا ہے اور اس کی بیوی غیر مردوں کے ساتھ ملازمت کرتی ہے ظاہر ہے اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔

آج مسلم لڑکیاں غیروں کی تعلیم سے متاثر

آج مسلم خواتین میں بھی وہی برائیاں آتی جا رہی ہیں جو وہ گھر سے باہر دیگر مذاہب کی عورتوں میں دیکھتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ جس طرح کے پیچیدہ مسائل دیگر مذاہب کے لوگوں میں ہیں اب وہی مسائل مسلم گھرانوں میں بھی پیش آ رہے ہیں، موجودہ دور میں لڑکیاں لڑکوں کے مقابلہ بہتر وبرتر تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ ڈگری چاہے جو بھی ہو اس کا حاصل کرنا ان کے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے، آج بی اے، ایم اے، ایم فل، پی ایچ ڈی اور یہاں تک کہ ڈگریاں بہت سی مسلم خواتین بھی حاصل کر رہی ہیں، لڑکیوں کا تعلیم حاصل کرنا بہت اچھی بات ہے، مگر اس کا ایک دوسرا رخ بھی ہے جو روشن نہیں انتہائی تاریک ہے۔

ایسی تعلیم سے کیا فائدہ جس کا نتیجہ میاں بیوی میں اختلاف وانتشار کا باعث بنے۔ خوشگوار زندگی نہ گذر سکے اور شادی بیاہ کا جو اصل مقصد ہے وہی فوت ہو جائے۔

ماں کا کردار اولاد کی تربیت میں اہم

فرمایا: اگر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ جتنے لوگ آج تک نامور اور بڑے بنے ہیں وہ اپنی والدہ کی تربیت ہی کی وجہ سے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ کسے معلوم نہیں؟ والدہ محترمہ نے کہہ دیا کہ بیٹے جھوٹ نہیں بولنا اس پر ایسے کاربند رہے کہ زندگی میں خواہ کیسا ہی سخت موڑ کیوں نہ آ گیا مگر کبھی سچ کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

والدہ کی تربیت کا اہم رول ہوتا ہے اگر صحیح تربیت کر رہی ہے تو اولاد نیک اور صالح بنے گی اور تربیت صحیح نہیں ہوتی تو اولاد آگے چل کر والدین کے لئے باعث عار بنتی ہے۔

عصری علوم ضروری ہے

فرمایا: آج عصری علوم کا سیکھنا حالات کا اہم تقاضا ہے تاکہ مسلمان غیراقوام کا محتاج نہ رہے۔ ہر شعبے میں مسلم نمائندگی ہو اور بوقت ضرورت مطلوبہ شعبوں میں اپنے مسلمان بھائیوں کا تعاون کرسکیں۔ تاہم یاد رکھنا چاہئے کہ ایک مسلمان پر سب سے پہلے ایسی تعلیم کا حصول لازم ہے، جو بندوں کو خدا سے مربوط کرسکے۔

علم دین کی قدر دلوں سے نکل گئی

فرمایا: آج علم دین کی اہمیت لوگوں کے دلوں سے نکل گئی ہے وہ شوق وجذبہ نہیں رہا جو ہونا چاہئے۔ دنیوی تعلیم کے لئے بڑی محنتیں کی جاتی ہیں اور اسکول کے جتنے بھی اصول وضوابط ہوتے ہیں۔ وہ سب بروئے کار لائے جاتے ہیں اور ہزاروں سینکڑوں روپے اس پر صرف کئے جاتے ہیں۔ پہلے اسکول کی فیس پھر الگ سے ٹیوشن اور کورس وغیرہ کے نام پر بہت سے پیسے والدین خرچ کرتے ہیں مگر جو بچہ مدرسہ میں پڑھتا ہے والدین کو اس کی طرف ذرا بھی توجہ نہیں ہوتی اس کیلئے پیسہ خرچ کرنا بھی بار سمجھتے ہیں۔

تواضع بیش قیمت سرمایہ ہے

فرمایا: بچے مٹی سے کھیلتے ہیں، بڑے شوق سے مٹی میں سوتے ہیں، بڑے سے بڑے مالدار کا لڑکا ہو، قالینوں پر سونے والا ہو، سونے کے پلنگ پر لیٹنے والا ہو لیکن موقع پائے گا تو مٹی ہی میں کھیلے اور سوئے گا، زمین کے ساتھ یہ طبعی مناسبت بچے کے اندر تواضع کی دلیل ہے، اگر یہ صفت بڑوں میں پیدا ہوجائے تو کیا کہنا۔

تواضع وانکساری ایسا بیش قیمت سرمایہ ہے کہ جس کو یہ مل جائے، وہ لوگوں کی نگاہوں میں بڑا ہوتا ہے، اور خالق کائنات اس کو سربلندی عطا کرتے ہیں۔ مَنْ تَوَضَّعَ لِلّٰہِ رَفَعَهُ اللّٰہُ۔ (بیہقی شعب الایمان:٦/٢٧٦)

جو آدمی بڑا بننا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ چھوٹا بن کر رہے

فرمایا: جو شخص اللہ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے، اللہ بزرگ و برتر اس کو سربلند عطا کرتے ہیں۔ بزرگانِ دین کا کہنا ہے کہ جو آدمی بڑا بننا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ چھوٹا بن کر رہے، کیوں کہ چھوٹا بن کر رہنے میں بڑائی ہے۔ زمین کی طرح جس نے عاجزی وانکساری کی خدا کی رحمتوں نے اس کو ڈھانپا آسماں ہوکر:

تواضع کا طریقہ سیکھ لو، لوگو! صراحی سے
کہ جاری فیض بھی ہے اور جھکی جاتی ہے گردن

قناعت ایک بیش قیمت دولت ہے

فرمایا: دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو اپنی ساری خواہشات پوری کرسکے ''کارِ دنیا کسے تمام نہ کرد'' بڑے سے بڑا سرمایہ دار اور بادشاہ ایسا نہیں ملے گا جو کہہ دے کہ میری ساری آرزوئیں مکمل ہوگئیں اس دار فانی کے اندر کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو بنی آدم کا پیٹ بھردے، صرف قناعت ایک ایسی بیش قیمت دولت ہے جو بنی آدم کا پیٹ بھر سکتی ہے، جس فرد بشر کو یہ دولت حاصل ہوجائے وہ سب سے بڑا غنی ہے۔

کینہ انسان کو گھن کی طرح کھاتا ہے

فرمایا: آج لوگوں میں جو اختلاف ہے اور آئے دن جھگڑے ہوتے رہتے ہیں اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کے قلوب صاف نہیں ہیں ایک دوسرے کے تعلق

سے برائی اور کینہ اپنے دلوں میں رکھتے ہیں۔یہی حسد بغض عداوت ہی نا اتفاقی کی بڑی وجہ ہے۔اگر یہ وصف ہمارے اندر آجائے تو ہمارا معاشرہ جھگڑے کی بے برکتی اور ظلمت سے پاک ہوکر نورانی معاشرہ بن جائے، ہماری صف اتحاد میں کوئی خلل پیدا نہ ہونے پائے اور شیطان ہمارے اندر گھس کر فتنہ پھیلانے سے ناکام رہے۔

ملازمت کے اوقات امانت ہیں

فرمایا: ملازمت کے اوقات امانت ہیں، مثلاً ایک آدمی نے کہیں ملازمت کر لی اور ملازمت میں آٹھ گھنٹے ڈیوٹی دینے کا معاہدہ ہوگیا، اب یہ آٹھ گھنٹے کے اوقات اس کے پاس اس شخص کی امانت ہے جس کے یہاں اس شخص نے ملازت کی ہے، لہٰذا اگر ان آٹھ گھنٹوں میں سے ایک منٹ بھی اس آدمی نے ایسے کام میں صرف کردی جس کی مالک کی طرف سے صراحۃً دلالۃً اجازت نہ تھی تو یہ امانت میں خیانت ہے۔اس سے اندازہ لگائیے کہ امانت کا مفہوم کس قدر وسیع ہے اور صرف امانت ہی کی پورے طور پر پاسداری کرلے اور زندگی کے ہر شعبہ میں اس کا خیال رکھے تو امن وامان کا ماحول قائم ہوسکے گا دنیوی اور اخروی اعتبار سے انسان فائدے ہی میں رہے گا۔

دین سے دوری مسلمانوں کے زوال کا سبب

فرمایا: مسلمانوں کے زوال کا ایک ہی سبب ہے اور وہ ہے دین سے دوری۔ مسلمان دین ہی کی طاقت سے ابھرے اور دنیا پر چھا گئے تھے اور اسی دینی طاقت کے گھٹنے اور کم ہونے ہی سے گرے اور گرتے چلے گئے۔آج بھی اور آئندہ بھی وہ ترقی اسی وقت کریں گے جب کہ ادنی اور اعلیٰ میں دینی روح اور اسپرٹ پیدا ہوگی۔لیڈروں کا دین الگ اور عوام کا دین الگ نہیں ہے، ایسا نہیں کہ دین نے لیڈروں اور قائدوں کو محض تقریر وتحریر کے منصب پر فائز کیا ہے اور عوام پر عمل کی ذمہ داری ڈالی ہے!

ہر چیز کا علاج قرآن میں موجود ہے

فرمایا: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے روحانی اور جسمانی دونوں بیماریوں کا علاج رکھا ہے آج مسلمان دسیوں عاملوں کے پاس جاتے ہیں حتی کہ کتنے مسلمان مرد وخواتین ایسے ہیں جو غیروں کے پاس مندروں میں بھی جاتے ہیں جب کہ ہر چیز کا علاج قرآن میں موجود ہے دوسروں کے پاس جا کر اپنے ایمان کو خراب کرتے ہیں، مگر قرآن کریم کی تلاوت کرنے کی توفیق نہیں ہوتی برکتیں کہاں سے آئیں، رحمتوں کا نزول کیسے ہو؟

بغیر اخلاص کے بڑا کام بھی بیکار

فرمایا: کام تھوڑا ہو اور اس میں اخلاص ہو تو اس کی اہمیت بڑھی جاتی ہے اور اگر اخلاص نہیں ہے تو کام خواہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اس کی کوئی اہمیت نہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کا آغاز اسی حدیث سے کیا ہے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے نیت اگر صحیح ہے تو معمولی عمل بھی اللہ کے یہاں بہت بڑا ہے اس لئے ہم کوئی بھی چھوٹا بڑا نیک کام کریں تو اس میں اپنی نیت کو خالص رکھیں، ریا وسمعت اور دکھاوا نہ ہو۔

ریاکاری کا نتیجہ

فرمایا: قیامت میں تین قسم کے لوگوں کے خلاف سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا۔جنہوں نے دنیا میں بڑے بڑے نیک کام کئے ہوں گے اور ان سب کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ایک وہ مجاہد جو دکھاوے کیلئے اور اپنی تعریف وبرائی کی خاطر جہاد کرتا، دوسرے وہ عالم جو اپنی تعریف کے لئے علم سیکھے اور سکھائے یعنی دین کی خدمت

دکھاوے کیلئے کرے، تیسرے وہ مالدار جو شہرت کیلئے خوب پیسے خرچ کرے تو بظاہر ان لوگوں نے اچھے کام کئے لیکن نیت کی خرابی کی وجہ سے جہنم میں چلے گئے الامان والحفیظ۔

نفس کی اتباع کرنیوالا کبھی قرب الٰہی حاصل نہیں کرسکتا

فرمایا: نفس کی اتباع کرنے والا کبھی قرب الٰہی حاصل نہیں کرسکتا، بے شک اللہ تعالیٰ کے قرب کا قریب ترین راستہ نفسانی خواہشات پر قابو پانا اور اس کی مخالفت کرنا ہے۔ حدیث شریف میں نفس وخواہش کی اتباع کرنے والے کو بیوقوف قرار دیا گیا ہے۔ اور نفس عموماً برائیوں ہی کا حکم کرتا ہے اس سے کبھی خیر کی توقع اور امید نہیں رکھنا چاہیئے۔

نفس کی اصلاح پیرومرشد سے کریں

فرمایا: نفس کی اصلاح اسی وقت ہوسکتی ہے جب بندہ اپنے آپ کو کسی پیرومرشد کے حوالے کردے اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیدے اس کے بتائے ہوئے اصولوں کو پابندی سے اپنائے اور اس زمانہ میں جب کہ ہر طرف سے اسلام پر یلغار ہورہی ہے نفس وشیطان کے لوگ بندے بنے جارہے ہیں۔ اصلاح ظاہر وباطن کی پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے۔

خاوندکی نافرمان بیویاں

فرمایا: حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو عورت اپنے خاوند کی نافرمان ہوتی ہے، اس کی نماز قبول نہیں ہوتی بلکہ اس کی نماز اس کے سر سے اوپر اٹھائی ہی نہیں جاتی۔ جب تک کہ وہ اپنے خاوند کے پاس لوٹ نہ آئے۔

اس سے مراد یہ ہے کہ وہ بیویاں جو جھگڑے کرتی ہیں، بات بات پر میکے بھاگتی ہیں، خاوند سے ہم کلامی بند کردیتی ہیں۔ مختلف طریقوں سے خاوند کو اپنے تحت لانے

کی کوششیں کرتی ہیں، یہ نافرمان بیویاں ہیں، اگر یہ اللہ جل شانہٗ کی عبادت بھی کریں گی تو ان کی نمازیں ان کے سروں سے اوپر اٹھائی ہی نہیں جاتیں۔ جب تک کہ یہ اپنے شوہر کو راضی نہ کرلیں۔

سچائی تمام فضائل کی جڑ ہے

فرمایا: اخلاق حسنہ میں سچائی کو مرکزی مقام اور حیثیت حاصل ہے اگر کوئی سچ کو اپنالے تو وہ بہت جلد باقی اخلاق فاضلہ کا بھی مالک بن جاتا ہے، ایک مسلمان خاتون دوسروں کے ساتھ ہمیشہ سچائی کا معاملہ کرتی ہے اس لئے کہ اسلام اسے یہ تعلیم دیتا ہے کہ سچائی تمام فضائل کی جڑ اور مکارم اخلاق کی بنیاد ہے اور ایک سچی دیندار اور صاحب شعور خاتون اسلام کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتی، اس لئے کہ جھوٹ بولنا حرام ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ'' (حج ۳۰) یعنی جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔

شرم وحیا کا جنازہ نکل رہا ہے

فرمایا: ہماری ماؤں اور بہنوں کیلئے اس میں کس قدر عبرت کا سامان ہے اور کیسی نصیحت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پردے کا کس قدر اہتمام کرتی تھیں اور ہم کس قدر اہتمام کرتے ہیں وہ وفات پائے ہوئے لوگوں سے پردہ کررہی ہیں جس سے نہ کوئی اندیشہ ہے نہ کوئی خوف اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم زندہ لوگوں سے بھی پردہ نہیں کررہے ہیں جبکہ آج کا دور فسق وفجور اور شرور وفتن کا دور ہے ہر طرف بے حیاو پاکدامنی کا جنازہ نکل رہا ہے مغربی افکار و ذہنیت کے لوگ ہر جگہ کیڑوں مکوڑوں کی طرح رینگ رہے ہیں ایسی صورت میں ہم خود سمجھ سکتے ہیں کہ پردہ کسی قدر ضروری اور اہم ہے اس

طریقہ کے لباس اور برقعے استعمال کئے جاتے ہیں کہ ان لباسوں اور برقعوں کے استعمال کرنیکا کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا ہے برقع اور کپڑے کا اصل مقصد ستر پوشی اور بدن پوشی ہے لوگوں کی نگاہیں نہ پڑیں مگر عورتیں جب زرق وبرق کپڑوں اور برقعوں کے ساتھ نکلیں گی تو کیا ہوگا۔

دوستوں کوگالیوں کے ذریعہ مخاطب کرنا فیشن بن گیا ہے

فرمایا: آج کل معاشرہ کے اندر یہ بھی فیشن کی طرح داخل ہوگیا ہے کہ لوگ آپس میں اپنے دوستوں کو گالیوں کے ذریعہ مخاطب کرتے ہیں اور ایسے ایسے فحش الفاظ استعمال کرتے ہیں کہ سننے والے باشعور انسان کو برا لگتا ہے جس سے اسلام میں منع کیا گیا ہے حضور ﷺ نے فحش گوانسان پر جنت کوحرام قرار دیا ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے ''اَلْجَنَّةُ حَرَامٌ عَلٰی کُلِّ فَاحِشٍ اَنْ یَّدْخُلَهَا'' (احیاء العلوم عربی، ج۳، ص۱۱۷) جنت اس شخص پرحرام ہے جو فحش گوئی اور بے حیائی کی بات سے کام لیتا ہے۔

لایعنی گفتگو اکثر آفتوں کی جڑ ہے

فرمایا: آج بے شرمی کی گفتگو اور بے حیائی کوٹی وی پر اور سینما گھروں میں بار بار دیکھتے ہیں اور ان کا تذکرہ بلا جھجک اپنی محافل میں کرتے ہیں اور اپنی اس زبان کو جسکے متعلق حضور انور ﷺ نے ذکر درود شریف سے تر رکھنے کا حکم فرمایا ہے، اسکو بے حیائی سے بھرے گانے گنگنانے میں مصروف رکھتے ہیں۔

لایعنی گفتگو بے سبب بات اکثر آفتوں کی جڑ ہے، زیادہ باتیں کرتے کرتے انسان کسی کی غیبت کر دیتا ہے، اس سے کبھی کسی کی چغلی ہوجاتی ہے، کبھی کسی پر بہتان

لگایا جاتا ہے تو کہیں کسی کا راز فاش ہوجاتا ہے تو کبھی کسی کی دل آزاری ہوجاتی ہے الغرض زیادہ باتیں کرنے میں بے شمار نقصانات ہیں۔

علم محنت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا

فرمایا: آج علم حاصل کرنے کے لئے بڑی سہولتیں مہیا ہوگئی ہیں کتابوں کی سہولت کھانے پینے اور رہنے سہنے کا عمدہ نظم اساتذہ وقت پر آکر علم دین سکھاتے ہیں۔ لیکن ان سب سہولتوں کے باوجود بھی آج وہ مہارت نہیں حاصل ہورہی جو ہونی چاہئے تھی ہم آرام طلب ہوگئے ہیں محنت سے جی چراتے ہیں چاہتے ہیں کہ کچھ کرنا نہ پڑے بس ویسے ہی بڑے عالم وفاضل بن جائیں لیکن یہ کیسے ممکن کسی شاعر نے اچھی بات کہی ہے جو حقیقت اور واقعہ ہے۔

مورخ یوں جگہ دیتا نہیں تاریخ عالم میں
بڑی قربانیوں کے بعد پیدا نام ہوتا ہے

اس لئے ہم کو اسی طرح محنت کرنے کی ضرورت ہے جیسے ہمارے اکابر واسلاف نے کی ہے۔

علم ہی سے اچھا انسانی معاشرہ وسوسائٹی کی تشکیل ممکن

فرمایا: اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ علم ہی سے اچھا انسانی معاشرہ اور بہترین انسانی سوسائٹی کی تشکیل کرسکتا ہے، علم ہی ہے جو دلوں کو فضائل سے آراستہ، رذائل سے پاک اور زندگی کو مکارم اخلاق سے مزین وشائستہ بنا کر انسانی اقدار کی حفاظت اور اس کی قیمت ووقعت میں اضافہ کرسکتا ہے۔

اسلامی زندگی کا قصر بلندی بھی روز اول سے علم ہی کی پختہ بنیادوں پر قائم ہے، اخلاق وکردار اور اسلامی سیرت وسلوک کا سرچشمہ بھی علم ہے

دنیا اولیاء اللہ کی برکت سے قائم ہے

فرمایا: اسی لئے دنیا داروں کی طعنہ زنی اور ان کے نازیبا کلمات سے مسلمان کو دل برداشتہ ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ کتے بھونکتے رہتے ہیں اور مسافر اپنا سفر کرتا رہتا ہے۔ کبھی بھی کتے کے بھونکنے سے اپنا سفر نہیں روکتا بس اسی طرح ہم کو بھی بے دین لوگوں کی طعنہ زنی کے باوجود دین کا کام کرتے رہنا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ علماء وصلحاء پر ہر دور میں دنیا پرست ہنستے رہے ہیں جب کہ اس دنیا کا وجود ہی علماء وصلحاء کے وجود پر موقوف ہے اگر یہ اہل اللہ نہ رہیں تو دنیا کا کاروبار ٹھپ پڑ جائے ایک حدیث میں نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ: ”لَوْ کَانَتِ الدُّنْیَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰہِ جَنَاحَ بَعُوْضَۃٍ مَّا سَقٰی مِنْھَا کَافِراً شَرْبَۃَ مَاءٍ“ اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی حیثیت ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو اس میں سے کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتا اصل چیز تو مرنے کے بعد اہل اللہ کو نصیب ہونے والی نعمت ہے اس کے مقابلہ میں دنیا کی کوئی قدر و قیمت ہی نہیں۔

مدارس سے مسلمانوں کو گہرا تعلق

فرمایا: ہمارے اکابر واسلاف نے مدارس اسلامیہ کی جو بنیاد رکھی ہے وہ بڑے اخلاص اور درد دل کے ساتھ رکھی ہے اس کے خرچ کے لئے نہ تو باقاعدہ طور پر کوئی ذریعہ آمدنی اختیار کیا کہ بڑے بڑے کمپلکس یا زمین وجائیداد وغیرہ لے لی جائیں اور نہ ہی کسی حکومت وسلطنت سے ایک روپیہ لینا گوارا کیا بڑے بڑے نواب ورئیس لوگوں کی خواہش تھی کہ ہم اپنے جیب خاص سے دار العلوم دیوبند کا پورا خرچہ سنبھالیں گے مگر ہمارے اکابر واسلاف نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ عوامی چندے سے ہمارے مدارس

چلتے ہیں اور انہیں سے چلتے رہیں گے۔ انہیں بزرگوں کے اخلاص ونیک نیتی کی برکت ہے کہ یہ مدارس چل رہے ہیں فقر وفاقہ اور تنگدستی کے زمانہ میں بھی الحمدللہ ان مدارس کا خرچ آرام سے پورا ہو رہا ہے۔

جب تک یہ مدارس محفوظ ہیں ہم بھی محفوظ ہیں

فرمایا: دشمنان اسلام پریشان ہیں کہ آخر مدارس کا اتنا بڑا خرچ بغیر کسی ذریعہ آمدنی اور حکومت کے بغیر کیسے پورا ہو رہا ہے۔ الحمد للہ آج بھی مسلمان اپنے دین ومذہب کے لئے سب کچھ قربان کر سکتا ہے۔ اپنی غربت وافلاس کے باوجود بھی مدارس کو چندے دیتا ہے کیونکہ اسے معلوم ہے کہ مدارس اسلامیہ کی حفاظت ہر ایک مسلمان کا دینی وملی فریضہ ہے جب تک یہ مدارس محفوظ ہیں ہمارا ایمان بھی محفوظ ہیں۔

مومن کے دو دشمن ہمیشہ ساتھ رہتے ہیں

فرمایا: مومن کے دو دشمن ایسے ہیں جو ہمیشہ اس کے ساتھ رہتے ہیں ایک نفس دوسرے شیطان یہ کبھی جدا نہیں ہوتے اور ہمیشہ برائیوں اور گناہوں پر اکساتے رہتے ہیں۔ اس لئے انسان گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ان دونوں دشمنوں سے بچاؤ کی کیا شکل ہے؟ تو اس کا سب سے بڑا ہتھیار اللہ کا خوف اور آخرت کا حساب وکتاب ہے۔ اگر یہ دونوں چیزیں انسان ہر وقت یاد رہیں تو ہرگز گناہ نہیں کرے گا، لیکن اس کے باوجود بھی کسی گناہوں میں مبتلا ہو جائے تو اس کا علاج توبہ ہے وہ اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر توبہ کر لے۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کر دیں گے۔

☆☆☆

آج گناہوں پرلوگ ڈھیٹ ہوگئے ہیں

فرمایا: آج گناہوں پرلوگ ڈھیٹ ہوگئے ہیں آخرت میں حساب وکتاب کا کوئی اندیشہ ہی نہیں رکھتے جب کہ قیامت کی ہولناکی کا ذکر قرآن کریم میں ہے کہ بچوں کو بوڑھا بنادیا جائے گا اس لئے اس دن کی سختی سے بچنے کے لئے آج ہی سے تیاری کرنی ضروری ہے۔ صحابہ کرام اتنے متقی وپرہیزگار ہونے کے باوجود ہروقت آخرت کے خوف سے لرزہ براندام رہتے اور تمنا کیا کرتے کاش میں کوئی پتہ ہوتا کہ جانور مجھے کھالیتا، کاش کوئی جانور ہوتا تاکہ قیامت کے دن حساب کتاب سے بچارہتا۔ حساب وکتاب کی ان کو ہمیشہ فکر لاحق رہتی تھی اسی لئے وہ ہرگناہ سے کوسوں دور رہا کرتے تھے اور آج ہمارا حال اس کے برعکس ہے اسی لئے ہمیشہ گناہوں میں ڈوبے رہتے ہیں۔

ہرتنگی کے ساتھ آسانی

فرمایا: ہمیشہ یاد رکھئے اللہ تعالیٰ کا اصول ہے، تنگی پہلے، خوشحالی بعد میں اور جو خوشحالی پہلے چاہتا ہے تو تنگی بعد میں آئے گی، جو چاہے فیصلہ کرلیں، اس لئے بچے جب محنت کرتے ہیں شروع میں تو ان کو کتنی مشقت ہوتی ہے، ہروقت پڑھ رہے ہیں پڑھ رہے ہیں، نہ ٹہل سکتے ہیں نہ گھوم سکتے ہیں، تو وہ ترقی کرجاتے ہیں، جو ایسا نہیں کرتے ہیں، بلکہ یار بازی کرنا شروع کردیتے ہیں، سیروتفریح شروع کردیتے ہیں، اس وقت تو مزہ آتا ہے کہ کھارہے ہیں، گھوم رہے ہیں اور سمجھ رہے ہیں کہ استاد کو بیوقوف بنادیا اور گھر والوں کو چکر میں ڈالدیا، لیکن بس پانچ چھ سال اور اسکے بعد پھر پوری زندگی پریشان (اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا) عسر کے بعد یسر ہے۔

محنت وجفاکشی کامیابی کی کنجی ہے

فرمایا: انسان کو کبھی محنت سے جی نہیں چرانا چاہئے، ہروقت آگے بڑھنے کی اور ترقی کرنے کی فکر میں لگے رہنا چاہئے، اور جو بھی مصائب ومشکلات زندگی میں درپیش ہوں اس کا مقابلہ کرے۔ شیطان کے بہکاوے اور دھوکے میں نہ پڑے ایک غیر مسلم جس کا مطمح نظر صرف دنیا کمانا اور دنیا حاصل کرنا ہے اپنے بچے کو ڈاکٹری کی تعلیم دلاتا ہے تو ابتدا ہی سے بچے کے ذہن میں یہ بات بٹھاتا ہے کہ بیٹے تم کو ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کرکے ایک بڑا ڈاکٹر بننا ہے اس کیلئے خود بھی کوشش کرتا ہے اور بچے سے خوب محنت کراتا ہے اور ہمت نہیں ہارتا نتیجہ یہ کہ آگے چل کر یہ بچہ ڈاکٹر بنتا ہے اور باپ کی مراد پوری ہوجاتی ہے مگر ہم مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ مدرسہ میں گھر والوں نے داخل کردیا یہاں آکر پڑ گئے اور وقت گذار رہے ہیں مستقبل کے لئے کوئی سوچ نہیں ہوتی کہ ہم کو کیا بننا ہے اور کس طرح سے محنت کرنی ہے اسی لئے دینی تعلیم میں بھی ہم پیچھے ہیں اور دنیوی تعلیم میں بھی۔ جو قوم جفاکش ہوتی ہے محنت ومشقت برداشت کرتی ہے وہی قوم ترقی کرتی ہے۔ دنیوی ترقی کیلئے مذہب منع نہیں کرتا۔

بغیرمحنت کے کچھ حاصل نہیں ہوتا

فرمایا: آج دنیا میں سب سے کاہل اور سست مسلمان ہیں اس لئے ہر میدان میں پیچھے ہیں اور ہر چیز میں دوسروں کے دست نگر ہیں اور چاہتے ہیں کہ بلامحنت کے ہر چیز حاصل ہوجائے پہلے محنت اور مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے تب کامیابی مل سکتی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ محنت کریں تاکہ ترقی ہمارے قدم چومے۔

چھوٹے گناہوں کی نحوست سے بڑے گناہوں کی جرأت

فرمایا: جو شخص اللہ ورسول اور یوم آخرت پر ایمان رکھے اس کی شایان شان نہیں کہ اللہ کی نافرمانی خواہ کسی درجہ میں ہو اس کو معمولی سمجھے۔ کیونکہ چھوٹے اور معمولی گناہ ہی انسان کو بڑے بڑے گناہوں پر آمادہ کرتے ہیں اور جو چھوٹے گناہوں سے اپنے آپ کو بچالے یقیناً وہ بڑے گناہوں سے بھی اپنے کو بآسانی بچاسکتا ہے۔ بہت سے ایسے گناہ جن کو ہم معمولی اور حقیر سمجھتے ہیں حالانکہ اللہ کے نزدیک وہ بہت بڑا گناہ ہوتا ہے اور زندگی بھر کی نیکی کو تباہ وبرباد کرنے اور انسان کو دوزخ میں پہونچانے کے لئے کافی ہوتا ہے۔

بدنگاہی برائیوں کی جڑ ہے

فرمایا: کسی گناہ کو حقیر سمجھنا ہی بڑا گناہ ہے اور گناہ کو گناہ نہ سمجھنا مزید بڑا گناہ ہے۔ آج یہ وبا عام ہوتی جارہی ہے کہ ہم دوسروں کی غیبتیں کرتے ہیں لوگوں پر طعنے کستے ہیں ہنسی مذاق اور ٹھٹھا کرتے ہیں جس سے لوگوں کے دل ٹوٹتے ہیں مگر یہ احساس تک نہیں ہوتا کہ ہم کیا کیا گناہ کرجاتے ہیں؟ یہ سب گناہ کبیرہ ہیں بدنگاہی بدنظری جس کو عموماً اس دور میں گناہ تصور نہیں کیا جاتا حالانکہ یہ گناہوں کی جڑ ہے جب بدنگاہی ہوتی ہے تو اس سے معاملات آگے بڑھتے ہیں اور معاشرے میں فساد پھیلتا ہے۔

آرام وراحت قیامت کے دن کام نہ آئے گا

فرمایا: آج تو ہم سورج کی تپش اور گرمی برداشت نہیں کرپاتے جب کہ زمین سے لاکھوں میل کی مسافت پر واقع ہے۔ تو اس وقت کا کیا عالم ہوگا جب انسانی سروں

سے صرف ایک میل کی مسافت پر ہوگا۔ اور اس کی گرمی وتپش سے بچاؤ کے لئے کوئی چیز ہمارے پاس نہ ہوگی آج تو صاحب ثروت اور اغنیاء لوگ اور دھوپ سے بچاؤ کے لئے کولر اور اے سی کا انتظام کرلیتے ہیں مگر قیامت کے روز اولاً یہ چیزیں ہوں گی ہی نہیں ایسے وقت میں صرف وہی لوگ بچ سکیں گے جو اللہ تعالیٰ کے عرش کے تلے ہوں گے۔ اس لئے اس دن کی گرمی وتپش اور عذاب سے بچنے کے لئے آج سے ہی تیاری شروع کریں اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کریں۔

حکمت مومن کی گم شدہ متاع ہے

فرمایا: ضرورت اس بات کی ہے کہ آج کے معلم ومربی بھی اپنے زیر تربیت افراد کی اصلاح وتربیت کے لئے اسوۂ رسول ﷺ کو اختیار کرتے ہوئے موقعہ کے لحاظ سے بروقت حکمت ودانائی اختیار کریں۔ یقیناً کامیابی وکامرانی قدم بوسی کرے گی۔ حکمت ودانائی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ سختی وتُرشتی سے بسا اوقات کام خراب ہوجاتا ہے اور لوگ متنفر ہوجاتے ہیں مگر وہی بات اگر نرمی ومحبت اور حکمت ودانائی کے ساتھ کہی جائے تو مخاطب کے دل ودماغ پر بڑا گہرا اثر چھوڑ جاتی ہے۔ اس لئے حدیث شریف میں ہے حکمت مومن کی گم شدہ متاع ہے جہاں وہ پائے اس کا زیادہ حقدار ہے۔ اگر دیوار پر بھی حکمت کی بات لکھی ہو تو اس کو حاصل کرنا چاہئے۔

آج مسلم بچوں کو صحیح سے کلمہ بھی یاد نہیں

فرمایا: چھوٹے چھوٹے بچے اپنے نبی کا نام نہیں بتاسکتے۔ صحیح سے کلمہ بھی یاد نہیں، تہذیب واخلاق نام کی کوئی چیز ان کو معلوم نہیں مگر بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہ معصوم بچے فلمی ایکٹروں ہیرو وہیروئن کے نام بھی جانتے ہیں اور ان کے گانے بھی

زبان زد رہتے ہیں۔ یہ سب ٹی وی کی دین ہے کہ اتنی کثرت سے برائیاں عام ہو رہی ہیں اور لوگ اسے ضروریات زندگی سمجھ کر استعمال کر رہے ہیں اور جن کو بھی کام کاج سے فرصت ملتی ہے ٹی وی دیکھتے ہیں بلکہ فرصت نکال کر ٹی وی دیکھتے ہیں۔

اسلام ہی اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے

فرمایا: آج امریکہ ویورپ میں اسلام کے بارے میں جو ناگفتہ بہ صورت حال ہے وہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ اعدائے اسلام شریعت اسلامی کے مٹانے پر کمر بستہ ہیں، وہ اسلامی بیداری پر آہنی دیوار کھڑی کرنا چاہتے ہیں جو عالم وجاہل، غبی وذہین، مالدار وغریب ہر ایک کو اسیر کرتی جارہی ہے، ظاہر ہے کہ اسلام کی اثر انگیزی اپنا رنگ دکھا کر رہے گی کیونکہ اسلام ہی اللہ کا پسندیدہ دین ہے اور جو بھی اسلام کے علاوہ کسی دوسرے مذہب کا خواہاں ہوگا تو وہ قابل رد ہوگا اور آخرت میں اس کا سودا بڑے گھاٹے کا ہوگا۔

مسلمان ہر سطح پر پست ترین نظر آتا ہے

فرمایا: امت مسلمہ کی موجودہ صورت حال بہت افسوناک ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بغض وعداوت اور حسد وکینہ اس کے مزاج میں داخل ہو گیا ہے، مبادا کہیں یہی صورت اس کے منصب قیادت سے پیچھے رہنے کا نتیجہ تو نہیں ہے۔ آج مسلمان ہر سطح پر پست ترین قوم نظر آتے ہیں اور یہ پستی اسی خصوصیت سے دست بردار ہونے کی وجہ سے آئی ہے۔ آج اولین ضرورت یہ ہے کہ وہ ان خصائص سے آراستہ ہوں، جو ان کو حقیقی مسلمان بناتی ہیں اور قیادت وسیادت کے منصب پر فائز ہو کر امت کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیں۔

زنگ آلود اور سیاہ دل پر بھلائی کی بات اثر نہیں کرتی

فرمایا: ظاہر ہے کہ جس کا دل زنگ آلود اور سیاہ ہو چکا ہو اس پر بھلائی اور خیر کی بات کہاں اثر انداز ہوگی؟ رمضان ہو یا غیر رمضان، ایسے انسانوں کا گناہوں سے باز اور بیزار رہنا نہایت ہی دشوار ہو جاتا ہے۔ ان کا دل نیکی کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ اگر وہ نیکی کی طرف آ بھی گیا تو وہ نیکیوں کے ماحول سے بھاگنے کی فکر میں لگا رہتا ہے۔ اس کا نفس اسے لمبی لمبی امیدیں دلاتا ہے، غفلت گھیر لیتی ہے، وہ بدنصیب نیکیوں اور اچھے ماحول سے دور جا گرتا ہے۔ رمضان کی مبارک ساعتیں بلکہ پوری پوری راتیں وہ لہو ولعب، فضولیات، کھیل کود، گانے بجانے، تاش، شطرنج اور طرح طرح کے خرافات میں برباد کر دیتا ہے۔

گناہوں میں کمی تو آ ہی آجاتی ہے

فرمایا: پیارے بھائیو! عام مشاہدہ تو یہی ہے کہ رمضان المبارک میں ہماری مسجدیں غیر رمضان کے مقابلہ زیادہ آباد ہو جاتی ہیں، نمازیوں کی کثرت ہو جاتی ہے اور وہ لوگ بھی مسجدوں کو آ جاتے ہیں جو غیر رمضان میں مسجد کے قریب نہیں آتے تھے، نیکیاں کرنے میں آسانیاں ہو جاتی ہیں اور اتنا تو ضرور ہے کہ ماہ رمضان میں گناہوں کا سلسلہ کچھ نہ کچھ کم ضرور ہو جاتا ہے۔ پاکیزہ نفوس تو عبادات میں منہمک ہو جاتے ہیں۔

ماہ رمضان بڑا مقدس ہے

فرمایا: حضرات! یہ مہینہ بڑا مقدس مہینہ ہے اس کی قدر اور تعظیم کرو اور خوب ثواب کما کر جنت کی ابدی نعمتیں حاصل کرو، رمضان المبارک کی کسی بھی طرح بے حرمتی

نہ ہونے پائے۔بسا اوقات نمازی اور روزہ دار لوگ بھی ماہ رمضان کی بے حرمتی کرکے خدائے تعالیٰ کے غضب کا شکار ہوکر عذاب الٰہی میں گرفتار ہوجاتے ہیں۔

رمضان کی خصوصیات

فرمایا حضور نبی کریم ﷺ نے اس مہینہ کی کچھ خصوصتیں اور آداب ارشاد فرمائے ہیں۔سب سے پہلے یہ کہ یہ صبر کا مہینہ ہے یعنی اگر روزہ وغیرہ میں کچھ تکلیف ہوتو اسے ذوق شوق سے برداشت کرنا چاہئے۔جیسا کہ روزہ کی بھوک و پیاس وغیرہ اسی طرح رات کی تراویح میں اگر پریشانی ہوتو اس کو بھی بڑی بشاشت سے برداشت کرنا چاہئے اس کو زحمت نہ سمجھیں یہ بڑی سخت محرومی کی بات ہے۔

تین شخصوں کی دعا رد نہیں ہوتی

فرمایا: حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی۔ایک روزہ دار کی دعا افطار کے وقت، دوسرے عادل بادشاہ کی دعا، تیسرے مظلوم کی دعا جس کو حق تعالیٰ شانہٗ بادلوں سے اوپر اٹھالیتے ہیں اور آسمان کے دروازے اس کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ میں تیری ضرور مدد کروں گا اگرچہ کچھ تاخیر ہوجائے۔

عام انسانوں کے حقوق

فرمایا: رسول خدا ﷺ کا ارشاد ہے کہ مہربانی کرنے والے لوگوں پر اللہ تعالیٰ مہربانی فرماتا ہے۔تم زمین والوں پر مہربانی کرو اللہ تعالیٰ تم پر مہربانی اور نظر رحمت فرمائے گا تم کو چاہئے کہ ہر انسان پر خواہ وہ دوست ہو یا دشمن، مسلم ہو یا کافر مہربانی کرو۔مثلاً بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، ننگوں کو کپڑا پہناؤ، بیماروں کی تیمارداری کرو، اندھوں کو

راستہ بتاؤ، مصیبت زدوں کی مصیبت دور کرنے کی کوشش کرو۔غرض یہ کہ ہر انسان کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آؤ۔یہ بڑے اجر وثواب کا کام ہے اور یہی انسانیت کا تقاضہ ہے۔جس انسان کے دل میں خدا کے بندوں پر مہربانی کرنے کا جذبہ نہیں وہ خدا کی رحمت سے محروم ہے۔

روزہ باطنی عبادت ہے

فرمایا: روزہ روحانی باطنی عبادت ہے کیونکہ جب تک روزے دار ظاہر نہ کرے کسی کو یہ علم نہیں ہوسکتا کہ روزہ ہے اور اللہ عزوجل باطنی عبادت کو زیادہ پسند فرماتا ہے جیسا کہ حضور اقدس ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ عزوجل کی راہ میں پوشیدہ ایک پیسہ دینا ان سات سو پیسوں سے افضل ہے جو ظاہر میں دیئے جائیں۔

روزہ ڈھال ہے

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے دوزخ سے یعنی جس طرح ڈھال تلوار کے وار کو روکتی ہے اسی طرح روزہ بھی جہنم کی آگ اور عذاب سے روزہ دار کا بچاؤ کرتی ہے۔قیامت میں جب دوزخ گناہ گاروں پر حملہ آور ہوگی تو حکم ہوگا کہ جن لوگوں کا روزہ کی حالت میں انتقال ہوا، کہاں ہیں؟ جب وہ سامنے جائیں گے تو دوزخ ان کو پہچان کر چالیس برس کے فاصلہ پر ان سے دور ہٹ جائے گی۔

روزہ دار کو آگ نہ جلائے گی

حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن ایک گناہ گار کو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔آگ اس سے بھاگے گی، داروغہ جہنم دوزخ کی آگ سے کہیں گے تو اسے

کیوں نہیں پکڑتی ؟ آگ عرض کرے گی میں اسے کیوں پکڑوں؟ اس کے منہ سے روزے کی بو آتی ہے۔ داروغہ اس گناہگار سے پوچھے گا تو کیا روزہ کی حالت میں مرا تھا؟ وہ کہے گا جی ہاں۔

رمضان گناہ گاروں کو پاک کر دیتا ہے

فرمایا: رمضان ایک بھٹی ہے جیسے بھٹی گندے لوہے کو صاف اور صاف لوہے کو مشین کا پرزہ بنا کر قیمتی کر دیتی ہے اور سونے کو زیور بنا کر استعمال کے لائق کر دیتی ہے ایسے ہی ماہ رمضان گناہ گاروں کو پاک کر دیتا ہے اور نیک لوگوں کے درجات بڑھا دیتا ہے۔ رمضان میں نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر گنا ملتا ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ جو شخص رمضان میں انتقال کر جائے اس سے قبر میں سوالات نہیں ہوتے۔

حقوق العباد کا معاملہ بڑا ہی سخت ہے

فرمایا: حضرات گرامی! حقوق العباد کا معاملہ بڑا ہی سخت ہے، اگر کسی بندے کا حق دبا لیا یا اس کو گالی دیدی، بے وجہ ڈرا دھمکا دیا جس سے اس کا دل دکھا، ڈانٹ ڈپٹ کر دی ان تمام صورتوں میں جب تک یہ حق ادا نہیں کیا جائے گا معاف نہیں ہوگا۔

داعی کی ذمہ داری

مومن داعی ہوتا ہے۔ اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ بندگان خدا تک دین کا پیغام پہنچائے۔ دعوت کا کام بھی بغیر صبر کے نہیں ہوسکتا۔ دعوتی عمل کے لئے ضروری ہے جب تک داعی اور مدعو کے درمیان معتدل ماحول نہ ہو مدعو سے یہ امید نہیں کی جاسکتی کہ وہ نصیحت قبول کرے گا۔ اس لئے داعی کو یہ ذمہ داری لینی پڑتی ہے کہ وہ مدعو کی طرف سے پیش آنے والی تلخیوں کو نظر انداز کرے تا کہ ماحول بگڑنے نہ پائے۔

رمضان میں وفات پانے کی فضیلت

فرمایا: جو خوش نصیب مسلمان رمضان المبارک میں انتقال کرتا ہے اس کو سوالات قبر سے امان مل جاتی ہے اور وہ عذاب قبر سے بچ جاتا ہے اور جنت کا حقدار قرار دیا جاتا ہے۔ حضرات محدثین کا قول ہے کہ جو مومن اس مہینہ میں مرتا ہے وہ سیدھا جنت میں جاتا ہے گویا اس کے لئے دوزخ کا دروازہ بند ہے۔

تراویح مسلمانوں کے لئے ایک تحفہ ہے

فرمایا: تراویح جو مسلمانوں کے لئے ایک عظیم تحفہ بلکہ رمضان المبارک کا ممتاز تحفہ ہے۔ یہ ایک روحانی ورزش بھی ہے جسے باقاعدگی سے انجام دینے والے کی عمر دراز ہوتی ہے۔ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ روزانہ پانچ وقت نماز ادا کرنے سے انسان کے جسم پر بالکل ویسے ہی طبعی اثرات پڑتے ہیں جیسے تین میل فی گھنٹہ پیدل چلنے یا ورزش کرنے سے پڑتے ہیں۔ ہاروڈ میں 17000 طلباء پر کی گئی ایک ریسرچ کے مطابق جو طلباء 1916 سے 1950 کے دوران کالج میں داخل ہوئے اور ہر روز باقاعدہ تین میل پیدل چلے یا ورزش کی وہ نہ صرف تندرست وتوانا رہے بلکہ ان کی زندگیوں کے شب وروز میں اضافہ ہونے کی توقع بھی کی گئی۔

حُب مال روحانی بیماری ہے

فرمایا: روحانی بیماریوں میں ایک حُب مال ہے۔ مال کی محبت یہ بہت بری بلا ہے۔ آدمی مال کے آنے کو پسند کرتا ہے لیکن مال کے کم ہونے کو پسند نہیں کرتا۔ ایسے ہی لوگوں کو زکوٰۃ اور صدقہ نکالنے میں دقت اور پریشانی ہوتی ہے، ایسے لوگ مال جمع کرتے چلے جاتے ہیں اور ایک دن ایسا آتا ہے کہ سارا مال وارثوں میں چھوڑ کر دنیا سے رخصت

ہوجاتے ہیں۔ان کا یہ مال بعد میں نحوست کا سبب بن جاتا ہے۔کاش کہ اب بھی سنبھل جائیں اوراپنے مال کی زکوٰۃ نکالنے لگیں۔ورنہ یہی مال عذاب جان بن جائے گا۔

زکوٰۃ دینے کے فوائد

فرمایا: زکوٰۃ عمر کو بڑھاتی ہے۔ستر مصیبتوں کے دروازے بند کرتی ہے۔ بلائیں اس کی وجہ سے دور ہوجاتی ہیں۔ جولوگ زکوٰۃ نہیں دیتے ان کے لئے فرمایا گیا کہ قیامت کے دن سونے اور چاندی کوگرم کرکے ان کی پشت کوداغا جائے گااور مال خود کہے گا کہ آج ہم کواپنے سے الگ کیوں کرتے ہو دنیا میں توتم نے ہمیں گلے لگایا تھا آج اس کا مزہ چکھو۔ایک جگہ فرمایا گیا ہے کہ مال کوطوق بنا کرزکوٰۃ نہ نکالنے والوں کے گلے میں زہریلا سانپ بنا کرڈال دیا جائے گا۔

یہ مقدس رات ہر سال آتی ہے

فرمایا: یہ بات ذہن نشین کرلینی چاہئے کہ شب برأت یا شب قدر کا بصری ظہور کسی پر ہو یا نہ ہو فرمان نبوی کے مطابق یہ مقدس رات ہر سال آتی ہے اور کوئی بندہ بھی اس سے محروم نہیں رہتا، جہاں تک شب بیداری کا تعلق ہے تو جس نے مغرب کے وقت اوابین پڑھ لیں، جس نے تراویح میں قیام اللیل کیا، جوتہجد کے لئے اٹھا ان سب کو درحقیقت شب بیداری کا اجر وثواب مل رہا ہے، وہ قلت منام کا فیض پارہا ہے، ضرورت اس چیز کی ہے کہ جوبھی عبادت کی جائے چاہے وہ نوافل کی صورت میں ہو یا تلاوت قرآن، ذکراذکار، مناجات، تسبیحات، استغفار اور درود شریف کی صورت میں اس کو پورے حضور قلب اور خشوع خضوع سے کی جائے، تعدیل ارکان کی پابندی لازم اور مناجات میں الفاظ کے معانی بھی سمجھ ہونی چاہئے، ہر عبادت اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتی ہے۔لہٰذا ہر مسلمان کواس رات کا اہتمام کرنا چاہیے۔

عید کی رات عبادت کرنے کی فضیلت

فرمایا: ہرقوم کی خوشی منانے کے دن ہیں، ہر مذہب اپنے اپنے انداز سے خوشی مناتا ہے۔اسلام جو سچا اورحق پر مبنی دین ہے اس دن خوشی منانے کی دعوت دیتا ہے۔ خوشی منانا بھی اطاعت گزاری ہے، جیسے ہی شوال کا چاند نظر آتا ہے اہل ایمان عبدیت کے فرائض پورا کرنے کی دھن میں لگ جاتے ہیں، ان کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو ہوتے ہیں۔ دراصل یہ وہی خوشی کے آنسو ہیں جورب العالمین اپنے پرہیزگار بندوں میں دیکھنا چاہتا ہے۔مسلمان شوال کا چاند دیکھ کر سجدۂ شکرادا کرتے ہیں، اپنے گناہوں کی دعاء مانگتے ہیں، اس رات اپنے امتحان میں کامیابی کے لئے گڑگڑا کر معافی مانگتے ہیں، آہ وزاری کرتے ہیں، اپنے پالن ہار کو مناتے ہیں، اپنے رب سے بخشش طلب کرتے ہیں اور وہ اعلیٰ رب اپنے چاہنے والوں کو ان کی اوقات سے بڑھ کرنوازتا ہے اور بار بار کہتا ہے۔ ہے کوئی مانگنے والا! اہل ایمان اپنی جھولیاں مرادوں سے بھر لیتے ہیں، یوں مرادوں کا ملنا ہی وہ خوشی ہے جسے عید، خوشی اور تہوار کہتے ہیں۔

مسلمان ان مقدس راتوں کی فضیلت واہمیت سے غافل

فرمایا: حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص عیدین کی راتوں میں اخلاص کے ساتھ عبادت کرتا ہے اس کا دل اس دن فوت نہیں ہوگا جس دن تمام دل فوت ہوجائیں گے۔مگر افسوس آج کے مسلمان ان مقدس راتوں کی فضیلت واہمیت سے بے خبر اور عمل سے غافل ہیں۔ ہمارے یہاں اس رات کا تصور کیا ہے؟ لوگ پورے سال خدا کی نافرمانی میں گزار کر اس رات اپنے گناہوں پر جشن مناتے ہیں، جو جانتے نہیں کہ نماز کیا ہے؟ تزکیہ کیا ہے؟ جنہیں معلوم نہیں کہ نفس کو کنٹرول کیسے کیا جاتا ہے؟

اور انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ روٹھے رب کو کیسے منایا جاتا ہے؟ جو اسلامی اصولوں اور اسلامی کلچر سے نا آشنا ہیں، جنہیں شعور نہیں کہ زندگی کا مقصد کیا ہے؟ ایسے لوگ اپنا وقت ودولت برباد کرتے ہیں، چاندرات جو عبادت کی رات ہے جس میں اپنے مولا کو منا کر عید کی خوشیوں کو حاصل کرنے کا سامان کیا جاتا ہے اس رات بازار سج جاتے ہیں اور مسلمان تفریح کی غرض سے باہر نکل جاتے ہیں بے حیائی سے عید کارڈ فروخت ہوتے ہیں، گھر میں ٹی وی پر ناچ گانے اور موسیقی کے پروگرام شروع ہو جاتے ہیں، فلمیں دیکھی جاتی ہیں، سڑکوں پر ٹریفک رک جاتی ہے اور لوگوں کا ایک جم غفیر اسی سہانی خوشی کو منانے کے لئے باہر نکل جاتا ہے۔

شیطان مخلص مسلمان پر غلبہ نہیں پاسکتا

فرمایا: جو عمل اخلاص سے کیا جاتا ہے اس میں ایسی جرأت مستعدی اور جوش ہوتا ہے کہ شیطان ایسے شخص پر غلبہ نہیں پاسکتا اور نہ اسے گمراہ کرسکتا ہے۔ شیطان خود کہتا ہے، اور میں ضرور گمراہ کروں گا ان سب کو سوائے تیرے ان بندوں کے جنہیں ان میں سے چن لیا گیا ہے۔ (یعنی تیرے مخلص بندے وہ بندے جس کو تو نے اپنی عبادت واطاعت کیلئے چن لیا اور شکوک وشبہات کی آلودگیوں سے پاک وصاف رکھا) اس سے معلوم ہوا کہ شیطان سے چھوٹنے کا راستہ عمل میں اخلاص ہے۔ اخلاص ایسی نیک نعمت ہے کہ اس کی برکت سے مومن کئی بد خصلتوں مثلاً بغض، کینہ، عداوت، وعناد سے محفوظ رہتا ہے۔

اخلاص کے بھی درجے ہیں

فرمایا: جاننا چاہئے کہ اگر عمل سے مقصود صرف ریا ونمائش اور طلب شہرت ہو تو یہ تو باطل اخلاص ہے ظاہر ہے کہ ایسے عمل پر کوئی ثواب نہ ہوگا بلکہ وہ موجب عذاب

وغضب ہوگا۔ دوسرے یہ کہ عمل خالص لوجہ اللہ یعنی صرف اللہ کی خوشنودی کے لئے ہو یہی غایت اخلاص ہے اور یہی مقصود اور مرتبہ کمال ہے اور یہ عمل یقیناً مستحق ثواب ہے۔ ان دونوں کی مثال یوں سمجھئے کہ مثلاً ایک شخص نماز صرف اس لئے ادا کرتا ہے کہ اس سے خداوند کریم راضی ہو اس کے سوا اور کوئی نیت نہ ہو اس کو اخلاص کا درجہ کہا جاتا ہے ایک صورت یہ ہے کہ نماز پڑھتے ہوئے کسی دوسرے شخص کو دکھانے کا خیال ہو کہ فلاں شخص اس کا خشوع وخضوع دیکھ کر اسے نیک بخت سمجھے اور اس کو نظر تعظیم سے دیکھے اس کا معتقد ہو جائے یہ اخلاص کے بالکل خلاف ہے۔

عمل میں پختگی کی ضرورت

فرمایا: جو بھی عمل شروع کرے اس کو لگاتار کرنا چاہئے چھوڑے نہیں البتہ اس میں اخلاص کی فکر کرے کیونکہ شیطان کی یہی کوشش ہے کہ مسلمان عمل سے کوسوں دور ہو جائے تاکہ آسانی کے ساتھ اس کو راہ راست سے ہٹا کر گمراہ کردے اور جہنم میں ڈال دے اس لئے شیطانی چالوں سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ عمل میں پختہ ہو اور کسی اللہ والے سے اصلاحی تعلق قائم کرلے تاکہ اس کے عمل کے اندر اخلاص اور نیک نیتی پیدا ہو آج مسلمانوں کو بہکانے کے لئے طرح طرح کے اسباب پیدا ہوتے جارہے ہیں اور روحانیت جو پہلے تھی وہ آج ختم ہوتی جارہی ہے اور مسلمان اللہ اور رسول سے دور ہوتے جارہے ہیں اور جو کچھ عمل کرتے ہیں وہ ریا وشہرت سے پاک نہیں ہوتا۔

جو فساد کا ذریعہ بنے اسلام کی نظر میں وہ حرام ہے

فرمایا: جھوٹ بولنا، جھوٹی گواہی دینا، جھوٹی قسمیں کھانا، خیانت کرنا، وعدہ خلافی کرنا، غداری ودغابازی کرنا، کسی پر غلط الزام لگانا، چغلی کھانا، غیبت وبدگوئی کرنا، بدگمانی

کرنا، بے جا چاپلوسی وخوشامد کرنا، حد سے زیادہ مال کی محبت ہونا، ناپ وتول میں کمی کرنا، رشوت لینا، سودخوری میں مبتلا ہونا، شراب نوشی کرنا، ظلم وزیادتی کرنا، اپنے آگے کسی کو کچھ نہ سمجھنا، فضول خرچی کرنا، حسد وبغض کرنا، بدکلامی وفحش گوئی کرنا غرض ایسے وہ تمام کام جو سوسائٹی میں بگاڑ پیدا کرنے اور دل کو خراب کرنے اور معاشرہ میں فساد پھیلانے کا ذریعہ بنے اسلام کی نظر میں ناقابل قبول بلکہ ناجائز وحرام ہیں، اسلامی تعلیمات سے ان کا کوئی واسطہ نہیں۔

سویرے اٹھ کر کام کاج میں لگ جائیں

فرمایا: حدیث شریف میں بھی ہے اور تجربہ سے بھی ثابت ہے کہ صبح کے کام میں بڑی برکت ہے۔ مگر بڑے ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج غیر مسلم تو صبح سویرے اٹھ کر اپنے گھروں کی صفائی کرتے ہیں اور اپنے مذہب اور عقیدے کے مطابق پوجا پاٹ کرتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کی پوجا پاٹ گناہ کا ذریعہ اور دوزخ میں ڈالے جانے کا سبب ہے اور مسلمان جس کے لئے سویرے اٹھنا فرض ہے تاکہ فجر کی نماز پڑھ سکیں وہی دن چڑھنے تک پڑے سوتے رہتے ہیں۔ بتاؤ کامیابی کہاں سے مل سکتی ہے؟ یہ رمضان کا بابرکت مہینہ ہے اس کا بھی خیال نہیں رہتا کہ نیکیوں کا سیزن چل رہا ہے زیادہ سے زیادہ سمیٹنے کی کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ راضی ہے تو بیڑہ پار ہے

فرمایا: یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس رات کی ساری عبادت تنہائی اور خلوص سے کی جائے اور یہ عبادت عابد اور معبود کے مابین محدود رہنی چاہئے۔ شب قدر کے اوقات پوری زندگی کا حاصل ہیں، ان کو غنیمت سمجھنا اور ان میں اپنے خالق ومالک

اللہ رب العزت کو راضی کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر وہ راضی ہو جائے اور ساری دنیا ناراض ہو جائے تو کوئی پروانہ نہیں ایک مسلمان کی پوری زندگی کا حاصل تو یہی ہے کہ کسی طرح رب راضی ہو جائے۔ اور کسی وقت بھی انسان اپنے اللہ کو ناراض کرنے والا عمل ہرگز نہ کرے اللہ راضی ہے تو بیڑہ پار ہے اور اللہ کو ناراض کر کے کوئی بھی سکھ کی زندگی نہیں گذار سکتا۔

روزے کا مقصد اصلی دلوں کا تقویٰ ہے

فرمایا: روزے کا مقصد اصلی جو قرآن کریم نے بیان کیا وہ ہے دلوں کا تقویٰ کہ آدمی کے اندر پرہیزگاری کیسے آئے؟ اللہ کا خوف دلوں کے اندر کیسے پیدا ہو؟ اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب کہ کھانے پینے اور خواہش نفسانی سے باز رہنے کے ساتھ زبان اور دل کو بھی پاک وصاف رکھا جائے۔ لڑائی جھگڑا اور گالی گلوج کرنے سے اپنی زبان کو روکے، لوگوں کے تعلق سے اپنے دل میں بغض وعداوت نہ رکھے، ہر معاملہ میں شریعت کے احکام کی پابندی کرے، چونکہ رمضان کا مہینہ بڑی برکت والا مہینہ ہے۔

رمضان کے فوائد مکمل طور پر حاصل کریں

فرمایا: آج روزوں کو بوجھ سمجھ لیا ہے اور جیسے تیسے اس کو ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو لگن ہونی چاہئے اور جس بشاشت کے ساتھ روزے کی ادائیگی کرنی چاہئے وہ ہمارے اندر نہیں پائی جاتی یہی حال تراویح کا بھی ہے کہ شوق پورا کرنے کے لئے تراویح میں جا کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور اندر سے ہمارا دل اللہ کی طرف متوجہ نہیں ہوتا ظاہر ہے وہ نورانیت اور برکات ہم کو کہاں سے حاصل ہوسکتی ہیں جو رمضان کا مقصد اصل نہیں اگر ہم چاہتے ہیں کہ رمضان کے فوائد مکمل طور پر حاصل ہوں تو ضروری

ہے کہ اکابر کے طرز پر روزے رکھیں دنیا کا کوئی معمولی سا کام بھی اصول وضابطہ کے بغیر صحیح طور پر انجام نہیں پاتا تو یہ کیسے ممکن ہے کہ رمضان جیسے خیر وبرکت والے مہینہ کو اصول وضابطہ کے بغیر بجا طور پر انجام دے سکیں۔

خوب سے خوب تر کی تلاش

فرمایا: رمضان کا مبارک مہینہ خوب سے خوب تر کی تلاش کا سبق دیتا ہے، رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کس کی زندگی کامل ہوسکتی ہے؟ بنفسِ نفیس حضور ﷺ کی عبادت، سخاوت اور تلاوت میں مزید اضافہ ہوتا، شب بیداری کی مقدار ایک تہائی رات یا نصف رات سے بڑھ کر پوری پوری رات تک پہنچ جاتی، عشرہ اخیرہ میں تو لگ بھگ پوری شب عبادت کا معمول نظر آتا۔

عورتوں کو مال سے زیادہ محبت ہوتی ہے

ایک موقع پر فرمایا: زکوٰۃ کی ادائیگی میں عورتیں زیادہ کاہل اور سستی کرتی ہیں اور مردوں کے مقابلہ میں عورتیں مال سے زیادہ محبت کرتی ہیں ہاں کچھ اللہ کی بندی ایسی ہیں جو یقیناً پابندی کے ساتھ خوش دلی سے ادا کرتی ہیں مگر اکثر کا یہ حال نہیں ہے اگر شوہر عورت کی طرف سے زکوٰۃ ادا کردے تو ادا ہوجائے گی لیکن اگر ادا نہ کرے تو باز پرس عورت سے ہوگی نہ کہ شوہر سے اس لئے اگر زیورات کے علاوہ پیسے نہیں ہیں تو زیورات بیچ کر یا اس میں سے توڑ کر کے زکوٰۃ ادا کریں مگر افسوس کہ اللہ کے رسول کی بار بار تاکید کے باوجود عورتیں زکوٰۃ ادا نہیں کرتیں، بعض لمبی لمبی تسبیح پڑھنے والی حاجی نمازی ہیں وہ بھی زکوٰۃ کی ادائیگی میں سستی کرتی ہیں۔

☆☆☆

رمضان میں رحمتوں کی بارش ہوتی ہے

یہ بہت بڑی محرومی اور شقاوت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بے پایاں موسلا دھار بارش کی طرح برستی ہے سرکش شیاطین کو بھی بند کردیا جاتا ہے تاکہ عبادت گذار بندوں کو بہکا نہ سکیں، اگر کوئی شخص ایسے وقت کو بھی غفلت وکوتاہی اور سستی میں گذار دے تو اس سے بڑا بیوقوف اور کون ہوسکتا ہے رمضان المبارک کی کماحقہٗ قدر تو ہمارے اکابر واسلاف کیا کرتے تھے ایک ایک لمحہ ضائع ہونے سے بچاتے تھے فضول اور لایعنی باتوں سے ہمیشہ اپنے آپ کو دور رکھتے تھے۔ نبی کریم ﷺ رمضان کے ملنے کی دعا کیا کرتے تھے اے اللہ رجب اور شعبان میں ہمارے لئے برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان المبارک عطا فرما۔

قرآن تمہارا سفارشی بنے گا مگر......!

فرمایا: اللہ والو! یہ رمضان کا مہینہ ہے اس میں قرآن اتارا گیا، آج وہی قرآن نمازوں کے درمیان پڑھا جاتا ہے، یہ قرآن وہ ہے اگر پہاڑ پر اترتا تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجاتا، مگر تمہارے دلوں میں ڈر نہیں پیدا ہوتا، آنکھیں آنسوؤں سے تر نہیں ہوتیں، تم اپنے روزوں کو ناجائز باتوں سے نہیں بچاتے، اگر ایسا کرتے تو روزہ کا فائدہ محسوس کرتے! تم صحیح طریقہ سے شب بیداری نہیں کرتے اگر ایسا کروگے تو قرآن بارگاہ خداوندی میں تمہارا سفارشی بنے گا۔

افسوس دل تقویٰ سے خالی ہیں، کھنڈر کی طرح ویران اور برباد ہیں، گناہوں کی بدلیاں چھائی ہوئی ہیں، قرآن پڑھا جاتا ہے، مگر دل پتھر کی طرح سخت ہیں، رمضان المبارک کا مقدس مہینہ بار بار آتا ہے، مگر ہماری حالت نہیں بدلتی، جوانوں کو اپنی جوانی کی سرمستیوں سے فرصت نہیں، بوڑھوں کو ضعیفی ان کی تنبیہ کے لئے کافی نہیں۔

لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے ان پاکباز بندوں سے کیا نسبت؟ جنہوں نے خدا کی طرف بلانے والے کی آواز کو سنا اور اس پر لبیک کہا، قرآن مجید کی آیتیں ان کے سامنے پڑھی گئیں تو ان کے دل لرز گئے جب انہوں نے روزہ رکھا تو ان کی زبان، کان، آنکھ، سب نے روزہ رکھا۔

روزہ کا بدلہ اللہ ہی دیتے ہیں

حدیث میں آتا ہے کہ آدمی کے ہر نیک کام کا ثواب دس گنا سے سات سوگنا تک بڑھا کر دیا جاتا ہے۔ لیکن روزے کے ثواب کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ. روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا کیوں کہ روزہ دار اپنی خواہشات اور کھانا صرف میری خاطر چھوڑتا ہے، روزہ دار کو دو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں ایک خوشی روزہ افطار کرتے ہوئے دوسری خوشی اپنے رب سے ملاقات کرتے ہوئے اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔ (بخاری ومسلم)

روزہ صرف اللہ ہی کے لئے ہے

فرمایا: زبان کی حفاظت کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے، جو شخص روزہ رکھنے کے باوجود جھوٹ بولنے اور جھوٹ پر عمل پیرا ہونے سے باز نہ آئے، ایسے شخص کے کھانا پینا چھوڑنے کی اللہ کو ضرورت نہیں۔

روزہ صرف اللہ ہی کے لئے ہے کوئی بھی نیک کام کرے اس میں دکھاوا اور شہرت ہے مگر روزے میں دکھاوا اور شہرت نہیں ہے صرف اللہ ہی کو معلوم ہے کہ کون بندہ روزے سے ہے اور کون بندہ بے روزہ، دروازہ بند کر کے کوئی رمضان میں کھانا کھائے تو دوسرے کو کیا پتہ؟ لیکن جب بندہ صرف اللہ سے خوف کر کے کھانے پینے سے رکا

رہے اور بھوک پیاس اور بیوی جیسے منکرات سے بچا رہے تو اللہ تعالیٰ کو کتنا پیار آئے گا میرے بندے میرے حکم کو پورا کرنے کے لئے مشقتیں اٹھا رہے ہیں۔

کام کے لئے خود آگے بڑھیں

ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا: جس کا نان ونفقہ آدمی کے ذمہ فرض ہے اس کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں اور جن کا نان ونفقہ آدمی کے ذمہ فرض نہیں ان کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے اہل وعیال اور خاندان کو زکوٰۃ استعمال کرنے سے منع فرمادیا ہے مگر لڑائی وغیرہ کے میدان میں اپنے گھر والوں کو آگے بڑھایا۔ چنانچہ غزوۂ بدر کے موقع پر اپنے چچا اور ہونے والے داماد چچازاد بھائی حضرت علیؓ اور دوسرے چچازاد بھائی عبیدہ بن الحارث کو کفار سے مقابلہ کرنے کے لئے بھیجا اس سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ محنت ومشقت کے کاموں میں بھی آدمی خود آگے بڑھے اور اپنے اعزہ واقربا کو بھی آگے بڑھائے اور فائدے کی چیزوں سے دور رہے دوسروں کو آگے بڑھائے۔

اپنے لوگوں پر خرچ کرنے کا دہرا ثواب

فرمایا: الحمدللہ آج کل بہت سے لوگ پیسے خرچ کرتے ہیں۔ شادیاں کراتے ہیں غریبوں اور یتیموں کا ساتھ دیتے ہیں مگر ظاہرا حوال سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے اندر دکھاوا اور شہرت ہے۔ حدیث شریف کے اندر صراحت کے ساتھ یہ بات بتادی گئی ہے کہ صدقہ وخیرات اپنے لوگوں میں کرو اس کا دوہرا ثواب ملے گا۔

روزہ دار کا سانس شیطان کے لئے تلوار

ایک بزرگ نے مسجد کے دروازے پر شیطان کو حیران وپریشان کھڑے ہوئے دیکھ کر پوچھا کیا بات ہے؟ شیطان نے کہا اندر دیکھئے، انہوں نے اندر دیکھا تو

ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اور ایک آدمی مسجد کے دروازے کے پاس سو رہا تھا، شیطان نے بتایا کہ جو شخص اندر نماز پڑھ رہا ہے، اس کے دل میں وسوسہ ڈالنے کے لئے میں اندر جانا چاہتا ہوں لیکن جو دروازے کے قریب سو رہا ہے یہ روزہ دار ہے، یہ سویا ہوا روزہ دار جب سانس باہر نکالتا ہے تو اس کی وہ سانس میرے لئے شعلہ بن کر مجھے اندر جانے سے روک دیتی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ روزہ دار سے شیطان گھبراتا ہے اور روزہ دار کی سانس شیطان کے لئے گویا تلوار ہے، لہٰذا شیطان کے وار سے بچنے کے لئے روزہ ڈھال ہے۔اس قسم کے واقعات مکاشف سے تعلق رکھتے ہیں۔

روزوں کے سبب قبر سے مشک کی خوشبو

فرمایا: حضرت قتادہ کے استاذ حدیث حضرت عبداللہ بن غالب رحمۃ اللہ علیہ شہید کردیئے گئے، تدفین کے بعد ان کی قبر شریف کی مٹی سے مشک کی خوشبو آتی تھی، کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کہا اچھا معاملہ فرمایا، پوچھا آپ کو کہاں لے جایا گیا؟ کہا جنت میں۔ پوچھا کون سے عمل کے باعث؟ فرمایا ایمان کامل، تہجد اور گرمیوں کے روزوں کے سبب، پھر پوچھا آپ کی قبر سے مشک کی خوشبو کیوں آرہی تھی؟ تو جواب دیا کہ یہ میری تلاوت اور روزوں میں پیاس کی خوشبو ہے۔

دعا میں حد سے تجاوز نہ کیا جائے

فرمایا: دعا کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ غیر ضروری تفصیل بیان نہ کی جائے اور نہ امور محال کی حصولیابی کی دعا کی جائے۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو دعا کرتے ہوئے سنا وہ کہہ رہے تھے اے اللہ! میں تجھ

سے جنت میں سفید محل کا طالب ہوں۔ انہوں نے کہا اے میرے بیٹے! اللہ تبارک و تعالیٰ سے جنت مانگو اور جہنم سے پناہ چاہو۔ اس لئے کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب میری امت میں کچھ لوگ ضرور ہوں گے جو پاکی اور دعا میں حد سے گزر جائیں گے۔

دعا کرنے والا اپنی ذات سے شروع کرے

فرمایا: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر پیغمبروں کی دعائیں نقل کی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ بندہ پہلے اپنے لئے دعا کرے اور اس کے بعد دوسروں کے لئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قرآن کریم میں بیان کی گئی ہے کہ اے میرے پروردگار! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری اولاد سے بھی (ایسے لوگ اٹھا جو یہ کام کریں گے) اے میرے پروردگار! میری دعا قبول فرما۔

حضرت نوح علیہ السلام نے دعا فرمائی کہ اے میرے رب! مجھے اور میرے والدین کو اور ہر اس شخص کو جو میرے گھر میں مومن کی حیثیت سے داخل ہوا ہے اور سب مومن مردوں اور عورتوں کو معاف فرما اور ظالموں کے لئے ہلاکت کے سوا کسی چیز میں اضافہ نہ کر۔

جامع اور بہتر کلام سے دعا کی جائے

فرمایا: دعا کے آداب میں سے ایک یہ ہے کہ غیر ضروری طویل کلام سے گریز کیا جائے اور کوشش کی جائے کہ الفاظ مختصر اور جامع ہوں۔ اللہ کے رسول ﷺ جامع ترین دعائیں پسند فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ جامع ترین دعائیں پسند فرماتے تھے اور ان میں سے کم تر کو چھوڑ دیتے۔

دعا پورے عزم اور طلب کے ساتھ کی جائے

فرمایا: دعا کرتے وقت بندہ جو چیز طلب کرے اس کے سلسلہ میں یہی امید رکھے کہ اللہ تعالیٰ ضرور اسے عطا فرمائے گا اور کسی ایسے رویہ کا مظاہرہ نہ کرے جس سے بے نیازی کا اظہار ہو رہا ہو مثلاً یہ نہ کہے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو میری مغفرت فرما۔ وغیرہ بلکہ پورے عزم اور طلب کا اظہار کرے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی دعا کرے وہ یہ نہ کہے اے اللہ! تو اگر چاہے تو میری مغفرت فرما بلکہ پورے عزم اور طلب کے ساتھ دعا کرے اور خوب رغبت و اشتیاق کا اظہار کرے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کوئی چیز بڑی نہیں ہے جس کو وہ عطا کرے۔

مسجد بنانے اور صاف رکھنے کا حکم

فرمایا: مسلمانوں کی آبادی میں مسجد کا ہونا ضروری ہے، اس کے بغیر مسلمانوں کی آبادی کا تصور نہیں ہے، اسی لئے رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو اپنے لئے کوئی مکان بنانے سے پہلے مسجد نبوی کی تعمیر فرمائی، اس کے بعد آپ کے حجرے بنے۔ اسی طرح مسجد کو صاف ستھرا رکھنے کا حکم بھی دیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں، یہاں نماز پڑھی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جاتا ہے، ضروری ہے کہ ان کو صاف ستھرا رکھا جائے، چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے محلوں میں مساجد بنانے کا حکم فرمایا اور اس بات کا بھی حکم دیا کہ مساجد کو صاف ستھرا رکھا جائے اور ان میں خوشبو بسائی جائے۔ چنانچہ روایتوں میں ہے کہ مسجد نبوی میں جمعہ کے دن خاص طور پر عود جلایا جاتا تھا اور مسجدوں کو چاروں طرف خوشبو دی جاتی تھی، مسجد کی

دیوار پر کسی صحابی نے تھوک دیا تو آپ ﷺ نے اس کو اپنے دست مبارک سے صاف فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ مسجدوں کو گندا نہ کرو۔

اپنی آوازوں کو قرآن کریم سے حسین بناؤ

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی آوازوں کو قرآن کریم سے حسین بناؤ یعنی اچھی آواز میں صاف صاف پڑھو۔ افسوس قرآن کریم کا شوق ہی ختم ہو گیا، یہ تو ہمیں آخرت میں بخشوائے گا، ہمارے حق میں گواہی دے گا، قیامت میں اس کے بارے میں سوال ہو گا، قرآن کریم تجوید کے ساتھ مردوں، عورتوں اور سب کو پڑھنا چاہئے، ترجمہ کے ساتھ عمل کا بھی شوق پیدا کرنا چاہئے، قرآن پڑھنے والے کی ہر دعا قبول ہوتی ہے، ہر حرف کے بدلہ میں دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمتیں برستی ہیں۔

اہل خیر حضرات سے گذارش

فرمایا: آج کل مسجدوں میں طرح طرح کی کتابیں رکھی ہوئی ہیں، لوگ ان میں لگ جاتے ہیں، سب سے پہلے قرآن ہے بعد میں دوسری کتاب۔ یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ رمضان میں اہل خیر حضرات ہزاروں قرآن مکاتب اور مدارس میں بھیج دیتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو قرآن وہاں پڑھائے جا رہے تھے باوجود صحیح ہونے کے لوگ نئے قرآن کے شوق میں انہیں بوریوں میں بند کر کے بے حرمتی کرتے ہیں، اہل خیر حضرات کو خیر کے کاموں کے ساتھ نظم بنانا ضروری ہے۔ مسجدوں میں، گھروں میں، مکاتب میں قرآن کریم کا احترام لازم ہے ورنہ ہم اللہ کی رحمتوں سے محروم ہوتے رہیں گے۔

بہت سے لوگ فاقوں پر ہیں لیکن ہاتھ نہیں پھیلاتے

فرمایا: آج کل مسلمانوں کی حالت بہت خستہ ہے۔ مہنگائی بہت ہے، بہت سے بیمار علاج سے محروم ہیں، طلباء غریبی کی وجہ سے فیس نہیں دے سکتے، کورس نہیں خرید سکتے، ایسے ایسے غریب ہیں جن کے سر پر چھت نہیں ہے، جن کے بچوں کے جسم پر کپڑے نہیں ہیں، جن کے یہاں چولہا نہیں جلتا، جو فاقوں پر مجبور ہیں، شرم دار ہیں، ہاتھ پھیلانا نہیں جانتے، اپنا حال مصنوعی طور پر بہتر بنا کر رکھتے ہیں۔ نکل کر دیکھئے آپ کے دینی بھائی بہن کیسے کیسے ہیں؟ اپنے ہاتھوں سے انہیں زکوۃ دیجئے، خوب دیجئے کہ ان کی ضرورتیں پوری ہو جائیں، انہیں دینے میں زیادہ ثواب ہے۔

رحمت کی کوئی حد نہیں

فرمایا: جب تک اللہ تبارک وتعالیٰ نے توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے تو پھر مایوسی کیسی؟ بعض اوقات دل میں خیال آتا ہے کہ ہم تو بڑے مردود ہو گئے ہیں، ہم سے عمل وغیرہ ہوتے نہیں، گناہوں میں مبتلا ہیں، اس خیال کے بعد دل میں رحمت الٰہی سے مایوسی پیدا ہو جاتی ہے، یاد رکھیں یہ مایوسی پیدا کرنا شیطان کا حربہ ہے، اس لئے کہ شیطان دل میں مایوسی پیدا کر کے انسان کو بے عمل بنانا چاہتا ہے، ہمیں تو یہ دیکھنا ہے کہ جس بندے کا مالک اتنا رحمٰن اور رحیم ہے کہ اس نے مرتے دم تک توبہ کا دروازہ کھول دیا ہے اور یہ اعلان کر دیا ہے کہ جو بندہ توبہ کرے گا اس کے گناہ نامہ اعمال سے بھی مٹا دیں گے، کیا وہ بندہ پھر بھی مایوس ہو جائے؟ اس کو مایوس ہونے کی کوئی ضرورت نہیں، بس اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر توبہ واستغفار کرے، سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔

شب قدر میں عبادت کہاں کریں؟

فرمایا: شب قدر میں صرف مانگنا عبادت نہیں بلکہ رات میں بیدار رہ کر عبادت کرنا ہی فائدے کی چیز ہے، کوئی بھی بندہ شب قدر کی برکات سے اسی وقت مستفید ہو سکتا ہے جب پورے ذوق وشوق کے ساتھ رات میں یاد الٰہی میں مشغول ہو اور بے کار لغو کاموں سے بچا رہے، عبادت تنہا اپنے گھروں میں کی جائے یہی بہتر ہے۔ فقہائے کرام نے ایسی راتوں میں مسجدوں میں جمع ہونے کو مکروہ لکھا ہے، لیکن آج کے زمانے میں ہر گھر میں لغویات اور ٹی وی وغیرہ موجود ہیں اور گھر میں آدمی رہے گا تو سو جائے گا یا لغویات میں مشغول ہو جائے گا اس لئے مسجدوں کو کھلا رکھ کر وہاں عبادت کرنے کی سہولت فراہم کی جاتی ہے، جس کی بنا پر نوجوان خاص کر مسجدوں میں جمع ہوتے ہیں اور دیکھا گیا کہ وہاں کوئی نہ کوئی عبادت میں مشغول ہوتا ہے جو بحمداللہ فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ مسجدوں کو سنوارنے اور پھول وغیرہ لگانے جیسے کاموں سے امت پرہیز کرے اور صرف مسجد میں بلا اعلان عبادت کی سہولت فراہم کریں تو نامناسب معلوم نہیں ہوتا، حالات زمانہ کے اعتبار سے عوام کی رہنمائی بے حد ضروری ہے، اگر سختی سے کام لیا گیا کہ یہ بدعت ہے یہ مکروہ ہے تو خواہ مخواہ عوام میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ شریعت کے حدود میں رہ کر ہم مسلمانوں کو صحیح راہ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

لڑائی سے دین جاتا رہتا ہے

فرمایا: جھگڑا اس قدر بری چیز ہے کہ اس کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے شب قدر کی تعیین اٹھالی گئی اور صرف یہی نہیں بلکہ جھگڑا ہمیشہ برکات سے محرومی کا سبب ہوا کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تمہیں نماز، روزہ، صدقہ وغیرہ سب سے افضل چیز

بتلاؤں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ضرور۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپس کا سلوک سب سے افضل ہے اور آپس کی لڑائی دین کو مونڈنے والی ہے یعنی جیسے استرے سے سر کے بال ایک دم صاف ہوجاتے ہیں آپس کی لڑائی سے دین بھی اسی طرح صاف ہوجاتا ہے، دنیا دار دین سے بے خبر لوگوں کا کیا ذکر جب کہ بہت سے لمبی لمبی تسبیحیں پڑھنے والے بعض دین کے دعوے دار بھی ہر وقت آپس کی لڑائی میں مبتلا رہتے ہیں۔

ترقی یافتہ دور میں عبادت کی زیادہ ضرورت

فرمایا: محترم حضرات! آج پوری دنیا ایک کنبہ بن چکی ہے، اس کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ انسان ایک دوسرے کے تجربات سے فائدہ اٹھا رہا ہے، ہر اچھی چیز آج ہر انسان کو مل رہی ہے، دنیا میں ہونے والی ترقیوں کا سب فائدہ اٹھا رہے ہیں، لیکن جہاں اچھائیاں ہیں وہیں اس کی بہت ساری خرابیاں بھی ہیں، بلکہ اچھائیاں کم اور برائیاں زیادہ ہیں، جو برائیاں کل تک یوروپ وامریکہ میں تھیں آج ہمارے معاشرے میں تیزی کے ساتھ پھیل رہی ہیں بالخصوص ہمارے ملک کے بڑے بڑے شہروں میں، مسلم نوجوان نسل بھی مغرب کی تہذیب سے متاثر ہو رہی ہے۔

افسوس کہ اکثر مائیں اپنے بچوں کو مغربی رنگ میں دیکھ کر خوش ہو رہی ہیں، وہ اپنی آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں بلکہ بعض مائیں فخر کے طور پر اپنے بچوں کی غیر اسلامی عادتوں اور ان کے کلچر کو دوسروں کے سامنے پیش کرتی ہیں، مغربی کلچر آج دنیا کا بہت بڑا فتنہ ہے۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں اپنا جائزہ لیں

فرمایا: آج کی نوجوان نئی نسل ماں باپ کی نافرمانی میں جہاں بہت آگے بڑھ رہی ہے وہیں ہماری پرانی نسل رشتوں اور ناتوں کو کاٹنے میں بہت باہر نظر آتی ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ ہم قرآن وحدیث کی روشنی میں اپنا جائزہ بار بار نہیں لیتے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ماں باپ کی خدمت کرنے، رشتے ناتوں کو جوڑنے کی توفیق عطا فرمائے، ہمیں ایسے اعمال اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو ہماری عزتوں کو محفوظ رکھتے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہارا باپ جنت کے دروازوں میں سے بیچ کا دروازہ ہے اور ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے، اب جو جنت میں جانا چاہتا ہے تو دروازے سے داخل ہوگا، اس کیلئے باپ کو راضی کرنا ضروری ہے اور ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے، اس کی خدمت کئے بغیر جنت میں نہیں جاسکے گا۔

ختم قرآن کے وقت دعا کی قبولیت

فرمایا: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے کے لئے ایک ایسی دعا مقدر کی گئی ہے جو ہر حال میں قبول کی جاتی ہے، بس اگر دعا مانگنے والا چاہئے تو جلدی کر کے اس کے انعامات کو دنیا ہی میں مانگ لے اور اگر چاہے تو اس کو آخرت کیلئے مؤخر کردے۔ اس دعا سے مراد ختم قرآن کے وقت کی وہ دعا ہے جو بارگاہ خداوندی میں رد نہیں ہوتی ہے، اگر اس کا بدلہ دنیا میں مانگے تو دنیا میں ملے گا اور اگر آخرت میں مانگے تو آخرت میں ملے گا۔ اس قرآن مجید کے ذریعہ دنیا وآخرت کی جتنی خیر اور بھلائی مانگے گا اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اور اپنے کلام قرآن مجید کی برکت سے بندگان مومن کو سب کچھ عطا فرمائیں گے۔

ختم قرآن اور ہمارا اقرار

فرمایا: مجلس ختم قرآن بڑی عظیم الشان اور بابرکت مجلس ہے، اللہ تعالیٰ اس وقت میں اپنی رحمتوں اور عطاؤں کے خزانے لٹا رہے ہوتے ہیں، اس لئے ہم اس بابرکت اور پرنور مجلس میں نہایت اہتمام کے ساتھ ثواب کی امید سے شرکت کر کے اللہ تعالیٰ کی

عظیم نعمتوں کو ضرور حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اس اہم اور مبارک مجلس میں ہم صدق دل سے اپنے پاک پروردگار سے یہ اقرار کریں کہ قرآن مجید سے ہم اپنا رشتہ مضبوط سے مضبوط رکھیں گے۔

توبہ کرنے والوں کے لئے تین انعامات

فرمایا: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ توبہ کرنے والے جب اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو ان کے سامنے سے کستوری کی خوشبو پھوٹے گی، یہ جنت کے دسترخوان پر اس سے تناول کریں گے، عرش کے سایہ میں رہیں گے، جب کہ بہت سے لوگ حساب وکتاب کی سختی میں ہوں گے۔

خلاصہ یہ کہ توبہ انسان جس وقت بھی سچے دل سے کرے گا اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق اس کو قبول کرکے بندے کو گناہوں سے پاک وصاف کردے گا۔ البتہ جب بندہ زندگی سے ناامید ہوجائے اور موت کے فرشتے کو دیکھ لے اور روح حلق میں آجائے اور غرغرہ کی وجہ سے سانس میں تنگی ہوجائے تو اس وقت کی توبہ قابل قبول نہیں۔

قرآن کریم کا اصل مقصد اصلاح وتربیت

فرمایا: قرآن کریم میں جہاں کہیں یہ مباحث آئے ہیں اسے بالکل واضح طور پر پیش کیا گیا ہے، تاکہ اسے عصر حاضر کا انسان سمجھ بھی سکے اور قبول بھی کرے، آج ہمیں قرآن مجید کے اسی پہلو پر زیادہ توجہ دینی چاہیئے، قرآن مجید کا اصل مقصد انسان کی اصلاح ہے، تربیت ہے اور اس کے نفس امارہ کو نفس مطمئنہ بنانا ہے، ہوا اور ہوس کے غبار سے آئینہ دل کو صاف کرکے اسے انوار ربانی کی جلوہ گاہ بنانا ہے، انانیت وغرور وسرکشی کی بیخ کنی کرکے انسان کو اپنے مالک حقیقی کی اطاعت کا خوگر کرنا ہے اور یہی کام سب سے

اہم بھی ہے اور سب سے مشکل اور کٹھن بھی۔ قرآن مجید نے اس اہم ترین اور مشکل ترین کام کو سرانجام دیا اور اس حسن وخوبی سے کیا کہ دنیا کا نقشہ ہی بدل گیا، یہ صرف باتیں نہیں، بلکہ ایک زندہ اور ناقابل انکار حقیقت ہے کہ قرآن کے ذریعے بگڑا ہوا انسان سدھرا اور سدھر کر ساری دنیا کیلئے قابل تقلید بن گیا، حکمت الٰہی کی کرشمہ سازیاں دیکھئے کہ نزول قرآن کیلئے جس سرزمین کو منتخب کیا وہ عرب کا خطہ تھا اور وہاں بسنے والے شکل وصورت میں تو انسان تھے، لیکن انسانیت سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہ تھا، کفر وشرک، فسق وفجور، ظلم وستم، جہالت وبربریت، غرض کون سا عیب تھا یا کون سی ایسی گمراہی تھی جو اُن میں بدرجہ اتم موجود نہ تھی، دنیا نے دیکھا کہ قرآن مجید کی تاثیر اور صاحب قرآن کی برکت وکاوش سے وہ کیا سے کیا بن گئے، قرآن مجید آج بھی ہمیں عزت وعظمت کی بلندیوں کی طرف لے جاسکتا ہے، بشرطیکہ ہم اس کی سچے دل سے قیادت قبول کریں۔

جس گھر میں تصویر ہو فرشتے داخل نہیں ہوتے

فرمایا: فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا خنزیر ہو، یا حرام کاری کی وجہ سے ناپاک ہو، یا تصویر ہو۔ مسلمانوں کے کتنے گھر ایسے ہیں جن میں خیالی زینت کی خاطر تصویریں لٹکائی جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی نعمت ورحمت سے اپنے کو محروم کرتے ہیں کیونکہ تصویر لگانے والا ایک آدھ ہوتا ہے، مگر اس گھر میں رحمت کے فرشتوں کے داخل ہونے سے روکنے کا سبب بن کر سارے ہی گھر کو محروم کردیتا ہے۔

عیدالفطر کا دن مومن کے انعام الٰہی کا دن

فرمایا: عید کا مقصد صرف عمدہ لباس پہن لینا اور لذیذ کھانا کھالینا نہیں ہے، عید کا صحیح مقصد گناہوں سے توبہ کی جائے اور اطاعت وعبادت کی کثرت کرکے رب کا شکر ادا کیا جائے اور آپسی بھائی چارگی، امن وسلامتی، اتحاد واتفاق کا پیغام عام کیا جائے۔

بلاشبہ ان دنوں امت مسلمہ جن مشکلات اور مصائب اختلاف وانتشار سے دو چار ہے وہ کسی بھی ذی شعور پر مخفی نہیں ہے۔امت مسلمہ کا المیہ تو یہاں تک خراب ہو گیا ہے کہ لوگ آپسی رنجش، حسد، کینہ، قتل وقتال، اختلاف وانتشار سے زیادہ تجاوز کر چکے ہیں، جس کے سبب قوم مسلم کو ناکامی اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، آئے دن آپسی اختلاف سے ہمارا اتحادی شیرازہ بکھرتا ہوا نظر آتا ہے، مگر ہماری جماعت بھی خاموش بیٹھی ہوئی تماشا دیکھ رہی ہے، لہٰذا ان نامساعد حالات میں وقت کی ضرورت کے پیش نظر صبر واستقامت، عزم وحوصلہ سے مسلمانوں کو کام لینا چاہئے۔عید کا دن وہ مبارک دن ہے جس کی نشاندہی کیلئے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں کو خاص ایام عطا فرماتا ہے، ان خاص دنوں میں ہمیں تعلیمات رسول اکرم ﷺ کو عام کرنے کی ضرورت ہے، عید کا دن اپنے آپ میں خاص برکت واہمیت رکھتا ہے، اس دن کی دعاؤں اور عبادتوں کو اللہ کے نزدیک ایک خاص قبولیت ہے۔عید کے دن ایک جشن مسرت ہوتا ہے، اس جشن کیلئے ہمیں اسلام کا ممنون ہونا چاہئے۔

عید کس طرح منائیں؟

فرمایا: اسلام کوئی خشک مذہب نہیں ہے اور نہ جسمانی وذہنی جائز تفریحات کے خلاف ہے، بلکہ جائز حدود میں رہ کر ہر وہ کام کر سکتے ہیں جس میں آپ کے قلب وروح کو تسکین حاصل ہو اور جسم کو طمانینت کا احساس ہو، اور عید الفطر کا دن سال میں ایک بار آتا ہے، شریعت کے احکام کی پابندی کر کے اس دن کو یادگار بنا سکتے ہیں، خوشی ومسرت کا پورا مظاہرہ کر سکتے ہیں، اچھا پہنیں، اچھا کھائیں، عزیز واقارب اور دوست واحباب سے ملیں اور ان کی خوشی ومسرت کا بھی خیال رکھیں، اسی لئے اس دن روزہ رکھنے کو حرام قرار دیا گیا ہے، نہائیں دھوئیں اور جو کپڑے اچھے ہوں وہ پہنیں، خوشبو لگائیں۔

عید خرافات کا دن نہیں

فرمایا: اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کا کام انجام دینا عید کی روح کے خلاف ہے، آج ہم عید کو آزادی کا دن سمجھ کر ہر طرح کی خرافات میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور وہ رمضان میں جو نمازوں کی پابندی ہو رہی تھی بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ شیطان آزاد ہو چکا ہے، عید کے نام ہر کام کیا جاتا ہے، جس کی عام دنوں میں اجازت نہیں ہوتی، چہ جائیکہ عید کے دن ہو اس کا خیال رکھا جائے، عید کا دن خوشی کا دن ہوتا ہے، بسا اوقات خوشی میں آدمی آخرت سے غافل ہو جاتا ہے اور زیارت قبور سے آخرت یاد آجاتی ہے، اس لئے اگر کوئی شخص عید کے دن قبرستان جائے تو مناسب ہے کچھ مضائقہ نہیں، لیکن اگر اس کے التزام سے دوسروں کو شبہ ہو کہ یہ چیز لازمی اور ضروری ہے تو نہ جائے، یا کبھی چھوڑ دینا چاہئے۔ بہر حال ہر معاملے میں شریعت کی پاسداری کا خیال رکھا جائے، عید کی رات بھی مقدس ہے اور عید کا دن بھی مبارک ہے، عید کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت عامہ ہوتی ہے اور دعاؤں کو قبولیت حاصل ہے۔

انسانی زندگی خوشی اور غم دونوں سے عبارت ہے

فرمایا: انسانی زندگی خوشی اور غم دونوں سے عبارت ہے، ہماری زندگی میں جہاں خوشی کے لمحات آتے ہیں وہیں غم کے کربناک مواقع بھی آتے ہیں۔ جب کوئی خوشی کا موقع آتا ہے تو ہم چاہتے ہیں کہ خوشی کی یہ گھڑیاں تھم جائیں یا طویل تر ہو جائیں اور جب کوئی غم کا موقع درپیش ہوتا ہے تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ مصیبت اور ابتلاء کا یہ عرصہ جلد سے جلد ختم ہو جائے، خوشی کی گھڑیاں ہمیں مختصر اور غم کے لمحات طویل محسوس ہوتے ہیں۔انفرادی زندگی کے ساتھ ساتھ قوموں اور ملتوں کی اجتماعی زندگی میں بھی ہر سال

خوشی کے لمحات آتے رہتے ہیں، جنہیں مسلمان عیداور دیگر مذاہب کے ماننے والے تہوار کے نام سے یادکرتے ہیں۔

عیداور بیہودہ رسم ورواج

فرمایا: عیدمبارک کے پر بہار موقع پر جہاں بہت ساری نعمتیں اور فضیلتیں وارد ہیں، وہیں دوسری طرف امت مسلمہ کی لاپرواہی اور غفلت نے خواہشات نفسانی کی طرف راغب کردیا ہے، جس کی وجہ سے قوم مسلم میں بیہودہ رسم ورواج پائی جاتی ہیں، چنانچہ اس موقع پر لڑکیاں کافی بیہودہ قسم کے لباس پہنتی ہیں اور بے حجاب برسرعام بازاروں، گلیوں اور کلبوں میں گھومتی ہیں، جس کے پہننے کے بعد اس کے جسم کے ہر عضو صاف ظاہر ہوتے ہیں، جو شریعت اسلامیہ کے سخت مخالف ہے۔ بے پردہ عورتوں کا حشر بڑا ہی دردناک ثابت ہوگا، ایسی لڑکیوں پر لعنت برستی ہے، قیامت کے دن عذاب الٰہی کی حقدار ہوں گی، اس کے علاوہ والدین اپنے بچوں پر خوشی میں حد سے زیادہ تجاوز کرتے ہیں، کہیں ان کے لباس فیشن پرست ہوتے ہیں تو کہیں ویڈیو سنیما میں لے جاتے ہیں۔ آج معاشرہ کی بیہودگی اس قدر عروج پر آگئی ہے کہ نوجوان اس دن فلم دیکھنا، گانے اور ناچنے کی پارٹی میں شرکت کرنا، مردوزن کے مخلوط مقامات پر حاضری کو ضروری سمجھتے ہیں عید صحیح درحقیقت عمدہ کپڑا پہن لینے یا عمدہ کھانا کھالینے یا دنیاوی خواہشات میں ڈوب جانے کا نام نہیں ہے، بلکہ عید سعید تو اطاعت وفرماں برداری، عبادت میں کثرت لانے کا نام ہے، گناہوں سے توبہ کرنے اور عذاب الٰہی سے خوف کھا کر توبہ واستغفار کرنے کا نام ہے۔ لیکن آج ہمارا حال اتنا خراب ہوگیا ہے کہ ایک ماہ کی عبادت کو عید کے دن ضائع کردیتے ہیں۔ کبھی فیشن کا لباس تو کبھی لذیذ کھانا، تو کبھی فلم وغیرہ کو بڑے فخریہ انداز میں کرتے ہیں، انہیں ان افعال پر ذرا سا بھی اسلامیات کا

خیال نہیں آتا ہے، شیطان پرستی اور خواہشات میں ڈوب کر خود کو بربادی کے دہانے پر پہنچاتے ہیں، مگر عید تو گناہوں میں ڈوب جانے کو ہی کہا جاتا ہے۔ نوجوانوں کی بے راہ روی اس قدر تجاوز کرچکی ہے کہ پارٹی بندی کے ساتھ بڑی امنگ میں فلم دیکھنا، گانا سننا اور طرح طرح کے خرافات میں مشغول ہونے سے بہت خوش ہوتے ہیں۔

عید کی روح کو سمجھیں

فرمایا: برادران اسلام کو عید کے موقع پر مبارکباد کے ساتھ ساتھ یہ لمحہ فکریہ بھی ہے کہ عید کی روح کو سمجھیں، اسلام کے ماننے والوں کو یہ حکم ہے کہ وہ مسرت کا مظاہرہ کھیل کود، لہوولعب اور تفریحات کے ذریعہ نہ کریں، بلکہ مسرت کا اظہار اس انداز سے کریں کہ وہ خوشی ان کے ظاہر وباطن سے نمایاں ہوسکے۔

سائنس وٹکنالوجی اسلام کی دین

فرمایا: آج ترقی یافتہ ممالک میں سائنس اور ٹکنالوجی کی جو روشنی نظر آرہی ہے یہ سب مسلمانوں کی کتابوں اور ان کی تحقیقات کی بدولت ہے، تاشقند وبخارا اور بغداد کی تاریخ پڑھیئے معلوم ہوگا کہ مسلمان اسلاف کی تحقیق وجستجو سے یورپ نے بہرہ ور ہوکر یہ مقام حاصل کیا، مگر افسوس! آج ہم اپنے آباواجداد کی روش بھلا کر غیر ضروری اور بے سود امور میں مشغول ہوگئے۔ قرآن کریم کی پندرہ سو آیات ثابت ہوچکی ہیں کہ جس میں سائنس وٹکنالوجی کے وہ رازعیاں کئے گئے ہیں جس سے یورپ ابھی تک ناواقف تھا۔

بحمداللہ تعالیٰ